

1986

شیر جوہری محمد ظفر اللہ خان

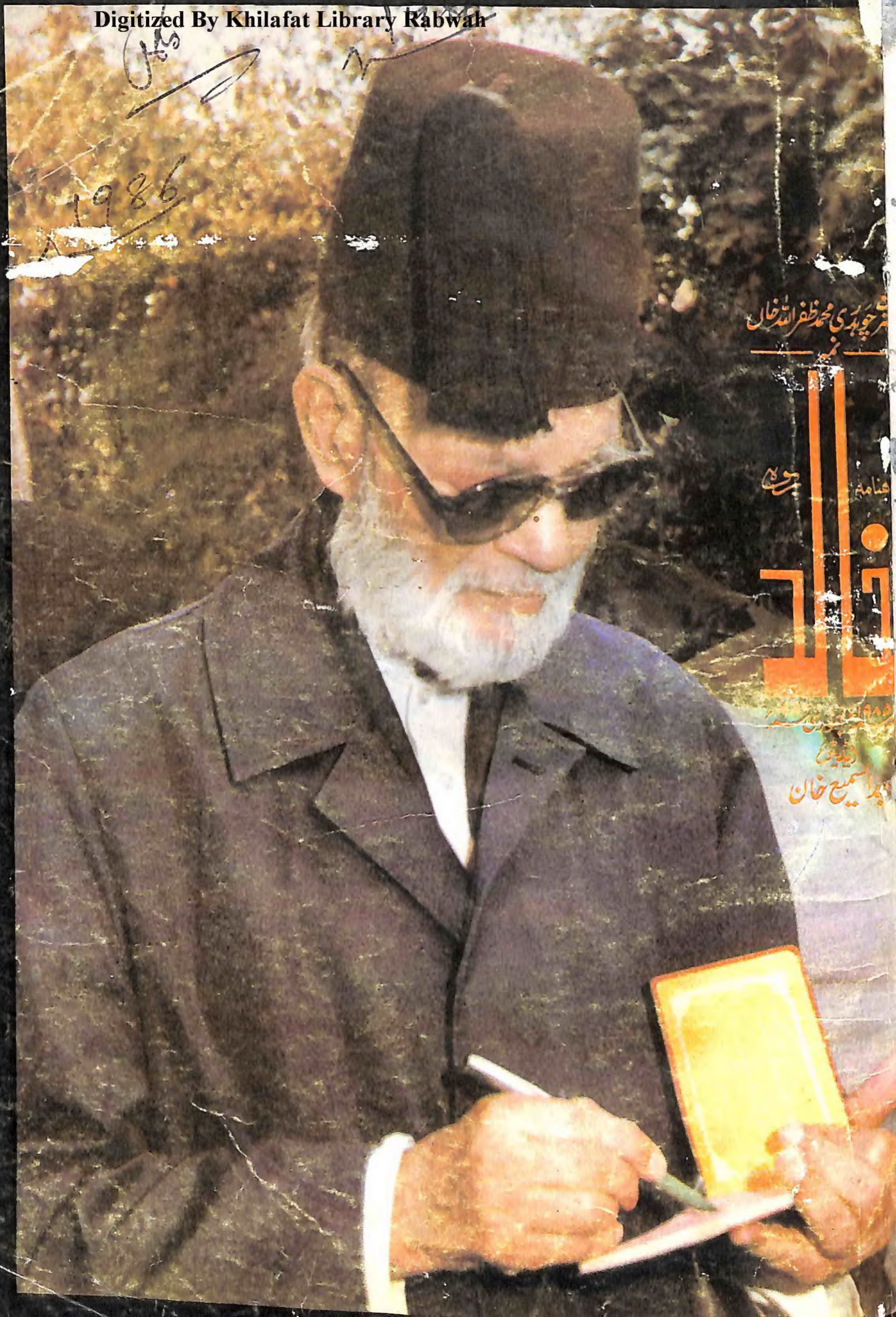
عناوین

۱۱۱

۱۱۱

۱۱۱

۱۱۱





ماہنامہ **خالد** ربوہ **حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں** **نمبر ۱** جلد: ۳۳، شمارہ: ۳۲۰  
 ستمبر ۱۹۸۵ء قیمت: ۱۲ روپے **عبد السمیع خان** (ایڈیٹر)  
 جنوری ۱۹۸۶ء

## فہرست

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب  
 امام جماعت احمدیہ کی طرف سے  
 حضرت چوہدری رضا کا لطیف اور  
 جامع تذکرہ۔ ص ۵

حضرت چوہدری صاحب کے متعلق  
 بزرگوں کے رویا و کشوف۔ ص ۱۱

سادگی، میانہ روی اور انکساری  
 کی منفرد شان۔  
 حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ  
 مدظلہا العالی۔ ص ۳۱

حضرت بابا جی ظفر اللہ خاں۔  
 محترمہ صاحبزادی امۃ الجلیل صاحبہ  
 بنت حضرت مصلح موعود ص ۳۵

خصوصی انٹرویو۔ محترمہ امۃ الجلی  
 صاحبہ بنت حضرت چوہدری رضا صاحبہ ص ۴۲

- ادارہ۔ اللہ تعالیٰ کے بندہ منتخب کا منفرد اعزاز ص ۳
- من لہم یشکرو الناس لا یشکروا اللہ۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ص ۶
- تبرکات۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک درخشندہ نشان ص ۷
- سوانحی خاکہ۔ روشنی کا سفر مولانا دوست محمد شاہ ص ۲۱
- غیر مطبوعہ مضمون۔ وسعت علوم اور انسان کا مستقبل ص ۲۵
- ایک بصیرت افروز تقریر۔ دو سو سال بعد ص ۲۸
- دولازوال نقش شاقب زبیری ص ۶۱
- ایک ہمد ویرینہ کی یادوں کے چند خوش رنگ پھول شیخ اعجاز احمد ص ۶۷
- اللہ تعالیٰ کا عبد شکور چوہدری ظہور احمد باجوہ ص ۷۱
- درخت وجود کی ایک سرسبز شاخ راجہ غالب احمد ص ۷۶
- ایک تقریر کا اشارات پر مشتمل خود نوشت نوٹ بشیر احمد خان رفیق ص ۸۱
- مٹ سکے گا تیری یادوں کا یہ گلزار کہاں پروفیسر سعید احمد خان دہلوی ص ۸۵
- جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے حافظ قدرت اللہ ص ۱۱۰
- ایک نقش جمیل دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی قابل قدر اور قابل تقلید مثال ص ۱۱۸
- مہربان و مشفق و اعلیٰ وجود انیس الرحمن بنگالی ص ۱۲۲
- بیسویں صدی کا ایک نادر روزگار سخی چوہدری جمید نصر اللہ خان ص ۱۲۷
- اولاد سے محبت اور ان کی تربیت کے دلکش انداز چوہدری ادیس نصر اللہ خان ص ۱۲۹
- حاصلِ زیست عائشہ نصرت جہاں ص ۱۳۱
- روشن روشن سعدیہ محمد ص ۱۳۵
- اخلاقِ کریمانہ کی ایک پرکیف جھلک محمود نصر اللہ خان ص ۱۳۷
- وہ جو انسانیت کا قدردان تھا نصیب اللہ قمر ص ۱۳۹
- شمشاد احمد قمر ص ۱۴۱



- کردار کے موتی
- چاہنتوں کے سفر کی دلفریب داستان
- ایک عالم باعمل
- جسٹس سر ظفر اللہ خان ارض مقدس میں
- متاع عزیز
- انٹ لکچر
- دینی غیرت
- جب حضرت چوہدری صاحب نے لندن کو الوداع کہا
- حضرت چوہدری صاحب کے غیر مطبوعہ خطوط
- ۱۴۷ چوہدری عبدالرشید
- ۱۴۹ شیخ محمد حسن (لندن)
- ۱۵۳ لئیق احمد طاہر
- ۱۵۵ چوہدری محمد شریف
- ۱۶۳ سلیمہ ناہید الہیہ بشیر احمد خان رفیق
- ۱۶۷ عبدالملک
- ۱۷۱ ڈاکٹر عبدالرشید تقی
- ۱۷۳ منصور احمد بی بی
- ۱۸۱
- محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے تاثرات۔ ص ۵۳

### حضرت چوہدری صاحب سرکردہ شخصیتوں کے نظریے

- چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مسٹر جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال
- سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس شیخ انوار الحق
- مشہور مسلم لیگی لیڈر سردار شوکت حیات
- شہزادی عابدہ سلطان آف بھوپال
- رکن پاکستان بار کونسل سید افضل حیدر
- ۹۱
- ۹۶
- ۱۰۰
- ۱۰۳
- ۱۰۸

### منظومات

- میر بشیر احمد طاہر
- میجر منظور احمد (ریٹائرڈ)
- سلمیٰ مبارکہ
- عبدالکریم قدسی
- ۲۷
- ۹۰
- ۱۱۳
- ۱۳۴

اور شاقب زیدی

نائب ایڈیٹر: محمود احمد شاد

معاونین: عبدالقدیر قمر - عبدالخالق ناصر

پبلشر: مبارک احمد خالد

پرنٹر: سید عبدالحی

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ریلوہ

مطبوع: ضیاء الاسلام پریس ریلوہ

کتابت: محمود انور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳





ادایہ

# اللہ تعالیٰ کے بندہ منتخب کا منفرد اعزاز



حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی رحلت ایک عالمی سطح کے نابغہ روزگار وجود ہی کی نہیں بلکہ رضائے الہی سے بہرہ ور اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے بندہ منتخب کی بھی رحلت ہے جو بارگاہ الہی میں قبولیت اور قربت کے خصوصی شرف سے مشرف ہوئے اور دین و دنیا ہر دو لحاظ سے بلند مقامات حاصل کئے۔

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قوت قدسیہ اور تریاقی صحت سے فیضیاب ہونے اور بھر قدرت شانیہ کے حلیل القدر مظاہر سے اکتساب فیض کرنے کے باعث آپ کو شروع ہی سے پاک تبدیلی سے ہمکنار ہونے اور اخلاص و وفا اور صدق و صفا میں کمال حاصل کرنے کی غیر معمولی توفیق ملی۔ اس کے طیب و شیریں ثمر کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت آپ کو ایسی بلند پایہ صلاحیتیں ودیعت فرمائیں جن کے بھرپور انداز میں بروئے کار آنے سے آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان منتخب متبعین کے زمرہ میں داخل ہوئے جن کے لئے علم اور معرفت میں کمال حاصل کر کے اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کرنا مقدر ہے۔

اقوام متحدہ کی صدارت کے دوران آپ نے کل عالم کے نمائندگان کی وساطت سے تمام اقوام کو عظیم روحانی اور اخلاقی قدروں سے روشناس کروایا اور اس طرح ہر قوم اس چشمہ فیض سے سیراب ہوئی جو حضرت بانی سلسلہ کے ذریعہ من جانب اللہ جاری ہوا ہے۔



حضرت چوہدری صاحب کو جتنے بھی دینی و دنیاوی منصب عطا ہوئے ان سب کا راز خود آپ کے الفاظ میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ سے گہری محبت اور قلبی اطاعت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ لازوال وفا میں مضمر تھا۔ اسی پیوند کی بناء پر آپ کے دل میں خالق اور مخلوق کی سچی محبت نے جنم لیا۔ اور آپ اپنے رب کے ساتھ ایک زندہ رابطہ قائم رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کے لئے نفع رساں وجود بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ دنیا بھر میں یہ منفرد اعزاز آپ ہی کے لئے مخصوص تھا کہ دین اور دنیا دونوں کے غیر معمولی اعزازات آپ کی ذات گرامی میں یکجائی طور پر منصفہ شہود پر آئے۔ آپ واقعی ہر دو لحاظ سے فتح و ظفر کے آئینہ دار ہونے کے باعث اسم ہاسمی تھے۔ اور اپنی قومی، بین الاقوامی، جماعتی خدمات اور کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ اسم ہاسمی رہیں گے اور انہو کی نسلیں آپ کی یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچا کر رہیں گی۔

آپ کے ان دونوں قسم کے اعزازات کے پہلو بہ پہلو خدا کی طرف سے آپ پر ایک اور بہت بڑا فضل لمبی عمر کی شکل میں ظاہر ہوا اور ہر نیا چڑھنے والا دن آپ کے لئے نئی کامیابیوں اور کارناموں کی بشارات لے کر آیا۔ اس کی تہ میں بھی قرآن کریم کی ایک ابدی صداقت کا فرما ہے کہ نفع رساں وجودوں کی عمریں دراز کی جاتی ہیں۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

”احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی، جانی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہوں گے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے ان کی عمریں دراز کر دی جائیں گی اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض - یہ امر قانون قدرت کے موافق ہے کہ عمریں دراز کر دی جائیں گی۔“

حضرت چوہدری صاحب کا ۹۳ سال کی عمر پانا اور مسلسل ۹۳ سال تک دنیا بھر میں آپ کی شہرت، نیک نامی اور ہر دلعزیزی میں اضافہ ہوتے چلے جانا، دیگر بی شمار دنیوی اعزازات کے علاوہ آپ کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر بننا اور بالآخر عالمی عدالت کی صدارت کے منصب جلیل پر فائز ہونا، ایک ماہر قانون دان، بلند پایہ ایڈووکیٹ، سحر طراز مقرر اور اسلامی ممالک کے مفادات کے بیباک و نڈر محافظ و ترجمان کی حیثیت سے عالم اسلام میں آپ کے نام کا ڈنکا بجنا اور متعدد اسلامی ممالک کے بادشاہوں اور سربراہوں کی طرف سے آپ کو اعلیٰ ترین اعزازات کا ملنا اور اس قدر مادی عروج کے باوجود انابت الی اللہ اور تقویٰ اللہ میں ترقی کرتے چلے جانا۔

یہ سب وہ امور ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے اس مندرجہ بالا فرمان کو آپ کے حق میں بھی پورا کیا اور پاک اور طیب اور طویل عمر سے نوازا کہ آخری سانس تک دین حق اور بنی نوع انسان کی بھرپور خدمت کرنے والے وجود کے طور پر زندہ رکھا۔

الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے حضرت چوہدری صاحب کی ذات گرامی ایک درخشندہ نشان کی حیثیت رکھتی ہے یہ نشان جو آپ کے وجود میں ظاہر ہوا باطنی لحاظ سے سدا وکتا رہے گا۔ گو انسان فانی ہے لیکن جس انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل خاص کے نتیجہ میں نشان عطا ہوا ہو وہ نشان کبھی فنا نہیں ہوتا وہ سدا وکتا ہی رہتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تابندگی میں اضافہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ایسے نافع الناس اور نافع اقوام و ملل وجود اپنی زندگی میں اپنے ہم عصر انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بعد از وفات آنے والی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ اس لئے ادارہ ’خالد‘ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ نیز سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں اور اسی طرح آپ کی قومی و بین الاقوامی اور جماعتی خدمات اور کارناموں کی ایک جھلک اس خصوصی شمارہ کے ذریعہ اپنے نوجوان قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تاکہ آپ کی گونا گوں صفات اور کارناموں سے آگاہی ہم احمدی نوجوانوں کے لئے ہمہ گیر کام دے اور ہم بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتھک جدوجہد، تقویٰ شعاری اور دعاؤں سے کام لیں اور اللہ اور رسول کے وفادار اور بنی نوع انسان کے سچے خادم بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم احمدی نوجوانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



Digitized By Khilafat Library Rabwah

وَالسَّاعِلِيُّ فِرَاقِ قَوْمِ هُمُ الْمَصَابِيحِ وَالْحَصُونِ

وَالْمَدَنِ وَالْمَزْنِ وَالرَّوَايِ وَالْخَيْرِ وَالْأَمْنِ وَالسَّكُونِ

ہائے افسوس ان لوگوں کی جدائی پر جو دنیا کے لئے سورج کا کام دے رہے تھے۔ جو دنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ لوگ ان سے نور حاصل کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عبدوں اور مصیبتوں سے دنیا کو نجات ملتی تھی۔

وہ شہر تھے جن سے دنیا آباد تھی۔ وہ بادل تھے جو سونگھی ہوئی کھیتوں کو ہرا کر دیتے تھے۔ وہ بہار تھے جن سے دنیا کا استحکام تھا۔ وہ تمام بھلائیوں کے جامع تھے اور دنیا ان سے امن اور سکون حاصل کر رہی تھی۔



## مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللَّهَ

محافظ اللہ خان قریبا ایک صدی پہیلی ہوئی تاریخ اور اپنی ذات میں اک انجمن کا نام ہے۔ وہ ایک ایسا وجود تھے جس کے اندر بہت سی شخصیتیں اکٹھی ہو گئی تھیں۔ وہ ایک ایسی بلند وبالا شخصیت تھے جس نے زندگی کے بہت سے میدانوں میں یدِ طولیٰ حاصل کیا اور دین اور دنیا دونوں میں اعلیٰ مناصب حاصل کئے۔

ایسی وسیع اور ہمہ گیر ذات کے خصائل اور سیرت کو محدود صفحات پر مشتمل ایک شمارہ میں سمیٹنا دیر یا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کام بڑی باریک بینی اور احتیاط کا بھی تقاضا ہے تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خدا کے ایسے پیارے اور برگزیدہ بندوں کی نیک یادوں کو زندہ رکھنا بڑی سعادت اور خوشگفتی ہے اور یہ حقیقت انتھک محنت پر مائل کرتی رہی اور اس پر غلوں محنت کا نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے۔

اس طویل سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضلوں نے ہر لمحہ ہماری دستگیری فرمائی اور یہ بھی اسی کے کرم کا اظہار تھا کہ احباب نے توقع سے بڑھ کر حوصلہ افزائی کی اور ہر پوچھ گچھ کی اور بعض نے مزید کاوشوں کے وعدے کئے ہیں جن کی تکمیل کے ہم منتظر ہیں۔ جتنا مواد عدد کی کے ساتھ اس شمارے میں سما سکتا تھا وہ اس وقت خاص شمارہ نمبر ۱ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے بہت سے مضامین، حقائق اور خوبصورت یادیں ہمارے پاس موجود ہیں جن کی پڑتال اور تذبذب کا کام جاری ہے اور انشاء اللہ جلد ہی شمارہ نمبر ۲ کی صورت میں منظر عام پر لایا جائے گا۔

میں دل کی گرائیوں سے جملہ احباب کا ممنون ہوں اور ان کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے اپنی بساط کے مطابق ہماری مدد کی۔ خواہ زبانی رہنمائی کی یا ایک سطر لکھ کر دی یا ایک تصویر عنایت کی بعض کرم فرماؤں کے بارہ میں تو علی وجہ البیہر کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی کوشش اور تائید کو انتہا تک پہنچا دیا۔ ہمارے خیر خواہوں کی فہرست بہت لمبی ہے اسلئے اتنے نام شائع کرنے تو ممکن نہیں۔ بعض کے نام جب بغرض دعا شائع کرنے کے بارہ میں ان سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے بڑی شدت سے اخفا پر اصرار کیا۔ ان کے اعلیٰ جذبات کی قدر کرتے ہوئے ہم اپنے رب کے حضور دست بدعا ہیں کہ رب کریم انہیں اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور ان کا ہر رنگ میں حامی و ناصر ہو۔

میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور ماہنامہ 'خالد' کی انتظامیہ کی طرف سے تعاون کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام قارئین سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ رسالہ کے متعلق آپ کی آراء کا ہمیں شدت سے انتظار رہے گا۔

وَالسَّلَامُ

محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تبرکات

## حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک درخشندہ نشان

### ایک پاک، فدائی اور فادار جماعت کا قیام جس کا ہر مخلص فرزند ایک نشان ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-  
"ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھردی۔ بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں۔ اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بجلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں۔"

جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے۔ تو نے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی۔ یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔۔۔۔۔

ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا۔ اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور فادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۸، ۲۳۷)



## کلام الہامی

## حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعض عظیم الشان پیشگوئیاں

## حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ذات پوری ہوئیں

حضرت چوہدری صاحب پر نازل ہونے والے انعام الہیہ و افضال خداوندی کا لطیف اور جامع تذکرہ  
قدرتِ ثانیہ کے چوتھے منظر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی زبان مبارک سے

فرمودہ ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن خطبہ جمعہ کے منتخب اقتباسات

”ایک دفعہ بی۔ بی۔ سی۔ ون کے نمائندہ نے انٹرویو لیتے ہوئے اچانک آپ پر سوال کیا کہ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا واقعہ کیا ہے۔ بے تکلف سوچنے کے لئے ذرا بھی تردد نہ کرتے ہوئے آپ نے فوراً یہ جواب دیا کہ میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ وہ تھا جب میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے مبارک چہرے پر نظر ڈالی اور آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔ اُس دن کے بعد پھر وہ ہاتھ آپ نے کبھی واپس نہیں لیا مسلسل ہاتھ تھمائے رکھا ہے اور جو عظمتیں بھی آپ کو ملی ہیں اس وفا کے نتیجے میں ملی ہیں اس استقلال کے نتیجے میں ملی ہیں نیکی پر صبر اختیار کرنے کے نتیجے میں ملی ہیں ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کے تابع فرمان کے طور پر زندہ رکھا۔ ہر میدان میں، ہر علم کے میدان، ہر جہد و جہد کے میدان میں، ہر اندرونی تجربے کے میدان میں آپ پر یہ احساس غالب رہا کہ میں نے اللہ کے ایک مامور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور جہاں تک میرا بس چلتا ہے جہاں تک مجھے

خدا کی طرف سے توفیق عطا ہوتی ہے میں اس کے تقاضے پورے کرتا رہوں گا اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ، نہایت ہی اہلیت کے ساتھ ان تقاضوں کو پورا کیا اور آپ کے حق میں حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو بار بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی اور اس بار بار عطا ہونے میں بھی ایک کثرت کا نشان تھا جو آپ کو دیا گیا فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلے کو تمام دنیا میں پھیلانے کا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

یہ پیشگوئی مختلف رنگ میں مختلف وجودوں کی میں پوری ہوتی رہی مگر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو خصوصیت کے ساتھ ظاہری طور پر بھی اس کو کرنے کا اس رنگ میں موقع ملا کہ آپ نے اپنی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کے منہ بند کر دیئے۔ سیاست کے میدان وکالت کے میدان میں بھی اور (دعوت الی اللہ)

میدان میں بھی ایسی عمدہ نمائندگی کی توفیق آپ کو عطا ہوئی کہ اپنے تو اپنے دشمن بھی بے ساختہ پکار اٹھے کہ اس بطل جلیل نے بلاشبہ غیروں کے منہ بند کر دیئے۔

”خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے مقام پر پہنچایا جہاں واقعہ ہر قوم نے اُس سرچشمے سے پانی پیا یعنی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی آپ کو صدارت نصیب ہوئی اور وہ دور اقوام متحدہ کی تاریخ میں اگر کسی ایک تعریف کے ساتھ یاد کیا جائے تو یونائیٹڈ نیشنز کی تاریخ کا اخلاقی دور کہلائے گا۔“

”ویسے تو بکثرت ایسے احمدی ہیں جن سے قوموں نے فائدے اٹھائے لیکن وہاں ایک ذات میں ساری باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ ایک سرچشمے سے جو حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی غلامی پر فخر کیا کرتا تھا تمام اقوام عالم نے فائدہ اٹھایا اور سیراب ہوئیں اور پھر قوموں کی بھرپور خدمت میں آپ کو خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے مواقع نصیب فرمائے جبکہ نئی تاریخ کی شکلیں بن رہی تھیں اور جدید تاریخ کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں۔“

شکل  
مرحوم  
پورا  
سچائی  
لساوق  
میں بھی  
کے



# خدا کی گواہی

حضرت چوہدری صاحب کے متعلق بزرگوں کے رویا و کشوف

مفتی  
عبدالمصطفیٰ خان

حضرت مصلح موعود کے رویا و کشوف حضور کے اپنے الفاظ میں

۱۔ اخلاص کی شہادت "میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب آئے ہیں ..... اور میں قادیان سے باہر پرانی ٹرک پر ان سے ملا ہوں وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغلیگر ہو گئے اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصے پر بوسے دینے شروع کر دیئے اور نہایت رقت کی حالت ان پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے یا کہا کہ خاص میری ذاتی قربانی چاہی ہے اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرہ پر اخلاص اور رنج و دلوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اول تو اس میں چوہدری صاحب کے اخلاص کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ انشاء اللہ جس قربانی کا ان سے مطالبہ کیا گیا خواہ کوئی ہی حالات ہوں وہ اس قربانی سے دریغ نہیں کریں گے دوسرے یہ کہ ظفر اللہ خان سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئینولی فتح ہے اور ذات سے قربانی کی پسیل سے مستی نصراً اللہ کی آیت مراد ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے اپیل کی گئی تو وہ آگاہی اور سینہ اور کندھوں کو بوسہ دینے سے مراد علم اور یقین کی زیادتی اور طاقت کی زیادتی ہے اور آقا کے لفظ سے مراد ہے کہ فتح اور ظفر مومنوں کے غلام ہوتے ہیں اور اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا اور جسم اور روح کی قربانی سے مراد جسمانی قربانیاں اور دعاؤں کے ذریعہ سے نصرت ہے جو اللہ کے بندوں اور اس کے فرشتوں کی طرف سے ہمیں حاصل ہونگی"

(الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

۲۔ روحانی بیٹا

حضور فرماتے ہیں (۳۷-۱۹۳۶ء کا ایک خواب) "ایک دو سال ہوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوں اور میرے سامنے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

پیدا ہونے کے رستے بند ہو گئے بکثرت اور بار بار حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کو ایسے عظیم الشان غلاموں کی خوشخبریاں دی گئیں جو ہمیشہ آتے چلے جائیں گے اور ایک گزرے گا تو دوسرا اُس کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھے گا آپ اپنی ہمتوں کو بلند کریں اُن تقویٰ کی راہوں کو اختیار کریں جو چوہدری صاحب اختیار کرتے رہے۔ اُن وفا کی خصلتوں سے مزین ہوں جن سے وہ خوب مزین تھے"

"جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو ہے بڑا مگر صدمہ ہے لیکن اس صدمے کے نتیجے میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں وسیع ہیں۔ اُس کی عطا کے دروازے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جن راہوں میں وہ کھلتے ہیں وہ لامتناہی راہیں ہیں اس لئے آپ کو اگر خدا ظفر اللہ خان نہیں بنا سکتا تو اپنی اولاد کو بنانے کی کوشش کریں اور اولاد و در اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں دو نہیں بکثرت آپ کو ایسے غلام عطا فرمائے گا جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو

حاصل کریں گے جو فلسفیوں کے منہ بند سے برکت پائیں گی۔

نہیں کل عالم کی قومیں خدا کرے کہ بکثرت اور

سلسلہ احمدیہ کی اس

دوسروں میں ہی نہیں انہوں نہیں اپنے گھروں میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ (آمین)

میری زندگی کا سب سے بڑا واقعہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے

زیارت اور بیعت ہے

سعادت عظمیٰ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہونا اپنے لئے سعادت عظمیٰ شمار کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ سعادت فیوض آسمانی کے دروازوں کے کھلنے کا موجب تھی۔ جتنی باری تعالیٰ پر زندہ اور محکم ایمان اور شوق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ناچیز نے حضور سے حاصل کیا۔ قدرتِ ثانیہ کے مظهر اول حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کی شفقت اور توجہ ایک بہت بڑا انعام تھی۔ آپ کا ارشاد "میں ہم نے تمہارے لئے بہت بہت دعائیں کی ہیں" کس قدر انعامات اور فیوض کی خوشخبری تھا۔ آپ کا اس ناچیز کو اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے ثبوت ناموں میں ظفر اللہ بانشی ارشد وار جند بانشی کے دعا ئیر القاب کے ساتھ یاد فرمانا اور بہت بڑھانا میرے لئے بہت خوشی اور انبساط کا موجب تھا" (تحدیثِ نعمت)



لیٹے ہوئے ہیں اور ۱۱-۱۲ سال کی عمر کے معلوم ہوتے ہیں۔ کہنی پر ٹیک لگا کر ہاتھ کھڑا کیا ہوا ہے اور اس پر سر رکھا ہوا ہے ان کے دائیں بائیں عزیزیم چوہدری عبداللہ خان صاحب اور چوہدری عبداللہ خان صاحب بیٹے ہوئے ہیں۔ انکی عمریں آٹھ نو نو برس کے بچوں کی سی معلوم ہوتی ہیں۔ تینوں کے منہ میری طرف ہیں اور تینوں مجھ سے باتیں کر رہے ہیں اور بہت محبت سے میری باتیں سن رہے ہیں اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں اور جس طرح گھر میں فراغت کے وقت ماں باپ اپنے بچوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اسی طرح میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔“

(الفضل ۲۲ مئی ۱۹۳۸ء)

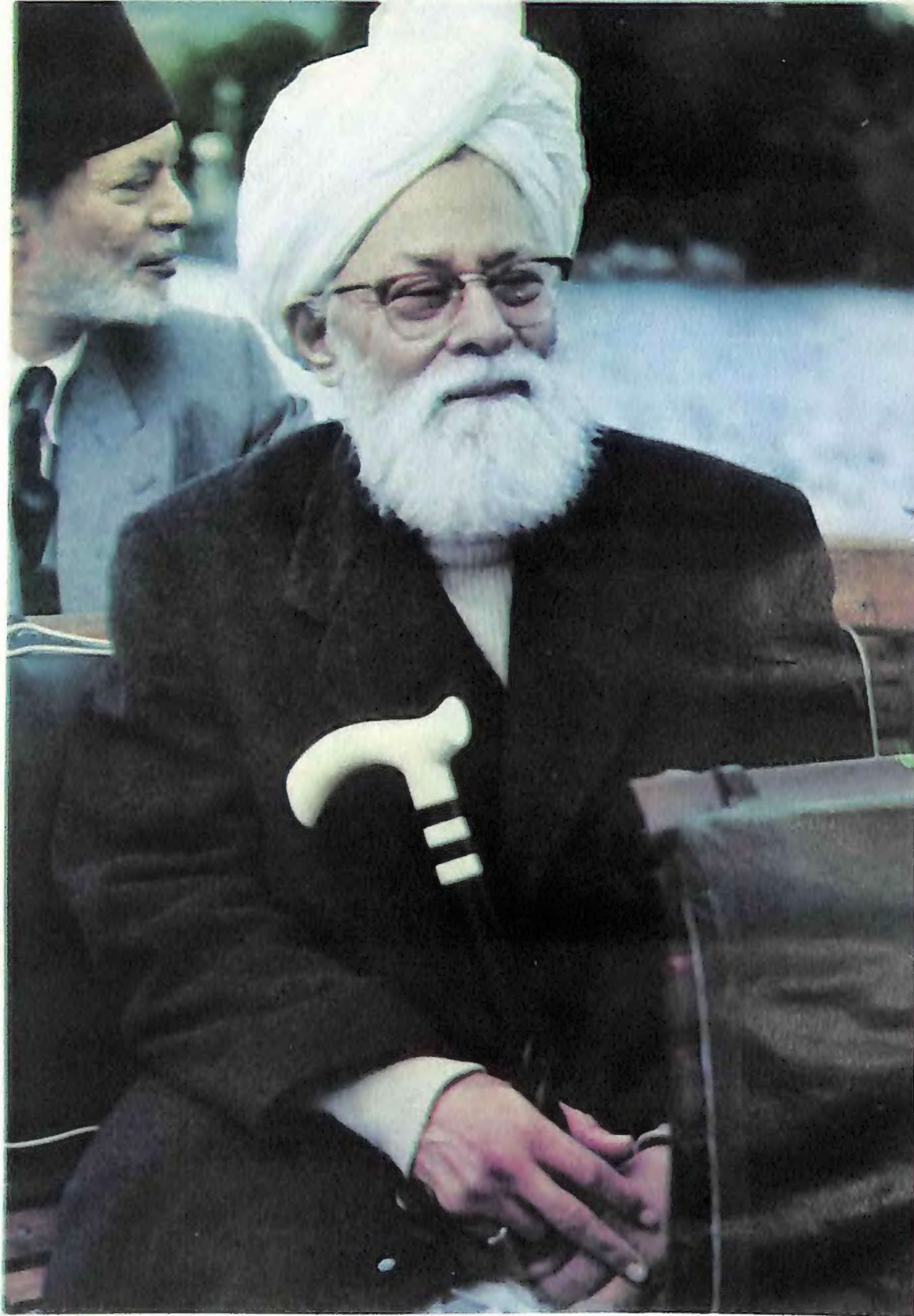
### ۳۔ چوہدری صاحب کی عظیم قومی خدمات

”میں نے روڈیا میں دیکھا کہ پاکستان کی حکومت نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اتنی تعریف ہے کہ اس کو پڑھ کر حیرت آتی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنے اس کام سے پاکستان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں اور اس کو بین الاقوامی صف اول میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ یو۔ این۔ او۔ میں یا برطانوی یا امریکی حلقوں میں چین کے متعلق (روس کے بڑھتے اثر کو روکنے کے لیے) کوئی خدمت ہندوستان کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور اس خدمت کے نتیجے میں ہندوستان کو بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی تھی۔ اور پاکستان کی حیثیت گرجانے والی تھی۔ لیکن چوہدری صاحب نے معاملہ کی اہمیت کو بھانپ کر یو۔ این۔ او۔ یا امریکی اور برطانوی حکومتوں پر (یہ تعین یاد نہیں رہی کہ آیا یو این۔ او مراد تھی یا برطانوی اور امریکی حکومتیں اس سے مراد تھیں) واضح کیا کہ پاکستان اس خدمت میں بہت بڑا حصہ لے سکتا ہے اور یہ کہ کم سے کم ایک حصہ خدمت کا ایسا ہے جسے صرف پاکستان ہی بجالا سکتا ہے اور ایسے زور سے اس معاملے کو پیش کیا اور اتنے زبردست دلائل دیئے کہ حکومتوں کو ان کے دعویٰ کی صداقت تسلیم کرنی پڑی اور بجائے اس کے کہ وہ خدمت کئی طور پر ہندوستان کے سپرد کی جاتی اس کا ایک حصہ پاکستان کے بھی سپرد کیا گیا جسے کامیاب طور پر پورا کرنے کی صورت میں پاکستان بہت بڑی اہمیت حاصل کر لے گا اور دنیا کی سیاست میں صف اول پر آ جائے گا۔“

(الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء)

اس روڈیا کا ایک پہلو ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو پورا ہو چکا ہے جبکہ عزت مآب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب عالمی عدالت کے جج منتخب ہوئے۔ یاد رہے کہ چوہدری صاحب جن نشست سے منتخب ہوئے وہ ہندوستان کے سربراہ بننے والے انتقال کی وجہ سے خالی ہوئی تھی اور اس کیلئے بھارت نے اپنے نمائندہ مسٹر گوپال کو منتخب کرانے کی زبردست کوشش

## اپنے روحانی باپ کے ہمراہ



”عزیزیم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ساری عمر دین کی خدمت میں لگائی ہے

(ارشاد حضرت المصلح الموعود)

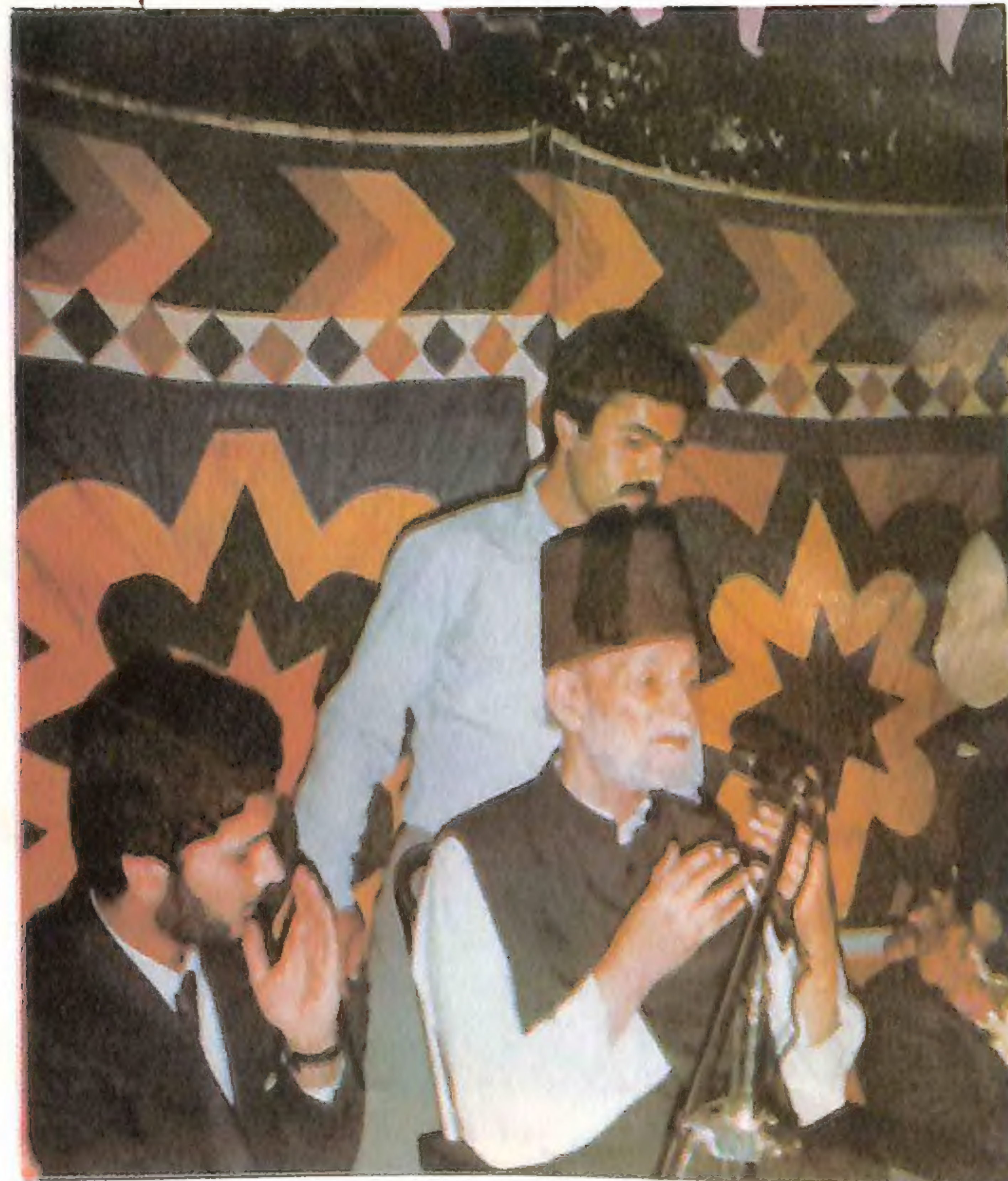
اور اس طرح میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔“

(الفضل ۱۵ مئی ۱۹۵۵ء)

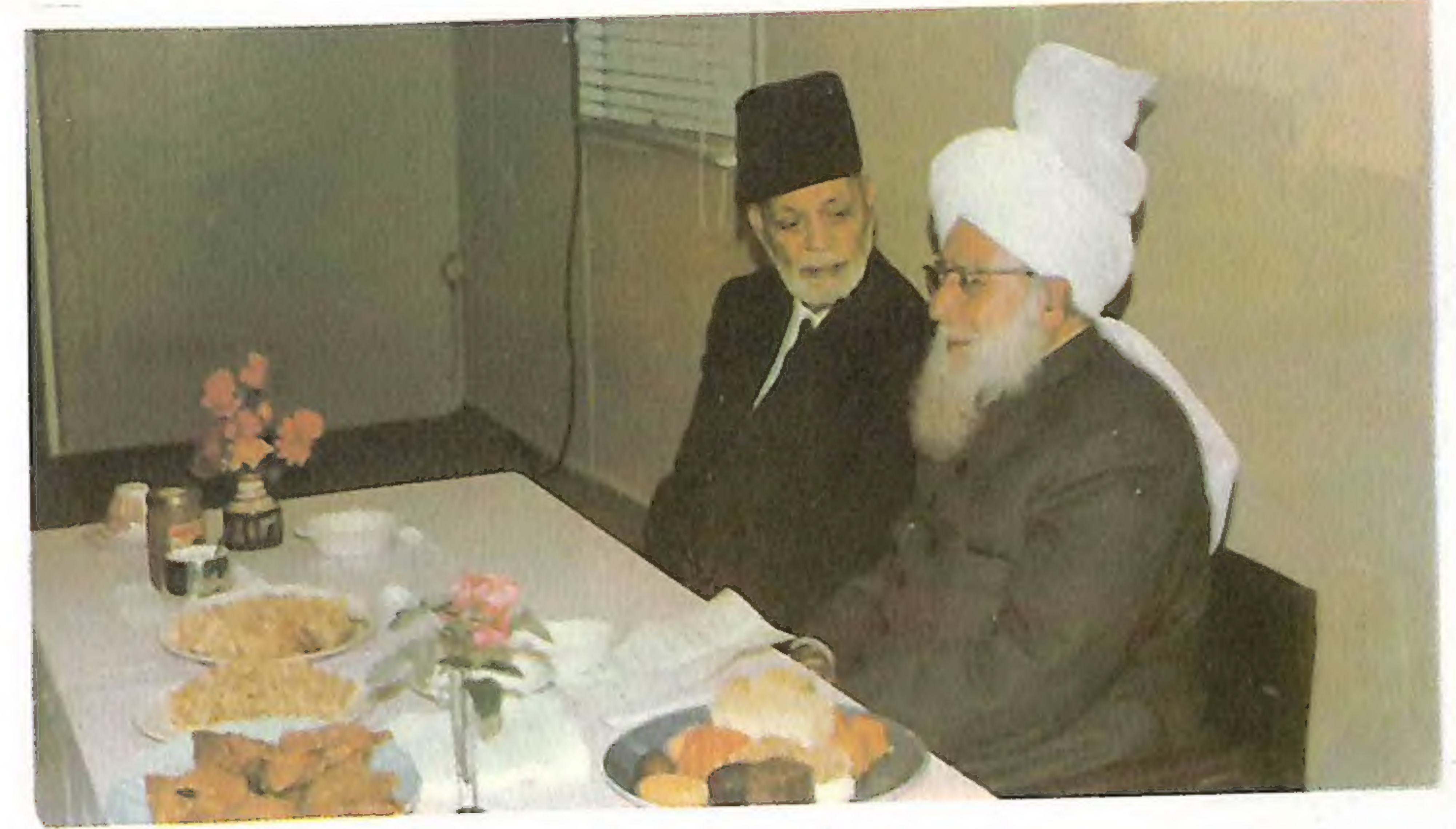




بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۸۳ء مکرم سید قریب سلیمان صاحب ابن محترم سید داؤد احمد صاحب مرحوم کی تقریب شادی میں  
امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ہمراہ



بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۸۵ء اپنے نواسے مکرم محمد فضل صاحب کی تقریب شادی میں دست بدعا



قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کے حضور



قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کے حضور





امیاب جماعت احمدیہ لاہور سے خطاب



میرٹھ فضل محمد وین مسعود ایک نوابی شہزادہ

کی تھی لیکن سلامتی کونسل کی خفیہ رائے شماری میں بھارتی نمائندہ کو شکست ہوئی اور حضرت چوہدری صاحب کامیاب ہو گئے۔ اس طرح دنیا کے بین الاقوامی ادارہ میں خدا کے ایک عظیم نشان کا ظہور ہوا۔

۴۔ پاکستان میں ریل کے خوفناک حادثہ (جھمپیر) کے متعلق حیران کن روایا

۱۷ اربابہ نومبر ۱۳۵۳ء کی بات ہے کہ میں نے روایا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں میاں بشیر احمد صاحب اور درد صاحب میرے ساتھ ہیں کسی شخص نے مجھے ایک لفافہ لا کر دیا اور کہا کہ یہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کلے میں نے اس لفافہ کو کھولے بغیر یہ محسوس کیا کہ اس میں کسی عظیم الشان حادثہ کی خبر ہے جو چوہدری صاحب کی موت کی شکل میں پیش آیا ہے یا کوئی اور بڑا حادثہ ہے میں نے درد صاحب سے کہا۔ لفافہ کو جلدی کھولا اور اس میں سے کاغذ نکالا درد صاحب نے لفافہ کھولا۔ اس میں بہت سے کاغذ مکتے آتے تھے۔ لیکن اصل بات جس کی خبر دی گئی تھی نظر نہیں آتی تھی آخر کار لفافہ میں صرف ایک دو کاغذ رہ گئے لیکن اصل خبر کا پتہ نہ لگا۔ میاں بشیر احمد صاحب نے کہا پتہ نہیں چوہدری صاحب کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے وہ ایک اہم خبر لکھتے ہیں لیکن اچھی طرح بیان نہیں کرتے میں نے کہا گھبراہٹ میں ایسا ہو جاتا ہے اس پر لفافہ میں جو دو کاغذ باقی رہ گئے تھے ان میں سے ایک کاغذ کو میں نے باہر کھینچا تو وہ ایک فہرست تھی لیکن اصل واقعہ کا اس سے پتہ نہیں لگتا تھا اس فہرست میں ایک نام سے پہلے ملک لکھا تھا اور آخر میں محمد لکھا تھا درمیانی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا اس سے اتنا تو پتہ لگتا تھا واقعہ میں کوئی اہم خبر ہے لیکن اصل واقعہ کا پتہ نہیں چلتا تھا پھر لفافہ میں سے ایک اور شفاف کاغذ نکلا جو Tracing Paper تھا میں اسے دیکھنے لگا اور میں نے کہا یہ خبر ہے جو چوہدری صاحب نے ہم تک پہنچانی چاہی ہے مگر بجائے کوئی واقعہ لکھنے کے اس کاغذ پر ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہوائی جہاز ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف جا رہا ہے۔ آگے جا کر وہ لکیر یکدم اریبوی صورت میں نیچے آ جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاز یکدم نیچے آ گئی ہے اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ نیچے کچھ جزیرے ہیں۔ مجھے نیچے کے طرف عملاً سمندر نظر آتا ہے اس میں ہلکی ہلکی لہریں ہیں میں خواب میں کہتا ہوں خدا کرے کہ نہ معلوم چوہدری صاحب کو تیرنا آتا ہے خدا کرے اس حادثہ کی خبر معلوم کر کے کسی حکومت نے ہوائی جہاز یا کشتیاں بچانے کے لیے بھیج دی ہوں تاکہ چوہدری صاحب اور دوسرے لوگ بچ جائیں۔

حضور نے اس روایا کی یہ تعبیر فرمائی کہ ”کوئی حادثہ سخت مہلک چوہدری صاحب کو پیش آنے والا ہے اور خدا تعالیٰ انہیں اس سے بچائے گا“



کیونکہ وہ خود اس حادثہ کے متعلق تبھی خبر دے سکتے ہیں جب وہ محفوظ ہوں۔ چوہدری صاحب اس وقت نیویارک میں تھے حضور نے انہیں اس مندر خواب سے اطلاع دی اور خود بھی کثرت سے دعاؤں اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ چوہدری صاحب خیریت سے کراچی پہنچ گئے۔ وہاں سے پنجاب آئے تو یہ سفر بھی بخیریت گزر گیا لیکن جب کراچی واپس گئے تو ریل گاڑی کو جھمیر کے مقام پر ایک خوفناک حادثہ پیش آیا جس نے ملک بھر میں صاف ماتم بچھا دی۔ مگر حضرت چوہدری صاحب حضور کی رؤیا کے مطابق خارق عادت طور پر محفوظ رہے۔

حضور فرماتے ہیں۔ ”جس جگہ پر یہ واقعہ ہوا چوہدری صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دس دس میل دور تک کوئی ٹکی سرگ نہیں ہے صرف ریل کی پٹری گزرتی ہے اس لیے امداد کیلئے اس جگہ تک موٹر نہیں آ سکتی تھی اس طرح وہ جگہ جزیرے کی مانند تھی میں سمجھتا ہوں کہ رؤیا میں ہوائی جہاز کا دکھایا جانا اور واقعہ ریل میں ہونا اور پھر یہ گاڑی بھی مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ اس طرح دوسری سب باتوں کا ہونا بتاتا ہے کہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی لیکن خدا تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سن کر اس حادثہ کو بجائے ہوائی جہاز کے ریل میں بدل دیا۔ ہوائی جہاز میں ایسا حادثہ پیش آجائے تو اس سے پچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہی حادثہ اگر ریل میں پیش آ جائے تو اس سے کسی انسان کا بچ جانا ممکن ہے اور پھر وہ ریل مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو میں نے محسوس کیا کہ میری وہ خواب پوری ہو گئی ہے میں نے میاں بشیر احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا جس کو میں یہ خواب اسی وقت بتا چکا تھا جب یہ آئی تھی انہوں نے بھی کہا کہ واقعہ میں وہ خواب پوری ہوئی ہے لیکن میں نے اخبار میں یہ واقعہ پڑھ کر چوہدری صاحب کو یہ لکھنا پسند نہ کیا کہ میری رؤیا پوری ہو گئی ہے کیونکہ رؤیا میں انہوں نے پہلے اطلاع دی تھی اس لیے میں نے یہی پسند کیا کہ وہ اطلاع دیں تو میں لکھوں گا۔ چنانچہ دوسرے ہی دن چوہدری صاحب کی تار آگئی کہ آپ کی رؤیا پوری ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس حادثہ سے بچا لیا ہے یہاں رؤیا کا سوال نہیں کہ وہ پوری ہو گئی بلکہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی جو دعاؤں سے بدل گئی۔ رؤیا میں خدا تعالیٰ نے مجھے ہوائی جہاز دکھایا تھا لیکن وہ واقعہ اسی جہت میں اور اسی شکل میں ریل میں پورا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا تقدیر مبرم تھا لیکن خدا تعالیٰ نے کہا چلو ان کی بات بھی پوری ہو جائے اور اپنی بات بھی پوری ہو جائے واقعہ ہم ریل میں کراہتے ہیں۔ اس سے ہماری بات بھی پوری ہو جائے گی اور ان کی دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ پس یہ واقعہ ہمارے لیے زائد یقین اور ایمان کا موجب ہے۔“

(المصباح ۱۸ فروری ۱۹۵۴ء)

## ۵۔ اللہ کا نور

حضور نے یہ رؤیا سفر یورپ ۱۹۵۵ء کے دوران دیکھی۔ فرمایا: ”میں واپس کے وقت غالباً زیورک میں تھا کہ میں نے خواب دیکھی کہ میں ایک رستہ پر سے گزر رہا ہوں کہ مجھے اپنے سامنے ایک ریو الونگ لائٹ (Revolving Light) یعنی چکر کھانے والی روشنی نظر آئی جیسے ہوائی جہاز کو راستہ دکھانے کیلئے منارہ پر تیز لمپ لگائے ہوتے ہیں جو گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے خواب میں خیال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ پھر میرے سامنے ایک دروازہ ظاہر ہوا جس میں پھاٹک نہیں لگا ہوا بغیر پھاٹک کے کھلا ہے۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ جو شخص اس دروازے پر کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا نور گھومتا ہوا اس کے

اوپر پڑے تو خدا تعالیٰ کا نور اس کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ میرا لڑکا ناصر احمد اس دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا اور وہ چکر کھانے والا نور گھومتا ہوا اس دروازے کی طرف مڑا اور اس میں تیز روشنی نکل کر ناصر احمد کے جسم میں گھس گئی۔

پھر میں نے دیکھا کہ ناصر احمد دہلیز سے اتر آیا اور منور احمد نے اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا جس وقت مرزا منور احمد اس دہلیز کی طرف بڑھ رہا تھا میں نے دیکھا اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے دایاں ہاتھ دائیں طرف اور بایاں ہاتھ بائیں طرف اور اس کے ساتھ ساتھ پہلو میں عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جا رہے تھے۔ مرزا منور احمد بڑھ کر اس دروازہ کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا اور پھر پہلے کی طرح روشنی چکر کھانے کی طرف آنی شروع ہو گئی اور اس کے جسم پر پڑنے لگی اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ کاش چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے بھی اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہو تو اس میں سے ہو کر خدا کا نور ان میں بھی داخل ہو جائے تب میں نے ذرا سامنے بھیرا اور دیکھا کہ عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے عزیزم مرزا منور احمد کا دایاں ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ اس پر میں نے دل میں کہا الحمد للہ کہ چوہدری صاحب نے عین موقع پر مرزا منور احمد کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اب انشاء اللہ مرزا منور احمد میں سے ہونے والی نور چوہدری صاحب کے بھی سارے جسم میں گھس گیا ہوگا اور اس پر میری آنکھ کھل گئی۔“

(الفضل ۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

## ۶۔ خطرہ ٹل گیا

”خواب میں دیکھا کہ میں ایک شہر میں ہوں جس میں ایک بڑی عمارت کے سامنے ایک چوک ہے جہیں بہت سی سڑکیں آکر ملتی ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میری طرف آ رہا ہے اور میں نے اس کے آنے کو برا محسوس کیا۔ اس وقت میرے ساتھ

کوئی پہریدار نہیں میں فوراً پاس طرف مڑا اور پھاٹک میں سے عمارت کے چاروں طرف لوہے کے ہمراہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں حاضر ہے جیسا کہ اہم سرکاری عمارتوں تو میں نے دیکھا کہ اس عمارت جو مستف ہے حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) بیٹھے ہیں۔ آپ نے مندی لگائی ہوئی ہے اور آپ کا رنگ خوب روشن ہے جواب پھرتا ہے۔ میرے اندر جانے پر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ باہر کون کون لوگ ہیں۔ میں وسطی حصہ کے گرد چکر لگا کر پیچھے کی طرف چلا گیا اور میں نے دیکھا کہ جہاں حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کو سی پر بیٹھے تھے اسکی پشت کی عمارت کے پیچھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کھڑے ہیں جیسے کوئی احترام یا حفاظت کیلئے کھڑا ہوتا ہے۔ اتنے میں حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کھڑے کے پاس جا کر اور تسلی کر کے واپس آ گئے اور یوں معلوم ہوا جیسے کوئی خطرہ یا تو تھا ہی نہیں یا جاتا رہا ہے۔“

(الفضل ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء)



## قدرتِ ثانویہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رویا و کشف

### ۷۔ فتح و ظفر کا وعدہ

۱۶ نومبر ۱۹۸۴ء کو حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”تقریباً دو ہفتے پہلے کی بات ہے میں نے اچانک ایک نظارہ دیکھا کہ اسلام آباد جو انگلستان میں ہے اور اس وقت انگلستان کیلئے ہمارا یورپین مرکز ہے وہاں میں اس کمرے میں داخل ہو رہا ہوں جس میں ہم نے نماز پڑھی تھی۔ اور اسی طرح سب دوست صفیں بنا کر انتظار میں بیٹھے ہیں۔ عین امام کے مصلیٰ کے پیچھے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اس عمر کے نظر آ رہے ہیں جو ۲۰، ۱۵ سال پہلے کی تھی۔ انہوں نے وہی رومی ٹوپی پہنی ہوئی ہے جو پرانے زمانے میں پہنا کرتے تھے اور نہایت ہشاش بشاش نظر آتے ہیں اور عین امام کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ نماز کی خاطر اٹھ کر کھڑے ہوئے میں ان کی طرف بڑھنے لگا کہ پوچھوں چوہدری صاحب آپ کب آئے آپ تو بیمار تھے۔ اچانک کیسے آنا ہوا کہ اس کے ساتھ ہی یہ نظارہ جاتا رہا۔ آنکھیں کھلی تھیں مگر یہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔“

### ۸۔ کام کا ایک سال

۶ ستمبر ۸۵ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”مجھ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تعلق عطا ہوا ہوا تھا اور جب (منصبِ امامت پر فائز ہونے) کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلا کشف دکھایا ہے تو تعجب کی بات نہیں کہ پہلے کشف میرے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہی دکھائے گئے۔ اور وہ بھی ایک عجیب کشف تھا۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ اس طرف اس قسم کی باتوں کی طرف ان کا ذہن عموماً جا ہی نہیں سکتا۔ ایک دن یا دو دن میرے (امام بننے) کو گزرے تھے تو کسی نے پوچھا کہ آپ کو (امام بننے) کے بعد کوئی الہام یا کوئی کشف وغیرہ ہوا ہے میں نے کہا مجھے ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا بس میں گزر رہا ہوں جس طرح بھی خدا تعالیٰ سلوک فرما رہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو اس کے چند دن کے بعد ہی میں نے صبح کی نماز کے بعد کشف پڑے واضح طور پر یہ نظارہ دیکھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب لیٹے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں اور میں وہ باتیں سن رہا ہوں اور فاصلہ بھی ہے مجھے یہ علم ہے کہ لیٹے لندن میں ہوئے ہیں لیکن جس طرح فلموں میں دکھایا جاتا ہے قریب قریب کے ٹیلیفون کہیں دور اور ہو رہے ہیں اور کوئی اور سن رہا ہے گویا کہ اس قسم کے اندازے کیمیرے کے ٹرک (TRICK) سے ہوجاتے ہیں تو کشف یہ دیکھ رہا تھا کہ چوہدری صاحب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں اور میں سن بھی رہا ہوں اور اس پر ذہنی تبصرہ بھی ہو رہا ہے ساتھ۔ لیکن میری آواز وہاں نہیں پہنچ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب سے یہ پوچھا کہ آپ کا کتنا کام باقی رہ گیا ہے تو چوہدری صاحب نے عرض کیا کہ کام تو چار سال کا ہے لیکن اگر آپ ایک سال بھی عطا فرادیں تو کافی ہے یہ سن کر مجھے بہت سخت دھچکا لگا اور میں یہ کہنا چاہتا تھا

چوہدری صاحب کو کہ آپ چار سال مانگیں خدا تعالیٰ سے آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ ایک سال بھی عطا ہو جائے تو کافی ہے مانگ رہے ہیں خدا سے اور کام چار سال کا بیان کر رہے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ایک سال ہی کافی ہے تو مجھے اس سے بے چینی پیدا ہوئی لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اس نظارے میں میں اپنی بات پہنچا نہیں سکتا تھا صرف سن رہا تھا کہ یہ گفتگو ہو رہی ہے۔ میں نے چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور انکی بیگم کو لکھ کر بھیج دیا اور مجھے اس سے تسلیش پیدا ہوئی کہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ لمبی زندگی نسبتاً دے دے لیکن کام کا صرف ایک ہی سال ملے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۸ مارچ ۱۹۸۰ء کو تین احمدی نوجوان مکرم ظاہر احمد خان صاحب، مکرم جواد رشید صاحب اور مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب خدمتِ دین کرتے ہوئے ایک سفر کے دوران اپنے مولیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اس کے چند دن بعد ۱۴ مارچ کو حضرت چوہدری صاحب نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ ”ان تینوں کی عمریں ملا کر بھی میری عمر کو نہیں پہنچتیں لیکن وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے انہوں نے خدا تعالیٰ کو پایا۔ اسکی گود میں بیٹھ گئے اور میں ابھی راستے میں گود آؤد ہوں۔“

۱۹۸۳ء میں آپ پر شدید بیماری کا حملہ ہوا اور اس وقت تک جو وہ کام کر سکے ہیں عملاً اس کے بعد پھر رفتہ رفتہ عملی کام سے الگ ہونا پڑا انکو یعنی بھرپور کام کی صرف ایک سال توفیق ملی ہے پھر آپ کو پاکستان بانا پڑا بیماری کی وجہ سے اس کے بعد پھر طبیعت گرتی چلی گئی ہے کمزور ہوتی چلی گئی ہے پھر صرف مطالعہ پر آگئے تھے

### ۹۔ زندگی کا وعدہ

”اس (مندرجہ بالا) ناقل کشف کے دو سال بعد جب میں کراچی میں تھا تو فروری ۸۸ء

میں مجھے یہ اطلاع ملی کہ ابھی لاہور سے فون آیا ہے کہ اب تو کوئی بچہ کی صورت بظاہر نہیں رہی۔ اس وقت میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یقیناً ڈالا دعا بھی میں نے کی پھر رات رویا میں خدا تعالیٰ نے دکھایا کہ ایک خط آیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چوہدری صاحب کی مکرم عبدالحلیم صاحب (لاہور) تحریر فرماتے ہیں ”۱۹۸۵ء کے شروع کی بات ہے ایک مجلس میں حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنی نواسی عائشہ سے پوچھا بتاؤ تمہیں مجھ سے کتنا پیار ہے۔ اس نے کہا بہت زیادہ تو حضرت چوہدری صاحب فرماتے لگے کہ میں نے عائشہ سے کہا کہ اگر تمہیں مجھ سے بہت زیادہ پیار ہے تو تم خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر کرے“

اس بیماری کے متعلق ہے میں پڑھ رہا ہوں اور صرف ایک فقرہ ہے جس پر نظر جمی ہوئی ہے اور اس فقرے کا مفہوم یہ ہے کہ میں زندہ بھی کرتا ہوں اور بوجھ بھی اتار دیتا ہوں یہی بھی کر دیتا ہوں یعنی پیچھے کا مضمون تھا دو نواسیوں میں دوسری ”ہ“ کے ساتھ بھی (دیکھیں) کہ میں متیا بھی کرتا ہوں اور زندہ بھی کرتا ہوں۔ تو مجھے یہ خیال آیا کہ چوہدری صاحب کو ایک فکر دامن گیر ہے خدا تعالیٰ نے ساتھ اس کی بھی خوش خبری دے دی ہے اور وہ فکر یہ تھی کہ انہوں نے جو چندہ لکھوایا تھا صد سالہ جوہلی کیلئے اس میں سے دو لاکھ پونڈ ابھی ان پر قرض تھا واجب الادا تھا اور ان کا جو سرمایہ تھا وہ ایک ظالم نے قبضے میں لے لیا تھا اور بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اب



اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس روایا میں اللہ تعالیٰ نے جو مضمون بتایا اس سے مجھے یہ بھی یقین ہو گیا کہ اللہ ایک تو یہ کہ اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہیں مارے گا اور جب تک وہ بوجھ نہیں اترتا اس وقت تک خدا تعالیٰ ضرور زندہ رکھے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے غیر معمولی زندگی عطا فرمائی پھر کئی خطرات پیدا ہوئے کئی بحران آئے ڈاکٹروں کی نظر میں تو وہ ہر دفعہ یہی کہہ دیتے تھے کہ بس اب بچنے کی امید نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ وہ پھنسی ہوئی رقم جس کے متعلق سب اس کو رائیٹ آف کر چکے تھے کہتے تھے اس کے نکلنے کی کوئی امید نہیں اس سلسلے میں کچھ کوشش کی توفیق عطا ہوئی اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ عمارت جو دو لاکھ سے زائد کی ہے اب خدا کے فضل سے ہمارے قبضے میں آگئی ہے تو چونکہ اس خوشخبری میں یہ دونوں باتیں اکٹھی بیان ہوئی تھیں تو پہلا دھڑکا تو مجھے اس بات کا تصور اس خفیف سا ہوا کہ یہ کام تو ہو گیا ہے لیکن بہر حال خدا پھر بھی زندگی دیتا رہا اور جب تک چوتھے سال میں داخل نہیں ہوئے اس وقت تک خدا نے نہیں بلایا۔ چار سال مکمل تو نہیں ہوئے لیکن چار سال میں داخل ہو کر تیسرے مہینے میں تھے جبکہ اللہ نے پھر ان کو واپس بلا لیا۔

آپ کی زندگی اپنے اندر کئی قسم کے نشان رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ سلوک تھے جو براہ راست ان پر ہمیشہ نازل ہوتے رہے۔ کچھ خدا نے دوسروں کو بھی دکھایا۔ مجھے بھی دکھایا کہ میں اس شخص سے پیار کرتا ہوں۔

## حضرت چوہدری صاحب کی والدہ محترمہ کے روایا

### ۱۰۔ چیف جسٹس ظفر اللہ خان

حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں

”۱۹۳۲ء کے وسط میں میری والدہ نے ایک روایا میں دیکھا کہ جس کمرے میں ہیں اسکی کھڑکی میں سے بہت تیز روشنی آرہی ہے دیکھتے ایک قتبہ نور کھڑکی کے باہر دائیں طرف سے بائیں طرف کو آہستہ آہستہ حرکت کرتا نظر آیا جب کھڑکی کے وسط میں پہنچا تو بڑی پر شوکت آواز میں یہ الفاظ سنائی دیئے ”ہووے گا چیف جسٹس ظفر اللہ خان نصر اللہ خان دابٹا“

جب یہ قتبہ نور کھڑکی کی بائیں حد تک پہنچ گیا تو اس کی حرکت پھر دائیں طرف شروع ہو گئی اور کھڑکی کے وسط میں پہنچنے پر پھر ویسی ہی پر شوکت آواز میں دوسری بار وہی الفاظ سنائی دیئے ”ہووے گا چیف جسٹس ظفر اللہ خان نصر اللہ خان دابٹا“

اس پر بیدار ہو گئیں

(میری والدہ ص ۹۲)

### ۱۱۔ خیریت

حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں

”یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو میں قریب گیارہ بجے قبل دوپہر موٹر میں لاہور سے دہلی کی جانب روانہ ہوا۔ دو بجے میں بیس منٹ پر کتر پور اور جالندھر کے درمیان موٹر کی ٹکر ایک چمکڑے کے ساتھ ہو گئی اور میرے

چہرے پر شدید چوٹیں آئیں اسی حالت میں مجھے جالندھر شہر کے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ شام کے وقت ٹیلیفون پر لاہور اطلاع کی گئی والدہ صاحبہ اسی وقت روانہ ہو کر اچھے رات کے قریب جالندھر پہنچ گئیں۔ میری حالت کے متعلق تفصیل معلوم کرنے کے بعد فرمایا کل جو میں اس قدر افسردہ تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے پرسوں رات ایک خواب دیکھا تھا جس کا میری طبیعت پر اثر تھا۔ خواب میں دیکھا کہ سیاہ بادل اٹھا ہے جس سے بالکل اندھیرا ہو گیا ہے پھر بجلی گری اور ساتھ ہی مطلع صاف ہو گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں خیر گزری کوئی نقصان نہیں ہوا البتہ ساتھ کے مکان والوں کا نقصان ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تمہارے کمرے کے باہر کی دیوار پر جہاں بجلی گری تھی ایک سیاہ لکیر رہ گئی ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میں نے اس خواب دیکھنے کے بعد صدقہ دیا۔ لیکن طبیعت میں اطمینان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے تمہاری جان بخشی کی“

(میری والدہ ص ۹۸، ۹۹)

## حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحیمی رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے روایا و کشف

۱۲۔ پاکیزہ زندگی جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بیرٹری کی تعلیم کے لیے لندن گئے۔ سفر پر روانگی سے پہلے آپ قدرت ثانیہ کے پہلے منظر حضرت مولانا نور الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے عرض کیا حضور نے فرمایا آپ لندن جا رہے ہیں۔ لندن شہر دنیا کی زیب و زینت کے لحاظ سے مصر سے بھی بڑھ کر ہے آپ ہر صبح سورۃ یوسف کی تلاوت کرتے رہنا اور ہر شہر میں شرفاء کا طبقہ ہوتا ہے آپ ہم جلیس شریف لوگوں کو بنانا۔

حضور کی ان نصائح پر عمل کرتے ہوئے جناب چوہدری صاحب نے لندن میں تعلیم کا زمانہ گزارا اور تقریباً ہر روز سورۃ یوسف کی تلاوت کرتے رہے۔ ان دنوں خواجہ کمال الدین صاحب و وکنگ مشن میں تھے۔ انہوں نے حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب والد ماجد جناب چوہدری صاحب کی خدمت میں لندن سے خط لکھا کہ لندن شہر اس وقت زیب و زینت اور دلکشی میں مصر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ لیکن چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس میں حضرت یوسف کی طرح تقویٰ اور طہارت کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

(حیات قدسی جلد پنجم ص ۱۸)

۱۳۔ میرا یوسف ”جب جناب چوہدری صاحب ہندوستان کی مرکزی حکومت کے رکن کی حیثیت میں دہلی میں مقیم تھے تو میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب آپ کی کومٹی کے برآمدہ میں کھڑے ہو کر قرآن کریم سے سورۃ یوسف کی تلاوت فرما رہے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں کہ میرا یوسف، میرا یوسف اور اشارہ اپنے صاحبزادہ یعنی چوہدری صاحب کی طرف کرتے ہیں اس روایا سے میں نے جناب چوہدری صاحب کو اطلاع دے دی تھی۔ فالحمد للہ“ (حیات قدسی حصہ پنجم ص ۱۸)



## ۱۴۔ اعلیٰ اعزازات

”مجھے کئی دفعہ آپ کی نسبت بشارات ملی ہیں۔ جب آپ وائسرائے کی کونسل کے ممبر ہوئے تو اس سے پہلے مجھے بتایا گیا کہ آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی طرح آپ کے فیدرل کورٹ کے جج بننے سے پہلے بھی میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر پر ایک ایسی کلاہ رکھی گئی ہے جس کے کئی گوشے ہیں اور سب اطراف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس رویا کا تعلق آپ کے بعد کے رفیع المنزلت عہدوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔“

( حیات قدسی جلد ۴ ص ۱۵ )

## ۱۵۔ عالمی عدالت انصاف کانج بننے کی بشارت

”یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب عالمی عدالت میں جج کی ایک اسامی خالی ہوئی تو جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی اس کے لیے بطور امیدوار کھڑے ہوئے اس تعلق میں حضرت مصلح موعودؑ کی طرف سے بعض رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ کو جسیں خاکسار حقیر خادم بھی شامل تھا .... دعا اور استخارہ کرنے کا ارشاد موصول ہوا۔ خاکسار بھی اس بارہ میں متواتر دعا اور استخارہ کرتا رہا جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام فرمایا گیا ”فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ الْمَلِكِ الْمَلِكِ الْمُقْتَدِرِ“ یہ الہام اپنے مفہوم کے لحاظ سے کامیابی کی بشارت دیتا تھا۔ اس سے یہ اشارہ پایا جاتا تھا کہ آپ کی یہ کامیابی دینی و دنیوی اعتبار سے بڑی عظمت اور شان رکھے گی۔ لفظ ”صدق“ سے کامیابی یقینی طور پر ہوتا ظاہر ہوتا تھا اور ”الملک“ ”المقتدر“ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی قدوس اور ذوالاقتدار ہستی کی نصرت اور برکت کی طرف اشارہ پایا جاتا تھا۔

چنانچہ محترم چوہدری صاحب ممدوح اس بشارت کی مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدسوں کی برکتوں سے عالمی عدالت کے جج کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے اور آپ کو دنیوی اعزاز و مرتبہ کے علاوہ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد خاص طور پر دینی خدمات سرانجام دینے کی بھی توفیق ملی۔“

( حیات قدسی جلد ۴ ص ۱۵۸ )

خدا یا تیرے فضلوں کو کروں یاد

بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد

بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر تو نے یہ مجھ کو بار بار دی

فَسَبْحَانَ الَّذِي آخِرُ الْأَعَادِي

(درتین)



## حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم کا سوانحی خاکہ

از قلم: محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت۔ حال نسف

- ولادت : ۴ فروری ۱۸۹۳ء
- مقام سیالکوٹ
- ابتدائی تعلیم : امریکن مشن سکول سیالکوٹ
- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پہلی زیارت : ۳ ستمبر ۱۹۰۲ء ( دوران لیکچر لاہور عقب دربار داتا گنج بخش منڈوہ میلارام ) آپ اسی دن سے اپنے آپ کو احمدی سمجھتے تھے۔
- قادیان میں پہلی بار آمد : ستمبر ۱۹۰۵ء
- دستی بیعت : ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء
- گریجویشن : ۱۹۱۱ء ( گورنمنٹ کالج لاہور سے )
- پہلا سفر انگلستان بغرض تعلیم : اگست ۱۹۱۱ء تا نومبر ۱۹۱۲ء ( اس عرصہ میں آپ کنگز کالج کیمبرج میں پڑھے اور LINCOLN'S INN سے بیرسٹر ہوئے علاوہ ازیں انگلستان، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں پیغام حق پہنچایا۔ )
- سیالکوٹ میں پریکٹس : جنوری ۱۹۱۵ء سے جولائی ۱۹۱۶ء تک
- جماعت احمدیہ دہلی کے جلسہ میں ”ضرورت مذہب“ پر انگریزی تقریر : مارچ ۱۹۱۵ء
- لاہور سے قانونی زندگی کا آغاز : اگست ۱۹۱۶ء تا ۱۹۳۵ء
- بہار ہائی کورٹ میں جماعت احمدیہ مونگیر کے مقدمہ بیت الذکر کی کامیاب وکالت : دسمبر ۱۹۱۶ء
- رسالہ ”انڈین کیسز“ کی ادارت : از ۱۹۱۴ء تا ۱۹۳۲ء
- امارت جماعت احمدیہ لاہور : ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۵ء
- لاہور کالج لاہور میں لیکچرار : ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۲ء
- لاہور ریڈنگ وائسرائے ہند کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سپانسامہ کا پڑھنا : جون ۱۹۲۱ء



- ڈیوک آف ڈسٹر شہزادہ ویکٹور شہزادہ ویکٹور کا تقریبیے
- والے وفد لاہور میں : فروری ۱۹۲۲ء
- جلسہ سالانہ قادیان میں آپ کی پہلی تقریر "سلسلہ احمدیہ کا عیسائیت پر حملہ اور اس کا اثر" : دسمبر ۱۹۲۳ء
- مذاہب کا نفرنس منعقدہ حبیبیہ ہال لاہور میں
- فاضلانہ مقالہ پڑھنا : جنوری ۱۹۲۴ء
- مجلس شوریٰ میں حضرت مصلح موعود کے ساتھ
- بطور سیکرٹری خدمت بجالانا : ۱۹۲۴ء
- (سترہ مجالس ہائے مشاورت میں آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی)
- آل پارٹیز کا نفرنس میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ وفد کے ساتھ شرکت : ۱۹۲۴ء
- مذاہب عالم کا نفرنس ویسٹ (لندن) میں حضرت مصلح موعود کے مضمون کا نہایت عمدہ اور شاندار طریق سے پڑھنا اور حضور کی خوشنودی : ۱۹۲۴ء
- (حضور کے اس پہلے سفر یورپ میں سیکرٹری کے فرائض بھی آپ نے ادا فرمائے)
- ممبر پنجاب قانون ساز کونسل : ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۵ء
- آپ کے والد اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر رفیق حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب کی وفات : ۲ ستمبر ۱۹۲۶ء
- اخبار "مسلم آؤٹ لک" کے مقدمہ توہین عدالت کی مسلمانان پنجاب کے وکلاء کی طرف سے بطور نمائندہ وکالت اور ناموس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار دفاع جس پر مولانا ظفر علی خان فرط جوش میں آبدیدہ ہو گئے اور آپ کا ہاتھ چوم کر آپ کو گلے لگایا
- ۱۹۲۷ء
- وائسرائے لارڈ ارون کو وائسرائے لک لاج
- دہلی میں "تحفہ لارڈ ارون" پیش کرنا دیکھ کر حضرت مصلح موعود کی تالیف ہے : اپریل ۱۹۳۱ء
- آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی کی صدارت اور مسلمانان ہند کے حقوق کی زبردست وکالت بذریعہ خطبہ صدارت : دسمبر ۱۹۳۱ء
- گول میز کانفرنسوں میں شرکت : ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۱ء
- انڈین پارلیمنٹری اصلاحات کمیٹی میں نمائندگی : ۱۹۳۳ء
- شکاگو کا پہلا سفر اور ورلڈ فیٹھ کانگریس میں شمولیت : ۱۹۳۳ء
- وائسرائے ہند ارل آف ولنگٹن کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سپاس نامہ پیش کرنا۔ مارچ ۱۹۳۴ء
- وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر کے حیثیت سے باشندگان ہند خصوصاً مسلمانوں کے مفادات کے لیے بے لوث خدمت : ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۱ء
- لیکچر "احمدیت کا پیغام" زیر صدارت سید عبدالقادر صاحب ایم۔ اے : ۱۹۳۵ء
- ہندوستان کے وزیر ریلوے : مئی ۱۹۳۵ء
- والدہ ماجدہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب حضرت حسین بی بی صاحبہ کا انتقال : ۱۴ مئی ۱۹۳۸ء
- آل انڈیا ریڈیو سے "حضرت بابائے نامک اور آپ کی تعلیم" پر لیکچر : نومبر ۱۹۳۸ء
- کتاب "میری والدہ کی تالیف : دسمبر ۱۹۳۸ء
- قدرت ثانیہ کی جولائی ۱۹۳۹ء کی تاریخی تقریب کے لیے باجرات مصلح موعود آپ کی تحریک اور جلسہ جولائی دسمبر ۱۹۳۹ء میں جماعت کی طرف سے آپ کا حضور کی خدمت میں تین لاکھ روپیہ پیش کرنا۔ اس رقم میں

- دس ہزار روپے کا نذرانہ حضرت چوہدری صاحب کی طرف سے تھا۔
- کتاب "ایک عزیز کے نام خط" کی تالیف : مئی ۱۹۳۹ء
- دوسری جنگ عظیم میں آپ کو محکمہ سپلائی کا انچارج مقرر کیا گیا : ۱۹۳۹ء
- لیگ آف نیشنز میں ہندوستان کی نمائندگی : ۱۹۳۹ء
- آل انڈیا ریڈیو سے تقریر بعنوان "FOUNDATION FOR A NEW WORLD" (نئی دنیا کی تعمیر) : ۱۹۴۱ء
- جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا : ستمبر ۱۹۴۱ء تا جون ۱۹۴۷ء
- مضامین قادیان میں دورے برائے دعوت الی اللہ : ۱۹۴۱ء - ۱۹۴۲ء
- حکومت ہند کی طرف سے ایجنٹ جنرل برائے چین : ۱۹۴۲ء
- بیت الذکر لیگوس کی بنیاد رکھی : مارچ ۱۹۴۳ء
- حضرت مصلح موعود کی تحریک پر پوری جائیداد کا وقف : جون ۱۹۴۴ء
- حضرت مصلح موعود کی تحریک تراجم قرآن میں شمولیت : نومبر ۱۹۴۴ء
- مجلس انصار اللہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا افتتاح کیا اور خطاب فرمایا : ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء
- کتاب "حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد" (اردو - انگریزی) کی تالیف : دسمبر ۱۹۴۴ء
- کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں سرکاری نمائندہ ہونے کے باوجود ہندوستان کی آزادی کے حق میں پُر شوکت تقریر : ۱۹۴۵ء

- دہلی میں ایشیائی کانفرنس اور انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر، ایران اور افغانستان کے نمائندوں کے اعزاز میں آپ کی پارٹی اور پیغام احمدیت کا ابلاغ اپریل ۱۹۴۷ء
- قائد اعظم کے فرمان پر ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلمانوں کی طرف سے فاضلانہ اور مدلل بحث : جولائی ۱۹۴۷ء
- آئینی مشیر نواب بھوپال : جون تا دسمبر ۱۹۴۷ء
- اقوام متحدہ کے اجلاس میں پاکستانی وفد کی قیادت اور مسئلہ فلسطین کے بارے میں معرکہ آرا بحث : دسمبر ۱۹۴۷ء
- قائد اعظم کی طرف سے آپ کا پہلا وزیر خارجہ پاکستان مقرر ہونا : ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۴ء
- برما کی تقریب جشن آزادی میں پاکستان کے طرف سے شرکت : جنوری ۱۹۴۸ء
- سکیورٹی کونسل میں پاکستان کی فقید المثال نمائندگی اور مسئلہ کشمیر کے علاوہ لیبیا، شمالی لینڈ، اریٹریا، سومالیہ، سوڈان، نیونس، مراکش اور اندونیشیا کی آزادی کے حق میں سرفروشانہ اور مجاہدانہ جدوجہد : ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۴ء
- صدر ٹرومین کو انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے دوسری جلد کا تحفہ دیا : جنوری ۱۹۵۱ء
- جھمپیر کے قریب ریل کا خطرناک حادثہ اور حضرت مصلح موعود کی قبل از وقت روٹیا کے مطابق آپ کا معجزانہ طور پر محفوظ رہنا : جنوری ۱۹۵۳ء
- سینو کانفرنس نیلہ میں پاکستان کی نمائندگی : ستمبر ۱۹۵۴ء
- انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے جج کی حیثیت سے آپ کی خدمات : ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۱ء
- بیت الذکر ہیگ کا سنگ بنیاد : جون ۱۹۵۵ء



- حضرت مصلح موعود کے دوسرے سفر یورپ میں حضور کی بابرکت معیت اور ترجمانی کے فرائض:
- جولائی - اگست - ستمبر ۱۹۵۵ء
- نیویارک میں فاضلہ لیکچر جس میں بتایا کہ قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے: ۲۶ مارچ ۱۹۵۷ء
- بیت الذکر ہمبرگ کا افتتاح: جون ۱۹۵۷ء
- ورلڈ کانگریس آف فیکس ایسوسی ایشن ہالینڈ کے زیر اہتمام قرآن کی حقانیت پر لیکچر: نومبر ۱۹۵۷ء
- تحریک تعلیم و اصلاح حضرت مصلح موعود نے ابتدا میں چھ اضلاع کیلئے جاری فرمائی اور غیر احباب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے کا ارشاد فرمایا جس میں آپ نے ایک ہزار روپے سالانہ کی پیشکش کی:

دسمبر ۱۹۵۷ء

- عمرہ کی سعادت اور مدینہ منورہ میں وضع رسول پر حاضری - جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز ابن سعود سے ملاقات اور شاہی مہمان خانہ میں قیام: مارچ ۱۹۵۸ء
- نائب صدر عالمی عدالت انصاف (ہالینڈ سویڈ جنوب مغربی افریقہ اور پرتگال وغیرہ کے متنازعہ امور کا فیصلہ): ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۱ء
- تعمیر بیت الذکر ڈسکہ آپ کے اخراجات سے، ترجمہ انگریزی تفسیر صغیر: ۱۹۵۸ء
- باؤن زبانوں میں تقاریر کے جلسہ (ربوہ) کا افتتاح: دسمبر ۱۹۵۸ء
- امریکی ادارہ کی خواہش پر مندرجہ ذیل کتاب کی تصنیف

"ISLAM - ITS MEANING FOR MODERN MAN"

۱۹۶۰ء

- اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب

۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۴ء

- صدر کینیڈا سے دوران ملاقات قصبہ کشمیر

کا ذکر: ۱۹۶۲ء

- صدر جنرل اسمبلی اقوام متحدہ: ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۳ء
- بیت الذکر زیورک کا افتتاح: ۱۹۶۳ء
- سفر روس، ماسکو، تاشقند اور سمرقند کی سیاحت مسٹر خروشیچف اور مفتی ضیاء الدین بابا خالوف سے ملاقات: ۱۹۶۳ء
- جزائر فی میں علمی لیکچر: نومبر ۱۹۶۵ء
- حج بیت اللہ: مارچ ۱۹۶۷ء
- انگریزی ترجمہ قرآن مجید: ۱۹۷۰ء
- صدر عالمی عدالت انصاف: ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء
- ہیگ میں پندرہ سالہ قیام کے بعد انگلستان میں قیام: فروری ۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۳ء
- واپسی پاکستان اور قیام لاہور: —
- ۱۶ نومبر ۱۹۸۳ء تا یکم ستمبر ۱۹۸۵ء شدید علالت -
- بروکلن تنوینہ کی وجہ سے نور ورتک بیہوش رہے
- وفات: یکم ستمبر ۱۹۸۵ء

حضرت حکیم نظام جان کا چشمہ فیض

مشہور دولخانہ

چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

اور بالمقابل ایوان محمود ربوہ  
اب حکیم عبدالحمید حسرت درجہ اول  
کی زیر نگرانی کام کرتا ہے

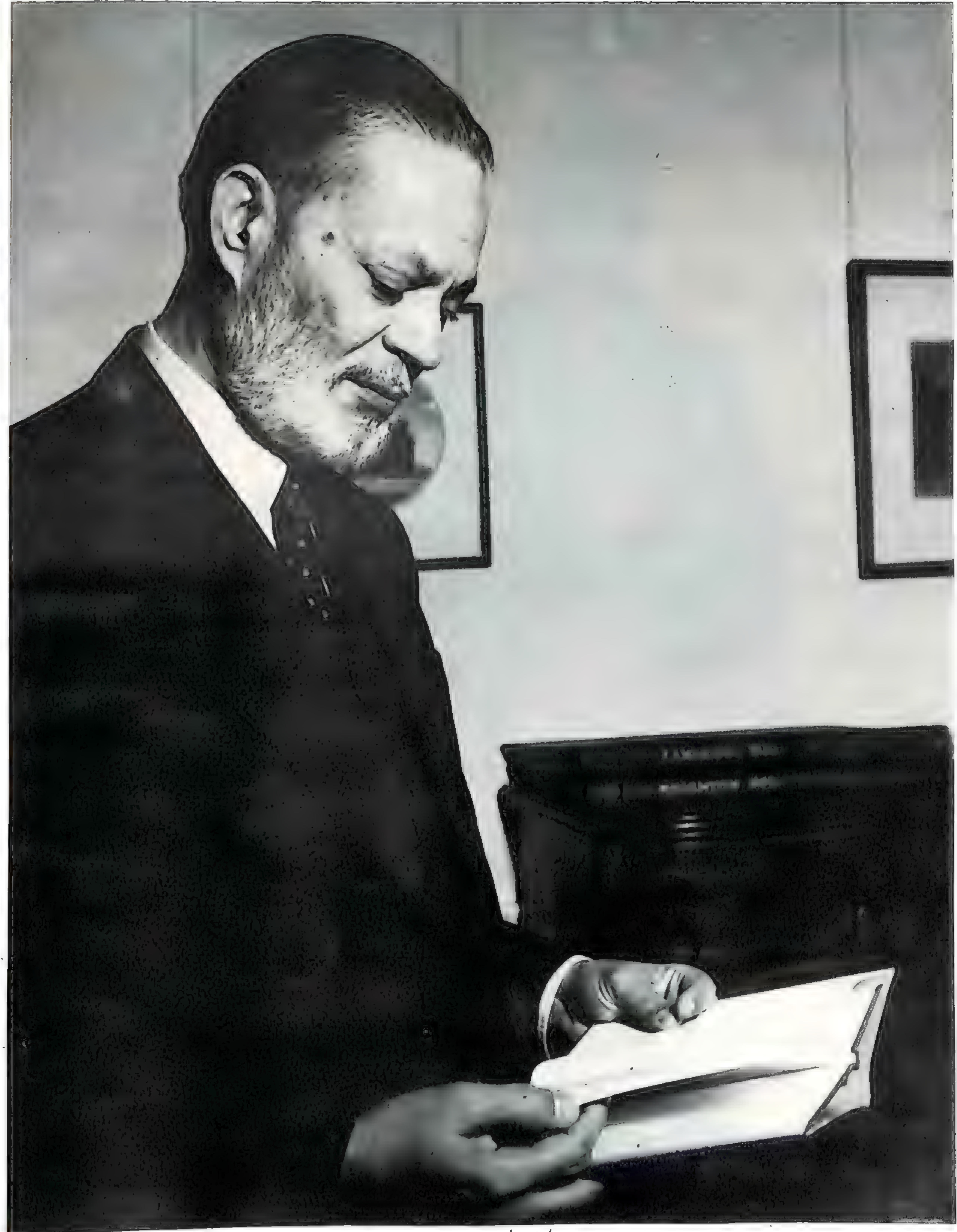
ربوہ فون نمبر ۶۳۸ - گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو

تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پانہ سکو گے







حضرت چوہدری صاحب دارالعلوم دیوبند میں پروفیسروں اور کالرز سے خطاب فرما رہے ہیں

حضرت چوہدری محمد طفر اللہ خان صاحب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ مضمون

وسعتِ علوم  
اور  
انسان کا مستقبل

اس زمانہ میں علمی انکشافات اور فنی ایجادات کی حیرت انگیز ترقی اور سرعت واضح طور پر اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ انسانی زندگی ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ یہ ایک ایسا دور ہے کہ ابھی اس کے امکانات کی تعین تصور سے باہر ہے البتہ یہ ضرور محسوس کیا جا رہا ہے کہ اگر ان انکشافات اور ایجادات کو انسانی زندگی کی بہبودی اور فلاح کیلئے کام میں لایا جائے تو انسانی زندگی نہایت خوش حال بنائی جاسکتی ہے اور اگر ان کا استعمال جنگ اور مقابلہ کی صورت میں تباہی اور بربادی کیلئے کیا جائے تو تمدن اور تہذیب بلکہ خود انسانی زندگی کا خاتمہ آن واحد میں ہو سکتا ہے۔

اس لیے جہاں ایک طرف انسانوں کے دلوں میں بہبودی اور خوش حالی، ترقی کی خواہشیں اور امنگیں چمک رہی ہیں وہاں دوسری طرف انسانی دل خوف و ہراس سے بیٹھے جا رہے ہیں کہ اگر دنیا کی بڑی طاقتوں کے درمیان تصادم ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف ان نئے تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال شروع کر دیا تو تمام دنیا اس لپیٹ میں آجائے گی اور زمین کا کوئی خطہ تباہی سے بچ نہیں سکے گا۔

ماہرین فن اور ماہرین سیاست کے دماغ متواتر اس تلاش میں ہیں کہ کن طریقوں سے بنی نوع انسان کو اس خطرے سے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس وقت تک کوئی علمی یا سیاسی تدبیر کارگر ثابت ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس تلاش کے دوران میں ابھی تک اس حقیقت کی طرف توجہ نہیں کی گئی کہ علمی اور سیاسی تدبیریں خود ایک اعلیٰ اور غالب تدبیر کے تابع ہیں اور یہ کہ ان تدبیروں کو استوار کرنے اور ان کے ذریعے فائدہ مند اور مقصود نتیجہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اُس اعلیٰ اور غالب تدبیر کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس غفلت کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب کوئی نیا علم یا کوئی نئی ترقی حاصل کرتا ہے تو وہ یہ گمان کر لیتا ہے کہ مجھے یہ علم اپنی کوشش سے یا یہ ترقی اپنے علم کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اِنَّمَا اَوْقَفْتُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي (۲۸) حالانکہ تمام علوم اور تمام ترقیات اللہ تعالیٰ کی عطایں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے اور تمام زمینی اور آسمانی مواد پر حاوی اور محیط ہے انسان کو اس میں سے اتنا ہی حاصل ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔ لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ



السَّمُوتِ وَالْأَدْنَى (۲۵۶) اللہ تعالیٰ کے پاس ہر شے کے لامحدود خزانے ہیں وہ ہر زمانے میں انسان کو اسی قدر سے واقف کرتا ہے اور اسی قدر عطا فرماتا ہے جس کا وہ اندازہ اور فیصلہ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُهُ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ (۲۵۷)

انسان کو جب اس علم میں سے کچھ عطا ہوتا ہے تو وہ گمان کر لیتا ہے بس میں نے سب کچھ معلوم کر لیا حالانکہ جو کچھ اسے حاصل ہوا وہ الہی علم کا ایک ٹکڑا ہے اور لامحدود علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس موجود ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روحانی اور اخلاقی علوم کے وسیع خزانے عطا فرمائے لیکن ساتھ ہی یہ دعا بھی سکھائی اے اللہ تو اپنے فضل سے میرے علم میں وسعت دیتا چلا جا قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۲۵۸) اگر کسی وقت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علوم کا کوئی پہلو دکھ اور عذاب کا امکان یا خوف پیدا کرتا ہے تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس وہ علوم بھی ہیں جو رحمت کی صورت پیدا کر سکتے ہیں۔ عَذَابِيْ اصِيبُ بِهِ مَنْ اَشَاءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (۲۵۹)

تو موجودہ خوف و ہراس کے ازالے کی اصل تدبیر تو یہ ہے کہ منبع علوم کے ساتھ تعلق پیدا کیا جائے اور اسی سے ہدایت طلب کی جائے پھر اس کی ہدایت کے مطابق ایک طرف تو وہ اخلاقی اور روحانی انقلاب انسانی زندگی میں پیدا کیا جائے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے تاکہ ہم اس کے عطا کردہ علوم کو انسان کی حقیقی فلاح اور بہبود کی ترقی کے لیے کام میں لانے کے قابل بن سکیں اور دوسری طرف ہمیں وہ علوم عطا ہوں جو موجودہ علوم کے غلط استعمال اور تباہ کن اثرات سے بنی نوع انسان کی حفاظت کا کام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اَدْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۲۶۰) اور وہی ایک ہستی ہے کہ جب انسان دکھوں سے گھر جاتا ہے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا تو وہ اس کی فریاد سنتی ہے اور اسے دکھوں سے نجات دیتی ہے اَمَّنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيُكْشِفُ السُّوْءَ (۲۶۱)

بنی نوع انسان کی آج کی حالت کے نہایت موزوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجْهَتُ وَجْهَیْ اِلَیْكَ وَفَوَضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَالْجِئْتُ ظَهْرَیْ اِلَیْكَ وَرَغْبَةُ اِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَلْجَا وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ یعنی اے اللہ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنی تمام توجہات تیری توجہ کے تابع کرتا ہوں اور اپنے سارے معاملات تیرے ماتھے میں دیتا ہوں اور اپنا انجام تیرے حوالے کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تو اپنے عذاب سے مجھے بچائے گا اور اپنی رحمت اور اپنا فضل مجھ پر نازل فرمائے گا۔ اے اللہ تیری دسی ہوئی نجات کے بغیر کوئی نجات نہیں اور تیری دسی ہوئی پناہ کے بغیر کوئی پناہ نہیں آج نئے نئے طاقتور تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد نے بھی یہی حالت پیدا کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دسی ہوئی نجات کے بغیر کوئی نجات نہیں اور اللہ تعالیٰ کی دسی ہوئی پناہ کے بغیر کوئی پناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر قدرت ہے اگر تمام ملکوں میں سب انسان مرد اور عورت بچے اور بوڑھے اور جوان اس کے سامنے جھک جائیں اور اکیلے اکیلے بھی اور جمع ہو کر بھی اس سے ہدایت طلب کریں تو وہ ایسے علوم ہم پر کھول سکتا ہے جن سے موجودہ خطرات کا تدارک کیا جاسکے اور جو پیش آمدہ خطرات کیلئے تریاق کا حکم رکھتے ہوں۔ اسے یہ بھی قدرت ہے کہ وہ ان لوگوں کے دلوں اور

دماغوں میں ایک پاکیزہ اور خوشگوار انقلاب پیدا کر دے جو ان ہتھیاروں پر اختیار رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس عزم پر آمادہ اور پختہ کر دے کہ یہ طاقتیں اور یہ علوم صرف انسان کی خدمت اور بہبودی کے لیے استعمال کیے جائیں گے اور انسان کی تباہی کیلئے ہرگز استعمال نہ ہونگے۔ پھر اسے یہ بھی قدرت ہے کہ جو لوگ یا جو نظام ان طاقتوں اور ان علوم کو انسانی تباہی کے لیے استعمال کرتے پر مصر یا آمادہ ہوں ان کے اختیارات ضبط کر کے انہیں ناکارہ اور بے ضرر کر دے اور ان کی جگہ بنی نوع انسان کے حقیقی بہی خواہان کو قائم کر دے اور یہ سب علوم اور طاقتیں تباہی کے سامان اور خوف و ہراس کے موجبات بننے کی بجائے فلاح اور بہبودی اور رزق بے حسرت کا سامان اور ذریعہ بن جائیں۔ قُلْ اَللّٰهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ تَوَقَّى الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتَعَزَّ مِنْ تَشَاءُ وَتَذَلْ مِنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَاِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ تَوَلَّجَ اللَّیْلُ فِی النَّهَارِ وَتَوَلَّجَ النَّهَارُ فِی اللَّیْلِ وَتَخْرُجُ الْحَيٰ مِنْ الْمِیْتِ وَتَخْرُجُ الْمِیْتُ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۲۶۲-۲۶۸)

یہی ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام بنی نوع انسان سب مہبودان باطلہ کو کلی طور پر ترک کر کے ایک ہی سچے معبود کے سامنے عاجزی سے جھک جائیں اور اسی سے ہدایت طلب کریں اور اسی کی پناہ میں آنے کے آرزو مند ہوں۔ (بشکریہ مکرم شائق زیروی صاحب)

## لوائے درد

جناب میر بشتر احمد طاہر

دل رو رہے ہیں سب کے جہاں اشکبار ہے  
خاموش آج ہو گیا شیریں ہزار ہے  
مشہور چار دانگ تیرا انکار ہے  
دیر انیاں جہاں تھیں وہاں سبزہ زار ہے  
یہ موت بھی تو رحمت پروردگار ہے  
سب لوگ ہیں سوار تو تو شہسوار ہے  
کتنی بڑی عنایت پروردگار ہے  
دنیا سے بالیقین تو گیا کامگار ہے

یہ کون اٹھ گیا ہے فضا سوگوار ہے  
ہر سمت جس کے نغموں سے تھی گونجتی فضا  
تیری ادا ہر اک تھی اگر یہ ادائے خاص  
ابر کرم کی مثل تو برسا کچھ اس طرح  
ماں سے لے گا آج بڑی مدتوں کے بعد  
قانونی اور علم سیاست سے میں منفرد  
طاہر امام وقت کو بچپن میں سے پالیا  
تربت پر تیری رحمت حق کا نزول ہو



دو سو سال بعد  
ایک  
نئے  
روحانی  
نظام  
کے  
قیام کا  
روح پرور  
نقشہ

## چالیس سال پہلے حضرت چوہدری صاحب کے ایک اصرت افروز تقریر

(ہر سلسلہ: مکرم رشید احمد صاحب چغتائی سابق مری بلاد عریہ)

۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء ساڑھے چھ بجے شام بارڈنگ لائبریری دہلی میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے "آج سے دو سو سال قبل دہلی کے اہل فضلہ و کمال" کے عنوان پر تقریر کی اس جلسے کے صدر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تھے۔ حضرت چوہدری صاحب کے صدارتی تقریر کے بعض منتخب حصے درج کئے جاتے ہیں۔

"خواجہ صاحب میری طبیعت میں افسردگی کا احساس ہوا ہے نہ کہ انبساط کا۔ اور جوں جوں خواجہ صاحب تقریر کرتے گئے میرے دل پر بوجھ بڑھتا گیا اس احساس کے ماتحت میرے دل میں خیالات کی ایک خاص رو پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ایک طرف تو میں خواجہ صاحب کی تقریر سن رہا تھا۔ اور دوسری طرف اس رو میں مبتلا چلا جا رہا تھا۔ خواجہ صاحب نے آج دو سو سال قبل دہلی کے حالات بیان کئے ہیں اور میرے خیالات کی رو ایک طرف تو آج سے دو ہزار سال قبل تک پہنچی اور دوسری طرف آج سے دو سو سال بعد کی دہلی کا منظر میرے سامنے

آنا شروع ہو گیا۔ میں اس منظر کے کچھ پہلو آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ آپ انہیں شاعرانہ تخیل خیال کریں۔ یا جنون کی بڑ۔ لیکن میں انہیں حقیقت سمجھتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے جو حالات بیان کئے ہیں۔ وہ اس زمانہ کے ہیں جب ایک تمدن اپنے عروج کے بعد انحطاط کی حالت کو پہنچ رہا تھا۔ اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بعد میں وہ انحطاط بڑھتا گیا حتیٰ کہ وہ تمدن بالکل مغلوب ہو گیا۔ اور اس کے صرف کچھ آثار باقی رہ گئے خواجہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا ہے کہ محمد شاہ کے زمانہ میں ایسے ایسے مرثیہ گو موجود تھے جن کے ایک مصرعہ پڑھنے پر ہی مجلس میں آہ و بکا کا شور بلند

کر گئی۔ جس سے بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی میں ترقی ہو اور مختلف علوم اور اسباب اور ذرائع کو بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے استعمال کیا جائے گا نہ کہ ان کی ہلاکت کے لیے جیسا کہ آج ہو رہا ہے۔

پھر افراد کی آپس میں صلح اور ان کی صلح ہو چکی ہوگی۔ اس طور پر کہ اول تو حکومت کے اختیارات ایسے لوگوں کے سپرد ہوں گے۔ جو حقیقتاً ان کے اہل ہوں گے اور حکومت رعایا کی سچی خیر خواہ اور خادم ہوگی۔

دوسرے حکام اور رعایا سب قانون کے پابند ہوں گے۔ اور قانون کی نگاہ میں سب برابر ہوں گے۔ اور سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا۔

تیسرے۔ افراد کے درمیان پوری مساوات ہوگی۔ کوئی نسلی، قومی، خاندانی یا ذات پات کا امتیاز تسلیم نہ کیا جائے گا۔ اور سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہوں گے اور حقیقی عزت کا معیار صرف خدا کا خوف ہوگا۔

چوتھے۔ دولت اور دنیاوی سامان صرف چند ہاتھوں میں ہی چکر نہیں لگاتے رہیں گے۔ بلکہ ہر طبقہ میں تقسیم ہوتے رہیں گے اور جو لوگ انہیں صحیح طور پر استعمال کریں گے وہ ان سے فائدہ اٹھائیں گے اور ترقی کریں گے اور جو لوگ ان کا صحیح استعمال نہیں کریں گے۔ وہ انہیں کھو بیٹھیں گے۔

پنجمے۔ جیسے جیسے انسان کے جسم کے اندر اس کی روحانی قوتیں بیدار ہوں گی ان کے اندر عجیب دلی بھانے والا منظر ہوگا۔ آپ سوال کر سکتے ہیں کہ تم کس بناء پر ہمارے سامنے یہ منظر پیش کر رہے ہو کہ آج سے تو یادو سو سال بعد دہلی یا ہندوستان کی یہ حالت ہو جائے گی میں اپنے اس یقین کی تہہ میں جو حقیقت ہے اس کے متعلق بعض اشارے کر دیتا ہوں جس سے آپ اس حقیقت کا

ہو جاتا تھا۔ اور آخر میں شکوہ کیا ہے کہ گردشِ چرخ نے وہ سب محفلیں مٹا دیں۔ مگر میں جو منظر دیکھتا ہوں اس میں مرثیہ خوانوں اور آہ و بکا کی جگہ نہ ہوگی۔ بلکہ وہ دن دین کے کن گانے کے دن ہوں گے۔ اس وقت تک آدم کے بہشت سے نکالے جانے، ابراہیم کے آگ میں ڈالے جانے، یوسف کے غلامی میں بیچے جانے، رام چندری کے جلا وطن کئے جانے، مسیح کے صلیب پر لٹکائے جانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکالے جانے اور شہید کر بلا کی شہادت کا بدلہ بھی لیا جا چکا ہوگا۔ اور دلی بلکہ ہندوستان بِلَدَّة طَیْبَةٍ و رِبِّ عَفْوٍ کا منظر پیش کر رہا ہوگا۔ انسان اپنے رب سے صلح کر چکا ہوگا۔ قومیں دوسری قوموں سے صلح کر چکی ہوں گے اور افراد باہم محبت اور اشتی سے تنگابسر کر رہے ہوں گے

انسان اپنے رب سے صلح کر چکا ہوگا۔ کہ شرک مٹ جائیگا اور تمام حکومتیں اسی ایک واحد قہار کی ہوگی اور اسی کی رضا جوئی انسانی زندگی کا مقصد ہوگا اور انسان اخلاص کے ساتھ اس مقصد کے حصول میں لگے ہوئے ہوں گے۔

قوموں کے درمیان اس طور پر صلح ہو چکی ہوگی کہ مختلف اقوام تسلیم کر لیں گی کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قوم ہی برابر عزیز ہے۔ اور کسی قوم کو دوسری قوم پر برتری حاصل نہیں۔ اور نہ کسی قوم کا حق ہے کہ وہ کسی دوسری قوم پر غلبہ حاصل کرے اور اس پر حکومت کرے۔ ہر قوم اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر خوش ہوگی جو اسے عطا ہوئے ہیں۔ اور ان کے صحیح اور بر محل استعمال سے اپنی ترقی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے کوشاں ہوگی۔ اور اپنی ہمسایہ اقوام کے ساتھ ہر قسم کا تعاون



کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں۔

اول: آپ تسلیم کریں گے کہ جو تمدن اور سیاسی اور بین الاقوامی نظام آج کل ہمارے سامنے ہے۔ وہ اس تمدن اور نظام کے ساتھ جس کا میں نے خاکہ پیش کیا ہے۔ ہر پہلو سے ٹکراتا ہے اور ایک نئے تمدن اور نظام کے جاری ہونے کا لازمہ یہ ہے کہ پرانا تمدن اور نظام مٹ جائے۔ یہ حقیقت تو اب واضح ہے کہ موجودہ جنگ عظیم کا خاتمہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اس جنگ کے نتیجہ میں موجودہ تمدن اور نظام یقیناً مٹ جائے گا اور اس کی جگہ نیا تمدن اور نیا نظام قائم ہوگا۔ میں نے جس تمدن اور نظام کا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے یہ پہلے بھی ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک دنیا کے مختلف حصوں میں رائج رہ چکا ہے۔ اور دنیا کی تاریخ میں پہلے بھی یہ تمدن اور نظام اس تمدن اور نظام کیساتھ ٹکرا چکا ہے۔ جس کا خاتمہ موجودہ جنگ کرنے والی ہے۔

یہ قرآنی تمدن ہے جسے غالباً آپ جانتے ہیں

اور قرآنی نظام تھا۔ جو محفوظ ہے ہی عرصہ میں عیسائی تمدن اور نظام پر غالب آ گیا۔ اور ہزار گیارہ سو سال تک دنیا کے مختلف حصوں میں رائج رہا۔ اس تمدن اور نظام کے جاری ہونے کے ایک ہزار سال کے بعد حضرت عیسیٰ اقوام پھر بیدار ہوئیں اور جہاز رانی اور تجارت کے ذریعہ انہوں نے پھر اقتدار اور غلبہ حاصل کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ان کا تمدن اور نظام دنیا کے اکثر حصے پر مسلط ہو گیا۔ عیسائی اقوام کے اس دوسرے غلبہ کی ابتدا مسیحیوں کی ہوئی اور اس کا اختتام بیسویں صدی کے دوسرے نصف کی ابتداء میں ہوتا نظر آتا ہے۔ یعنی قریباً ۳۵ سال کی معیاد کے بعد۔

اس تمدن اور نظام

قرآنی تمدن کا پھر غلبہ ہوگا کے احیاء کے بنیاد ۱۸۸۹ء عیسوی میں رکھی گئی اور قرآن اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمدن اور نظام کی روشنی اور چمک عام لوگوں کی نظروں کے سامنے اس تاریخ سے ۷۵ سال بعد آتی شروع ہو جائے گی۔

اور عام لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیں گے۔ کہ اب یہ تمدن اور نظام غالب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اور اس عرصے کے بعد اس تمدن اور نظام کو ظاہری غلبہ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا۔ ان دونوں اندازوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صدی کے تاریخ نویس موجودہ مغربی تمدن اور نظام کے اختتام اور آئندہ قرآنی تمدن اور نظام کے غلبہ کی ابتداء کا زمانہ ۸۰، ۷۵ سال تک قرار دیں گے۔ گو یہ دو دونوں طرف انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع کے زمانہ سے جاری ہو چکی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اس تمدن اور نظام کو غلبہ اور عروج عطا فرمائے گا اور اس کا زمانہ جاری رہے گا۔ جب تک انسان اپنے تئیں اس کی رحمت کے مورد بنائے رکھیں گے۔

مکرم رشید احمد صاحب چوہدری (المدن) تحریر فرماتے ہیں " ایک دفعہ بی بی سی پر انٹرویو کے دوران آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے خیال میں وہ کونسی عمر ہے جب ایک نوجوان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہے اور اس کو والدین کے مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا کہ میرے والدین اگر آج بھی زندہ ہوتے تو میں ان کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتا۔

# سادگی، میانہ روی اور انکساری کی منفرد شان

## قدرتِ ثانیہ کے نظام سے مثالی وابستگی اور اطاعت کا مثالی نمونہ

(حضرت سیدنا مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالمی کے قلم سے)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جلسہ گاہ میں شیخ کے سامنے نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے تھے جس پر صرف پرانی بچی ہوئی تھی اور وہ پورے انہماک سے جلسہ کی کارروائی سن رہے تھے۔ اس واقعہ سے ان کی انکساری کی شان اور نظامِ سلسلہ کے احترام کی روح اور فدائیت کا جذبہ خوب آشکار ہوتا ہے۔

آپ کی قدرتِ ثانیہ کے آسمانی نظام سے وابستگی مثالی تھی اور ائمہ سلسلہ احمدیہ سے محبت بھی مثالی اور نہ صرف دینی امور میں آپ ان سے رہنمائی حاصل کرتے اور اس پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کو فلاح دارین کے لئے ضروری سمجھتے بلکہ عام دنیوی معاملات میں بھی سیدنا حضرت فضل عمر سے اکثر مشورہ کرتے رہتے جب آپ کے ہم وطن مخالفین نے انصاف کا خون کرتے ہوئے آپ کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے میں انتہا کر دی اس وقت بھی آپ حضرت فضل عمر کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے مشورہ اور رہنمائی کے طلبگار ہوتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حد لوازا اور موسلا دھار بارش کی طرح بارانِ رحمت کا آپ پر نزول ہوا۔ یہ آپ کے اس ایمان و یقین اور محبت و خلوص کا نتیجہ تھا جو آپ کو خدا تعالیٰ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محبت اور اس کی خاطر قربانی کا جذبہ تو کوٹ کوٹ کر ان کے اندر بھرا ہوا تھا۔ قدرتِ ثانیہ کے تمام مظاہر سے بے انتہا عشق رکھتے تھے جماعت کے لئے انتہائی غیرت و محبت کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی ہمدردی اور بے کوٹ خدمت بھی ان کا طرہ امتیاز تھی۔ آپ بلا امتیاز تمام حاجت مندوں کا بہت خیال رکھنے والی عظیم شخصیت تھے۔ ان کے متعلق جو واقعات مجھے یاد ہیں وہ لکھ رہی ہوں۔

ہمارے مستقل طور پر قادیان آنے سے بہت پہلے کی بات ہے ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر حسب معمول ہم لوگ چار پانچ دن کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے۔ جلسہ کے پروگرام کے دوسرے یا تیسرے دن جب آبا جان حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب گھر آئے تو برسبیل مذکورہ فرمانے لگے کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو شیخ کے ٹکٹوں اور حلقہ خاص کے ٹکٹوں کے لئے بڑی جدوجہد کرتے ہیں اور عذر رنگ پریش کرتے ہیں کہ ہمیں چونکہ پروگرام اچھی طرح سناٹی نہیں دیتا اس لئے ہمیں ضرور شیخ پر یا حلقہ خاص میں جگہ ملنی چاہیے وغیرہ وغیرہ لیکن میں نے آج دیکھا ہے کہ



کے ان برگزیدہ بندوں سے تھا۔

آپ بے حد سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ باوجود بے حساب مال و منال عطا ہونے کے کبھی اپنی ذات پر خرچ نہ کیا اور نہ ہی کبھی دینی مفاد پر دنیوی مفاد کو ترجیح دی۔ جہاں بھی اور جس قدر بھی جائیداد بنائی وہ سلسلہ کو ہی دے دی۔ قادیاں میں بھی ان کی کوٹھی تھی، پھر ربوہ میں بھی آپ نے کوٹھی بنوائی۔ ان کے بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ بیرونی دنیا سے جو لوگ سلسلہ احمدیہ کی تحقیق کے لئے آتے ہیں ان کے مناسب حال رہائش کے لئے یہ عمارتیں کام آئیں۔

اپنی زبان اور اپنے تمدن سے ان کو گہرا تعلق اور لگاؤ تھا۔ سادگی بہت پسند تھی۔ اپنے وطن کا لباس پہننے میں ان کو خاص خوشی اور طمانیت محسوس ہوتی تھی۔ جب کبھی اپنے ہم وطنوں کو دوران گفتگو انگریزی، اردو، اور پنجابی ملا کر بولتے ہوئے سنتے تو وہیں ٹوگ دیتے فرماتے میاں! سیدھی طرح اپنی زبان میں بات کرو یہ بھی کوئی بات ہے کہ دو لفظ انگریزی کے اور دو پنجابی یا اردو کے لئے اور ایک نئی زبان بنا ڈالی۔ آپ خاص طور پر نوجوانوں کو سمجھانے کی غرض سے ضرور لڑکتے۔ آج کل اکثر لوگ اپنی زبان میں بات کرتے کرتے بلا ضرورت انگریزی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اس بات کو فیشن میں داخل سمجھتے ہیں مگر حضرت چوہدری صاحب کو یہ طریق بالکل پسند نہ تھا۔ کھانے پینے میں بھی بڑی سادگی تھی۔ اول تو ذیابیط کی بیماری کی وجہ سے غذا ویسے ہی مختصر تھی مگر آپ اس معاملہ میں پھر بھی سختی سے پرہیز کرتے۔ اپنی کوٹھی تعمیر ہونے سے قبل جب کبھی آپ حضرت فضل عمر سے ملاقات کے لئے آتے اور مرکز سلسلہ میں قیام فرماتے تو اپنے جس گھر میں حضور کی باری ہوتی آپ بھی اسی گھر کے مہمان شمار ہوتے جب کبھی مجھے آپ کی میزبانی کا موقع ملتا تو میں آپ کی بیماری

کے مد نظر مناسب غذا تیار کرواتی۔ ایک دفعہ آپ نے حضور سے کہا کہ مہر آپا میرے کھانے کا بہت تکلف سے اہتمام کرتی ہیں صرف ایک آدھ ڈش اور سلا دہی میرے لئے کافی ہوتی ہے۔ جب حضور نے اندر آ کر مجھے بتایا تو میں نے کہا جب ان کی خوراک صرف WHITE MEAT تک محدود ہے تو پھر کچھ نہ کچھ اس میں تنوع تو ضرور ہونا چاہیئے۔

حضرت فضل عمر کے سفر یورپ میں آپ تمام وقت حضور کے ساتھ ساتھ رہے۔ حضور کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ آپ کا سامان خود اٹھاتے رہے کیونکہ وہاں ہمارے ہاں کی طرح سامان اٹھانے کے لئے قلی وغیرہ عام نہیں ہوتے۔ اول تو وہ لوگ اس قدر سامان سفر میں ساتھ رکھتے ہی نہیں۔ یہاں سے روانگی سے قبل بھی چوہدری صاحب بڑے اصرار سے بار بار یہی پیغام بھجواتے رہے سامان تھوڑا لے جائیں وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی مگر تھوڑا تھوڑا کر کے بھی سامان اچھا خاصا ہو گیا۔

دوران سفر جب ونیس (اٹلی) پہنچے تو وہاں نہ کوئی قلی تھا نہ مزدور۔ حضرت چوہدری صاحب تمام سامان اپنے کندھوں پر اٹھا اٹھا کر کار سے لگدولے، تنک پہنچایا اور سکر اتے ہوئے فرمایا دیکھائیں نہ کتنا تھا کہ اس قدر سامان نہ لے جائیں۔ خبر بیسیوں کو پتہ تھا ظفر اللہ ساتھ ہے خود ہی سامان اٹھاتا پھرے گا۔ چوہدری صاحب نے تو مزاحیہ بات کہی تھی مگر مجھے بہت احساس ہوا کہ ان پر یہ اتنا بوجھل کام آن پڑا ہے۔ وہ تو اپنے جلیب حضرت فضل عمر کے عشق و محبت میں اپنی ذات سے بے نیاز ہو کر سب کام کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں کسی کو دو چار پیسے مل جائیں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے تو وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگتا ہے مگر چوہدری صاحب کو کمال سلیم فطر

اس پر رقم اٹھی ہے وہ کیوں ضائع ہوئیں استعمال کر لیتا ہوں۔ آپ کو ضیاع اور فضول خرچی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ ایک بار ونیس میں چوہدری صاحب نے ہم ستورات کے لئے کھلے سمندر کی سیر کا انتظام کیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہماری ذہنی تھکاوٹ دور ہو کیونکہ ہم لوگ سارا وقت ہی حضور کی بیماری کی وجہ سے بڑے دباؤ کا شکار رہتے تھے۔

بہر حال صاحبزادی امہ الجمیل، صاحبزادی امہ المتین اور میں سیر کے لئے گئے۔ سیر کے دوران چوہدری صاحب بہت سے اہم تاریخی مقامات دکھاتے چلے گئے اور ساتھ ساتھ ان کا تاریخی پس منظر بھی بتاتے رہے۔

اس تاریخی سفر میں چوہدری صاحب نے جس طرح اپنے آقا کی خدمت کی اس کا اجر تو خدا کے پاس ہے مگر ہمارے دلوں میں بھی ان کی قدر اور عظمت بہت بڑھ گئی۔ بڑے بے نفس انسان تھے، بے لوث اور بے ریا۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضور کے قدموں میں جگہ دے اور ان کی روح کو سکون بخشے۔ آمین

خواجہ حسن نظامی نے اپنے مشہور رسالہ 'مناوی' میں ایک دفعہ مضمون لکھا جس کا موضوع یہ تھا کہ اگر میں فلاں ہوتا تو میری کیا صورت اور صفات ہوتیں۔ مختلف لوگوں کا قلمی خاکہ کھینچتے ہوئے انہوں نے حضرت چوہدری صاحب کے متعلق لکھا:

”اگر میں سر ظفر اللہ ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مجھے اپنا غلام بنا لیتی کیونکہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے“

بلی ہوئی تھی۔ آپ کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ اتنی بڑی شخصیت اور انکسار کا یہ عالم!

سارے سفر یورپ کے دوران میں نے گوشت کو ہاتھ نہ لگایا چاہے وہ کوثر (یہودیوں کا ذبیحہ) ہی ہو جس کا کھانا شرعاً جائز ہے۔ روزانہ چوہدری صاحب ہم لوگوں کے متعلق پوچھتے کہ ہر ایک کیا چیز کھانا پسند کرے گا تاکہ وہی چیز منگوائی جائے۔ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ میرے لئے تو صرف پھلی یا کوئی سبزی کافی ہے گوشت میں قطعی طور پر نہیں کھاؤں گی۔ آپ نے اسی وقت فارسی کا ایک شعر پڑھا۔ شعر بہت عارفانہ تھا جس سے میری حد سے زیادہ احتیاط بے معنی ہو کر رہ جاتی تھی۔ میں نے کہہ تو دیا کہ میں گوشت کرون گی مگر طبیعت نہ مانی اور میرا اسی طرح گزارا ہوتا رہا۔

آخر اس احساس کے تحت کہ میں گوشت کی کوئی چیز نہیں کھا رہی چوہدری صاحب نے حضور سے کہا کہ حضور! میں حسب سابق شرع کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مہر آپا کے لئے ایک خاص ڈش کا انتظام کرنا ہوں ان کو وہ ضرور پسند آجائے گی۔ یہ کہہ کر آپ نے اس ڈش کا آرڈر دیا جب وہ ڈش تیار ہو گئی تو چوہدری صاحب نے حضور سے کہا کہ یہ خاص طور پر مہر آپا کے لئے بنوائی گئی ہے ان سے کہیں اب تو کھالیں۔ ڈش دیکھنے میں خوش منظر تھی مگر میرا دل کسی طور راضی نہ ہوا اور میں نے ڈش چپکے سے چھپا دی۔

اسی طرح آسٹریا میں ایک دفعہ کھانے کا وقت ہوا تو ہم ہوٹل میں گئے۔ چوہدری صاحب نے میرے لئے بھی انڈوں کا سوپ منگوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ جب چوہدری صاحب کو پتہ چلا کہ میں وہ نہیں پی رہی تو آپ نے سوپ کا وہ پیالہ خود اپنے پاس منگوایا اور نرمی خورم کہتے ہوئے وہ پی لیا۔ مطلب یہ تھا کہ آخر



وہ اب نہیں ہے

چنداب عبد الکریم قدسی لاہوری

مرے وطن کے مخالفوں کو

قدم قدم پہ دلیل محکم سے

کون دے گاشت ایسی

شکست جیسی کہ اسنے دی تھی

کہاں گیا وہ

میری زمیں کو اداس و بنجر

اور بانجھ رکھنے کی کوششوں کو

جو ریزہ ریزہ کیا تھا کرتا

وہ اب نہیں ہے

کتاب اقوام متحدہ کے

ورق ورق پہ

سنہری حرفوں سے

کس کا لکھا ہے نام نامی

وہ اک مفکر

وہ اک مدبر

وہ ایک آئین

وہ ایک ہستی

کہ جس کے سینے پہ درجنوں ہی

وہ عالمی اعزاز و تمنے

سجے ہوئے تھے

جو ایک سینے پہ

آج تک نہ سجے تھے پہلے

خلوص و عشق و وفا کا نکھار

حضرت بابا جی ظفر اللہ خان

مثالی رضائی باپے کی مثالی محبت و شفقت

محترمہ صاحبزادی امۃ الجیلے صاحبہ بنت حضرت فضل عمر

تشریف لے گئے۔ آموں کا موسم تھا۔ حضور آموں کی قاشیں چکھ کر حضرت بابا جی کی پلیٹ میں رکھ رہے تھے اور فرمایا کہ چوہدری صاحب آپ کو شوگر ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ میری خواہش کی وجہ سے آپ کی صحت پر بُرا اثر پڑے میں عمدہ قسم کی آم کی قاشیں آپ کی پلیٹ میں رکھ رہا ہوں آپ صرف وہی کھائیے۔ حضرت بابا جی نے صرف وہی چند قاشیں کھائیں جو حضور نے آپ کی پلیٹ میں رکھیں۔

میں نے حضرت آبا جان کو اور حضرت بابا جی کو ایک پلیٹ میں کھاتے ہوئے بھی دیکھا۔ اس کا میری طبیعت پر بہت گرا اثر ہوا کہ حضرت آبا جان کو حضرت بابا جی کے ساتھ کس قدر محبت ہے۔ اس محبت کی وجہ سے میں نے بھی آپ سے بے انداز محبت کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے کئی بار دونوں کو کھانا کھلانے کا موقع دیا۔ جب بھی حضرت بابا جی تشریف لاتے تو حضرت آبا جان مجھے بلوا کر کہتے کہ آج چوہدری صاحب کھانے پہ آئیں گے کھانا تم پر پیش کرنا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اپنے دونوں پیاروں کی خدمت کا موقع دیا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب میرے رضائی والد تھے اور میں انہیں بابا جی کہا کرتی تھی۔ وہ یقیناً ایک مثالی باپ تھے اور میرے ساتھ ان کی شفقت اور پیار کا تعلق شہد کی طرح شیریں اور سمندر کی طرح گہرا تھا۔ ان کی دل موہ لینے والی محبت ہمیشہ مجھ پر بچھاؤ رہتی رہی۔

آقا اور غلام کا پُر خلوص تعلق آبا جان حضرت فضل عمر اس پیار کے تعلق سے خوب واقف تھے اور اس رضائی رشتہ کا بھی بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے فرمایا:

”یہ بچے بہت عظیم والدہ کی بہت عظیم اولاد ہیں اور سب کا احترام تم پر لازم ہے“ پھر فرمایا ”بے جی (والدہ حضرت چوہدری صاحب) بڑے بلند مقام کی حامل تھیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو میں احتراماً کھڑا ہو جاتا“

پیار اور محبت کی یہ آگ دونوں طرف بھڑکی ہوتی تھی اور بابا جی بھی پورے دل اور پوری جان سے حضور پر فدا تھے آقا اور غلام کا یہ سچا، پُر خلوص اور نکھرا تعلق صرف الہی جماعتوں ہی کا خاصہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت بابا جی حضرت فضل عمر کے ساتھ سندھ



جب آپ حضرت فضل عمر کے ساتھ سندھ تشریف لے گئے تو حضرت فضل عمر نے فرمایا کہ چوہدری صاحب آج ہم گھوڑے پر سیر کریں گے۔ شام کو گھوڑا تیار کر کے پہنچا دیا گیا۔ حضرت باباجی بھی وہاں موجود تھے۔ حضور جب گھوڑے پر سوار ہوئے لگے تو آپ نے پاؤں رکاب میں نہ ڈالا بلکہ کاٹھی کو پکڑ کر سوار ہونے لگے تو حضرت باباجی نے عرض کی کہ حضور آپ نے پاؤں رکاب میں نہیں ڈالا۔ حضرت آبا جان نے فرمایا کہ میں نے پاؤں رکاب میں کبھی نہیں ڈالا میں تو کاٹھی پکڑ کر سوار ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اتنے میں حضرت باباجی نے بلند آوازیں دعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ آپ کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ کو کچھ گھبراہٹ ہے۔ حضرت آبا جان حضرت باباجی سے مخاطب ہوئے تو آپ نے نگاہ اٹھا کر حضور کی طرف دیکھا اور بہت بلند آوازیں کئی بار الحمد للہ الحمد للہ پڑھا اور حضرت فضل عمر سے عرض کی کہ حضور کے گھوڑے پر سفید ساٹن ہے بہت احتیاط لازم ہے۔

**مزاج شناسی کا خصوصی وصف** حضرت باباجی اور طبیعت کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔ جب حضرت آبا جان علاج کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے تو حضرت باباجی سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک روز لندن میں دوپہر کے کھانے پر حضرت آبا جان نے حضرت باباجی سے فرمایا چوہدری صاحب بیماری کی وجہ سے میں بھاری کپڑے استعمال نہیں کر سکتا آپ جمیل کو ساتھ لے جائیں اور میرے لئے ایک ہلکا سویٹر اور ایک ہلکا اور کوٹ خرید لائیں۔ حضرت باباجی نے عرض کی ”حضور! ایک بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں“ حضرت آبا جان نے فرمایا ”جی چوہدری صاحب کہیے“ حضرت باباجی نے اپنا سویٹر اتارا اور عرض کی کہ حضور یہ سویٹر بہت ہلکا ہے آپ پسند فرمائیں تو اسے استعمال کریں۔ حضرت آبا جان

نے فوراً سویٹر پہن لیا۔ فرمایا چوہدری صاحب یہ تو بہت آرام دہ سویٹر ہے۔ جب حضور نے سویٹر پہن لیا تو حضرت باباجی کے چہرے کی خوشی الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی انہوں نے عرض کیا حضور! یہ سویٹر جب آپ نے کسی کو دینا ہو تو مجھے واپس دے دیجئے۔ حضرت آبا جان نے فرمایا چوہدری صاحب بہت اچھا (غالباً آبا جان نے استعمال کے بعد حضرت باباجی کو ہی دیا)۔ پھر میں حضرت باباجی کے ساتھ اور کوٹ خریدنے کی غرض سے بازار چلی گئی۔ بہت تلاش کے بعد ایک جگہ سے حضور کی حسب خواہش اور کوٹ مل گیا لیکن اس کی قیمت بہت زیادہ تھی اور باباجی اس قیمت پر لینے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا ”اس قیمت پر حضرت صاحب یہ کوٹ کبھی استعمال نہیں کریں گے“ مگر میرے بہت اصرار پر حضرت باباجی نے کوٹ خرید لیا اور مجھ سے فرمانے لگے کہ قیمت کے بارے میں آپ خود حضور کو جواب دہ ہوں گی۔ جب اور کوٹ حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور نے اس کی عمدگی اور ہلکے پن پر خوشنودی کا اظہار کیا اور پھر باباجی سے اس کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو حضرت باباجی نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ جواب دیں۔ جب میں نے کوٹ کی قیمت بتائی تو حضور بہت ناراض ہوئے اور حضرت باباجی سے فرمایا ”چوہدری صاحب آپ یہ کوٹ اتار لیں میں اسے استعمال نہیں کروں گا اس رقم میں ایک یتیم بچے کی تعلیم یا ایک بیوہ کے گھر کا خرچ چل سکتا ہے“ آپ کی صحت کی وجہ سے مجھے خیال تھا کہ آپ بوجھل چیز استعمال نہیں کر سکتے ہیں نے حضرت آبا جان سے کہا کہ آپ یہ واپس نہ کریں۔ آپ نے بڑے عرصہ میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا کہ میں نے اتنا قیمتی کوٹ استعمال کیا۔ حضرت باباجی کے چہرے پر جب میری نگاہ پڑی تو میں نے محسوس کیا کہ حضرت باباجی حضرت آبا جان کی ناراضگی کی وجہ سے بہت تکلیف

اپنے فضل سے اس جہان میں ان کی دوستی، پیار و محبت و شفقت اور اعتماد کو قائم رکھا اگلے جہان میں بھی دونوں ایک ساتھ ہوں۔

اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت باباجی اولاد کی بہتر تربیت اور سادگی پر گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ گرسی سے اٹھے الماری سے اپنا ایک سوٹ نکالا اور مجھے فرمایا یہ دیکھو یہ دو سوٹ میں نے ۱۹۳۶ء میں بنوائے تھے اس پر میں نے کہا باباجی یہ سوٹ تو عمر میں مجھ سے بھی ایک سال بڑا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نیا سوٹ کیوں نہیں لے لیتے؟ آپ نے فرمایا کہ انسان کے پاس صرف ضرورت کی چیزیں ہونی چاہئیں فالتو اشیاء فضول خرچی میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ بھی اسے پسند نہیں فرماتا۔

**نہایت پیاری اور قابل رشک دوستی** لندن میں آبا جان نے کئی بار فرمایا کہ کریلے گوشت کھانے کو جی چاہتا ہے۔ برادر مکرّم عبداللطیف خان مرحوم جو سفر میں حضور کے ہمراہ تھے بہت کوشش کے بعد کریلوں کا ایک ڈبہ لے آئے۔ اسی روز میں نے کریلے گوشت تیار کئے۔ جب کھانا میز پر چٹا گیا تو اس کی اطلاع حضرت آبا جان اور حضرت باباجی کو دی گئی آپ دونوں تشریف لے آئے۔ جب کھانا شروع ہوا تو حضور نے پہلا نوالہ لے کر کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت باباجی نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور آج کریلے گوشت ہیں آپ نے کھانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ حضور نے حضرت باباجی سے فرمایا پہلا نوالہ لینے پر مجھے یوں محسوس ہوا کہ اس کو تیار کرنے میں میری مریم (امّ طاہرہ حضرت مریم سگم صاحبہ) کے ہاتھ لگے ہیں کریلوں کا مزہ بالکل انہی ہاتھوں کا ہے۔

جب مجھے یہ باتیں یاد آتی ہیں تو میں سوچتی ہوں کہ حضرت آبا جان ہر قسم کی باتیں حضرت باباجی سے کرتے

محسوس کر رہے ہیں۔ اس پر میں نے بہت اصرار سے یہ اور کوٹ حضور کو پہنا دیا اور یہ عرض کی کہ آبا جان آپ کو تندرستی حاصل ہوگی تو انشاء اللہ بہت یتیم تعلیم حاصل کریں گے اور میواؤں کے گھر چلتے رہیں گے چنانچہ آپ وہ اور کوٹ اپنے استعمال میں لے آئے اور وہی اور کوٹ میرے ایک خواب کی بناء پر میرے کندھوں پہ ڈالا (الحمد للہ) یہی اور کوٹ قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء ۱۹۸۳ء کے دوران استعمال فرمایا۔

**میانہ روی اور فضول خرچی میں حد فاصل** یورپ کے سفر کے دوران جب حضرت باباجی نے دیکھا کہ میں حضرت آبا جان سے کسی چیز کے لینے کی خواہش کرتی ہوں تو اس بات کو ناپسند فرماتے۔ ایک دکان پر ایک ہینڈ بیگ مجھے بہت پسند آیا میں نے حضرت آبا جان سے اسے خریدنے کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے بہت پسند ہے لے دیں حضور نے فرمایا کہ لے لو۔ آپ جب جیب سے رقم نکالنے لگے تو حضرت باباجی نے فرمایا حضور یہ ہینڈ بیگ بہت قیمتی ہے جمیل نہیں لے گی۔ ایک طرف میرا شوق اور دوسری طرف حضرت باباجی کا روکنا۔ کچھ دیر تو حضور کھڑے رہے پھر فرمایا چوہدری صاحب اس قیمت پر لینا پسند نہیں کرتے میری طرف سے تو اجازت ہے لیکن تم ان کی خواہش کا احترام کرو اور اسے مت خریدو۔ مجھے نہ لینے کا افسوس تو بہت ہوا مگر میرے پیارے حضرت آبا جان کا حکم تھا کہ تم چوہدری صاحب کی خواہش کا احترام کرو۔ بے اتہا پیار کرنے والے باپ نے اپنی بیٹی کی خواہش کا تو احساس نہ کیا لیکن چوہدری صاحب کی مرضی کو مقدم رکھا۔ اپنے پیارے ظفر کے لئے کس قدر پیارا اور احترام آپ کے دل میں تھا۔ میری دلی دعا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے



تھے۔ اپنے گھر کی باتیں بھی آپ سے کہہ دیتے۔ حضرت اباجان کو حضرت باباجی پر بھرپور اعتماد تھا۔ اپنے دل کی تمام باتیں آپ سے کہہ دیتے۔ بہت ہی پیاری اور قابل رشک دوستی تھی آقا اور درویش مرید کے درمیان۔

**وقت کی پابندی کا ایک سبق** پھر حضور زبور پر تشریف لے گئے۔

حضرت باباجی نے بعد میں آنا تھا جب ان کے آنے کا وقت قریب آیا تو حضرت اباجان نے مجھے بلا کر نہ بلایا کہ چوہدری صاحب پہنچ رہے ہیں کمرے کی چابی لے جاؤ اور اس کو درست کرو۔ میرے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک یاد دہانت بعد حضرت باباجی تشریف لے آئے۔ سلام کے بعد آپ نے فرمایا کہ آپ کیا کر رہی ہیں عرض کی کہ حضرت اباجان نے فرمایا تھا کہ کمرہ درست کرو اور چیک کرو کہ ضرورت کی تمام چیزیں موجود ہیں۔ حضرت باباجی نے میرا یہ جواب سن کر فرمایا کہ میں تو پہنچ گیا ہوں اور آپ اب کمرہ درست کر رہی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کمرہ تو تیار ہی تھا صرف حضرت اباجان کے حکم کے مطابق آئی ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ کام وقت پہ ہونے چاہئیں۔ حضرت باباجی کی بات سے مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ وقت کی پابندی کا ایک سبق ہے۔ میں نے اوپر جا کر حضرت اباجان کی خدمت میں عرض کی کہ کمرہ تو صاف تھا آپ نے مجھے بھجوا دیا مگر حضرت باباجی نے مجھے یہ فرمایا ہے۔ مجھے باباجی کا یہ کہنا کچھ برا بھی محسوس ہوا جس کا اظہار میں نے حضرت اباجان سے کیا۔ حضرت اباجان نے فرمایا کہ میں محسوس نہیں کرنا چاہیے جیسا میں تمہارا باپ ہوں ویسا ہی وہ بھی تمہارے والد ہیں۔

**رضاعی رشتہ کی اور زیادہ قریبی رشتہ میں تبدیلی میری**

بیٹی عزیزہ سعدیہ کا رشتہ حضرت باباجی کے بڑے نواسے عزیزم فضل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوا۔ اس کی وجہ زیادہ تر حضرت اباجان اور حضرت باباجی کا باہمی پیار و محبت اور دوستی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے رضاعی رشتہ کو اپنے فضل سے اور زیادہ قریبی رشتہ میں تبدیل کر دیا۔ الحمد للہ آپ دونوں کے پیار و محبت کو اللہ تعالیٰ نے بھی قبول فرمایا اور حضرت باباجی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہشتی مقبرہ میں بھی اپنے پیارے کے قدموں میں جگہ عطا فرمائی۔ الحمد للہ

**دعاؤں کا مستحق خوش نصیب** ایک جلسہ کے دنوں میں ہمارے ہاں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ جلسہ کے دوران ظہر کے وقفے میں جب مہمان کھانا کھانے آئے تو ان میں سے ایک نے کہا بی بی مبارک ہو میں نے خیر مبارک کہنے کے بعد ان سے پوچھا بات بھی تو بتائیں اس پر انہوں نے کہا آج حضرت باباجی اجلاس کی صدارت کر رہے تھے جب آپ فارغ ہو کر سٹیج سے اترے تو ایک نوجوان حضرت باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند مشکلات کا ذکر کر کے اپنے لئے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اس نوجوان سے اس کا نام پوچھا اور کہا انشاء اللہ دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات دور فرمائے۔ میں افضل میں دعا کی درخواستیں پڑھتا ہوں مگر ہر ایک کا نام لے کر دعا کرنا مشکل ہے اس لئے میں مجموعی طور پر سب کے لئے دعا کرتا ہوں اس میں آپ کو بھی یاد رکھوں گا۔ پھر آپ ایک قدم آگے بڑھے اور فرمایا ہاں ایک انسان ایسا ہے جس کا نام لے کر اس کو اور اس کے بچوں کو ہمیشہ ہر نماز اور ہر سجدہ میں یاد رکھتا ہوں۔ جب باباجی نے یہ کہا تو جو مہمان آپ کے ہمراہ تھا اس نے آگے بڑھ کر حضرت باباجی سے پوچھا وہ کون خوش نصیب ہے۔ آپ نے فرمایا امہ النجیل اور

ان کے بچے۔ اس مہمان نے مجھے آکر کہا کہ میں نے حضرت باباجی سے یہ سوال اس لئے پوچھا کہ مجھے یقین تھا کہ وہ خوش نصیب ہیں ہوں گا لیکن حضرت باباجی کی زبان سے آپ کا اور آپ کے بچوں کا نام نکلا۔

**اصول پسندی کی انتہا** دس بارہ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت باباجی جلسہ

کے لئے ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ میرے گھر بھی تشریف لائے بیٹھنے کے کمرے میں سلام دعا اور تشریف معلوم کرنے کے بعد میں آپ کی اجازت سے کافی لینے کے لئے باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ بھی باہر تشریف لے آئے تو میں نے عرض کی کہ باباجی کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا بی بی بیٹھنے کے بعد میری نظر بورڈ پر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا ”ضروری التماس: جوتے اتار کر تشریف لائیں“ یہ بورڈ ہماری گیلری میں پڑا ہوتا تھا۔ میں نے عرض کی کہ باباجی یہ آپ کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو مٹی والے جوتے لے کر کمرے میں آجاتے ہیں آپ تو گاڑی پر تشریف لائے ہیں۔ میرے اصرار کے باوجود آپ نے جوتے اتار دیئے اور فرمایا اصول سب کے لئے ایک ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کی کہ آپ کو جوتے پہنتے ہوئے تکلیف ہوگی مگر آپ نے یہ بات پسند نہ فرمائی اور جوتے اتار کر کمرے میں تشریف لائے۔ آپ کے اس عمل سے میری طبیعت پر بڑا بوجھ محسوس ہوا مگر آپ نے پسند نہ فرمایا کہ آپ اپنے اور کسی دوسرے فرد میں کسی قسم کا فرق رکھیں۔ آپ تمام بنی نوع انسان کو برابر سمجھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں اس قدر درجات عالیہ عطا فرمائے لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنی بیٹی کے گھر ایک سختی پہ لکھے ہوئے اصول کے خلاف عمل کرنا پسند نہ فرمایا۔

حضرت مصلح موعود نے چوہدری صاحب کے متعلق فرمایا کہ ان سے ”مجھے تین وجہ سے محبت ہے۔ ایک تو ان کے والد کی وجہ سے جو نہایت مخلص احمدی تھے۔۔۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں ذاتی طور پر بھی اخلاص ہے اور آثار و قرائن سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو دین کی خاطر ہر وقت قربانی کے لئے تیار رکھتے ہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں علم عقل اور ہوشیاری دی ہے اور وہ اور زیادہ ترقی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں“

**ایک خواہش اور اس کی پوریائی** جب آپ نومبر کے وسط میں پاکستان تشریف لاتے تو آپ کا قیام ہمارے گھر کی کچلی کھٹی میں ہوتا۔ میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور دعا کی درخواست کرتی اور جب مارچ میں آپ کی واپسی ہوتی تو پھر ایک بار اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کا وقت عطا فرماتا ۱۹۸۲ء میں میں نے آپ سے ملاقات کے لئے فون پر وقت دینے کی درخواست کی تو آپ نے شام پونے چار بجے ملاقات کا وقت دیا۔ میں اپنی بڑی بیٹی عزیزہ یاسمین کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

ہم دونوں وقت مقررہ پہنچیں۔ سلام کے بعد دعا کی درخواست کی۔ جی میں کچھ باتیں تھیں جو عرض کیں۔ تین منٹ کے بعد واپسی کی اجازت چاہی۔ فرمایا ”نہیں آپ بیٹھے، ایک پیالی کافی میرے ساتھ پیجیے“ میں نے عرض کی کہ باباجی چائے تو میں پی کر آئی ہوں۔ آپ میرے جواب پر مسکرائے اور فرمایا میرے ساتھ نہیں آؤں میں نے عرض کی کہ باباجی مجھے آپ کے ساتھ پی کر زیادہ خوشی ہوتی مگر اس وقت طبیعت نہیں چاہ رہی۔

مجھے ان کے معمور الاوقات ہونے کا پورا احساس



میں یہ بات بھی آئی کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ باوجود رہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے گھر میں نماز باجماعت کا نہایت مناسب انتظام تھا۔

## اعترافِ حقیقت

(مسلک مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر)

”مجلس اقوام متحدہ میں مصری نمائندہ نے بیان دیتے ہوئے اُن اہم قابلِ فخر امور کا ذکر کیا جس پر سارا مشرق فخر کرتا ہے جس کے متعلق یو۔ این۔ او کے ۱۹۴۷ء کے اجلاس میں ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ نے اہم رول ادا کیا۔ آپ نے شہید فلسطین کے موضوع پر تین گھنٹے متواتر لیکچر دیا۔ اس دوران آپ نے پانی کا ایک ٹھونٹ نہ بیا اور ایک لحظہ کے لئے بھی آپ نے خاموشی اختیار نہیں کی اور اس خطاب میں آپ نے اپنی قوتِ ایمانی کو جو دین .... اور عربی وطن کے متعلق ہے ثابت کیا۔ اس خطاب کے وقت آپ خود روئے دوسرے کو رولایا اور معنوی لحاظ سے اُن کلمات میں ایک قوت تھی اور بنیادی لحاظ سے اُن میں سنجیدگی تھی اور اس موقع پر سب لوگوں نے اس امر کی گواہی دی کہ آپ ایک عظیم شخصیت ہیں۔ کریمانہ اخلاق کے حامل .... ہیں مخلص محبت وطن ہیں۔ دبیرِ سیاستان ہیں اور آپ کو انگریزی زبان پر اہل لغت کی طرح عبورِ کامل ہے اور آپ یگانہ روزگار علماء میں سے ہیں۔ اس عظیم قانونی شخصیت نے کہا کہ ظفر اللہ خان ایک باوقار شخصیت کے حامل ہیں گھنی دائرہ والے۔ آپ کو اُس وقت انتہائی خوشی حاصل ہوئی جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا جبکہ عرب حکومتوں اور اُس کے حامیوں کو مجلسِ اقوام متحدہ کے قضیہ لیبیا میں کامیابی حاصل ہوئی۔“

(الاہرام قاہرہ ۲۷ جون ۱۹۵۲ء)

کافی رات کے بعد کمرے میں سونے کے لئے جاتے تو نصیب اللہ کمرے میں آبا کے پاس آجاتے۔ میں اپنے بستر سے بار بار اٹھ کر جاتی اور آبا کو دیکھتی یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جاتا۔ حضرت بابا جی جب آرام فرماتے تو سانس بہت آہستہ لیتے تھے کبھی یہ احساس نہ ہوا کہ کوئی سو رہا ہے اس وجہ سے میں کئی بار یہ دیکھنے کے لئے کہ سانس ٹھیک آ رہا ہے اپنا ہاتھ آپ کی ناک کے قریب کر کے سانس محسوس کرتی۔

میری طبیعت بہت زیادہ حساس ہو چکی تھی کیونکہ میں اپنے پیارے آبا کا دکھ دیکھ چکی تھی اور بار بار یہی دعا کرتی رہی کہ الہی میری بہن کو اس غم سے دور رکھو۔ یہ وقت تو ہر انسان پر آتا ہے لیکن کوئی انسان اپنے پیارے کے لئے کبھی یہ نہیں چاہتا۔

مجھے جتنی بھی دعائیں یاد تھیں وہ تمام پڑھ کر میں بار بار آپ پر ٹھونکتی اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا، گڑ گڑا کر یہ دعا کرتی اے اللہ تعالیٰ ان کی زندگی اور صحت میں برکت عطا فرما یہ تو حضرت اقدس کے رفقاء میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتی کہ اے اللہ تعالیٰ ان کو اور حضرت اقدس کے رفقاء کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرما تاکہ یہ مکرم ہستیوں صد سالہ احمدیہ جوہی کی رونقوں میں مزید رونق و عنایت پیدا کریں اور یہ ہستیاں امامِ جماعت کے دائیں بائیں بیٹھ کر حضرت بانی سلسلہ کے پیارے واقعات اپنی زبانِ مبارک سے بیان فرمائیں حضور کی خدمت میں بھی اپنی خواہش کے لئے دعا کی درخواست کی۔

میں نے آپ کی تمام بیماری کے دوران صرف اور صرف ایک بات سنی اور وہ یہی کہ ”نماز کا وقت ہو گیا ہے؟“ مجھے نماز پڑھا دو۔

ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنی پسند فرمائی۔ میرے دیکھنے

بیٹی کو رخصت کیا تھا۔

مول سے بیاج پیارا

ایک دفعہ شام کے وقت میں کوٹھی گئی ہوئی تھی واپسی پر امہ الحی میری بیٹی عزیزہ سعیدہ کو حضرت بابا جی سے ملوانے کے لئے گئی میں عزیزہ عائشہ سے جو آپ کی نواسی ہیں باتیں کر رہی تھی۔ جب سعیدہ واپس آئی تو میں نے عزیزہ عائشہ سے کہا کہ آبا کو سلام اور پیار کہنا اور کہنا کہ خالہ نے کہا ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی بہو کو تولے اور اپنی بیٹی کو نہیں بلایا۔ عزیزہ عائشہ نے اپنی اتھی کو پیغام دیا کہ خالہ جاتے ہوئے آبا کو یہ پیغام دے گئی ہیں۔ امہ الحی نے آبا کو یہ بات بتائی۔ اس پر آپ نے فرمایا جمیل سے کہنا ”مول نالوں بیاج پیارا“ امہ الحی نے کہا جمیل تو دارالذکر چلی گئیں۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ پیغام فون پر دے دو۔ امہ الحی نے بتایا کہ فون دفتر میں ہوتا ہے اس وقت دفتر بند ہے۔ اس پر عزیزہ عائشہ کو آبا کا پیغام دے کر دارالذکر بھیجا۔ عزیزہ عائشہ سے پیغام سنکر میں نے کہا کہ آبا سے کہنا کہ میں آپ کے ایک پیارے کامول اور ایک پیارے کامیاج ہوں۔ جب ان کو میرا پیغام پہنچا تو اگلے روز مجھے بلوایا اور اپنے پاس بیٹھنے کا موقع دیا۔ الحمد للہ۔

آخری علالت

آپ جب لندن سے مستقل پاکستان تشریف لائے تو میری بہن نے فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ آپ بہت کمزور نظر آتے ہیں۔ چند روز بعد میں آپ سے ملنے کے لئے گئی میں نے آپ کو دیکھا تو میری طبیعت پر آپ کی کمزوری صحت کا بڑا اثر پڑا۔ بعد میں میں اکثر بلوہ سے فون پر آپ کی صحت کے بارے میں دریافت کرتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے آخری بیماری کے دوران تین راتیں حضرت بابا جی کے پاس رہنے کا موقع عطا فرمایا۔ آبا کے پاس میں اور امہ الحی رات دن بیٹھتے تھے۔ جب ہم دونوں

تھا۔ میں نے پھر واپسی کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا نہیں اور بیٹھے۔ کافی دیر آپ نے گفتگو فرمائی۔ اس دوران آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی باتیں کرتے رہے اور اولاد کی تربیت کے بارے میں بہت کچھ فرمایا۔ میں نے وقت دیکھا تو کوئی آدھ یا یون گھنٹہ گزر چکا تھا میں نے آپ سے پھر اجازت چاہی اور عرض کی کہ مجھے آپ کے قیمتی وقت کا بہت احساس ہے اب جانے کی اجازت فرمائیں۔ حضرت بابا جی کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ میں نے حضرت بابا جی کی خدمت میں عرض کی کہ بابا جی میں نے کبھی کسی خواہش کا اظہار نہیں کیا اگر اجازت ہو تو کروں۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ میں نے عرض کی دعا تو آپ ہمیشہ ہی ہمارے لئے کرتے ہیں لیکن میری ہمیشہ بڑی خواہش رہی کہ آپ میرے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیریں اس لئے کہ آپ کے ہاتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھوں میں بہت دفعہ گئے ہوں گے اس پر حضرت بابا جی نے میری بیٹی یا سمین کو اپنے سینے سے لگایا اس کے سر پر پیار دیا اور کافی دیر تک ساتھ لگائے رکھا۔ میں آپ کے چہرہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ آپ کے ہونٹ ہل رہے تھے یعنی یہ کہ آپ ساتھ ہی دعا بھی کر رہے تھے پھر آپ نے میرے سر اور ہاتھ پر پیار کیا۔ میرے دونوں ہاتھ کافی دیر تک اپنے ہاتھوں میں تھامے رکھے اور اس دوران مسلسل دعا کرتے رہے۔

دروازے پر پہنچ کر حضرت بابا جی نے خود دروازہ کھولنا چاہا میں نے عرض کی کہ بابا جی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے لئے دروازہ کھولیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو علم نہیں کہ آپ کس کی پوتی اور کس کی صاحبزادی ہیں۔ میرے اصرار کے باوجود آپ نے دروازہ خود کھولا اور بڑے پیار سے رخصت کیا۔ جب کارڈ ملنے لگی تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا حضرت بابا جی اسی جگہ پر کھڑے تھے جہاں سے اپنی



# ہیں بیان نہیں کر سکتی کہ انکی مسکراہٹ کتنی دلکش ہوتی تھی

## باپے بیٹے کے پیار میں گزھے ہوئے تعلقات کے دلگداز داستان

محترمہ امۃ الحق صابکہ بنت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان ضاکا  
خصوصی انٹرویو

یہ بہت فرماتے تھے، بچوں سے کہ دیکھو اپنی سوچ کو غلط  
طرف نہ جانے دو غلط سوچ کو فوراً وہیں پھینک دو۔ اگر  
ایسا ہو جائے تو سمجھو آدھا عمل تو ہو چکا۔ سارے  
دن میں انہیں آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ ہی صاف اپنے لئے  
ملتا۔ تو خواہ کسی بھی موضوع پر بات ہو رہی ہو تو آخر دین  
ہی دنیا پر غالب آتا تھا۔

خدا تعالیٰ نے اپنے اس عاجز و رولیش بندے  
کو دین اور دنیا کی بہترین نعمتوں سے نوازا، عشق الہی  
میں فنا ہونا سکھلایا تو پھر ذرا سوچئے کہ جب ایسا شخص  
اپنی اولاد سے محض اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی  
کی خاطر محبت کرے تو وہ کیسی عجیب محبت ہوگی۔ بخدا ایک  
پیار کی نظر ایک چھوٹا سا پیار کا فقرہ یا ایک ہلکی سی مسکراہٹ  
ہی دیوانہ بنا دینے کے لئے کافی ہوتی تھی اور یہیں دل  
ہی دل میں درود پڑھتی رہتی تھی۔

مس: حضرت چوہدری صاحب کی بیماری کے آخری  
ایام کے متعلق کچھ بتائیں؟

ج: آخری بیماری میں ایک دن مجھ سے بڑی

● سوال: آپ نے بحیثیت باپ حضرت چوہدری  
صاحب کو کیسا پایا؟

● جواب: خدا تعالیٰ نے گیارہ سال کی عمر میں میرے  
پیارے آبا کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زیارت کی سعادت  
عطا کی اور یوں احمدیت کے ساتھ ایک محبوم بچے کے والہانہ  
عشق کا آغاز ہوا اور ایک ایسی زندگی شروع ہوئی جس کا  
عنوان یہ عہد تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ مجھ سے  
یا بچوں میں سے کسی سے تقریباً روزِ خواہ کتنا ہی مصروف  
دن کیوں نہ گزرا ہو فرمایا کرتے تھے ”دیکھو ہوتا بس وہی  
ہے جو اللہ چاہتا ہے انسان کی کوئی حقیقت نہیں“ اور  
پھر کوئی واقعہ نہ مانتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ”زندگی  
ایک تیز رفتار تلوار کی مانند ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا جسم  
کرنے والا ہے اگر چاہے تو آسمان بنا دے ہر حالت میں  
رضائے الہی پر راضی رہنا چاہیئے اور تقویٰ کو مضبوطی  
سے پکڑے رہنا چاہیئے۔ دعاؤں میں ہر وقت لئے رہنے کی  
عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیئے جیسے جیسے اپنے خدا  
کو دیکھو گے سارے معاملے خدا خود ہی سلجھاتا چلا جائیگا۔

نہینہ اولاد سے محروم بے اولاد عورتوں کے لئے

## دواخانہ حکیم نظام جان

### حکیم انوار احمد جان

چوک  
گھنٹہ گھر

گوجرانوالہ  
پوسٹ بکس ۲۲۲

فون نمبر  
۷۲۹۹۷

●  
اقتضیٰ چوک

ربوہ

فون نمبر

۵۵۸





سجیدگی سے مگر بہت ہی پیار سے باتیں کر رہے تھے۔ میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا "اے کاش میرے دل کا یہ حال نہ ہوتا آپ کے بغیر جینا مشکل ہو جائے گا" فوراً بولے:

"DARLING! COMPLETE YOUR STATEMENT."

میں نے فوراً توبہ اور استغفار کیا اور کہا "اللہ میرے لئے کافی ہے اور ہمیشہ زندہ رہنے والا دوست ہے۔ میں ذرہ محقر اور اتنے بے شمار فضل

مجھ پر۔ میرا مطلب وہ نہیں تھا۔"

آپ نے فوراً فرمایا:

"I KNEW BY THE GRACE AND MERCY OF ALLAH."

ایک مہینہ اور دس دن کی اس آخری بیماری میں پہلے پانچ دن تو آپ مکمل ہوش رہے پھر جب ہوش میں آئے تو غالباً ظہر کا وقت تھا۔ محمد میاں سلمہ کو آواز دی۔ محمد میاں سلمہ پاس ہی تھے کہا "جی آبا السلام علیکم آپ کی کیسی طبیعت ہے؟" فرمایا "کیا وقت ہے؟" محمد میاں سلمہ نے وقت بتلایا تو فرمایا مجھے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھا دو۔ اس دوران میں ہم سب اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے چنانچہ عزیزم محمد میاں سلمہ نے انہیں نمازیں پڑھا دیں۔ یہ شخص خدا تعالیٰ نے آسمان سے صبر اتارا تھا ورنہ ان کی گرتی ہوئی صحت بلکہ ٹھٹھاتی ہوئی زندگی نے ان کے کمرے کا جو ماحول بنا رکھا تھا اس کو برداشت کرنا میرے لئے ناممکن ہو رہا تھا۔

پھر اس دن کے بعد عجیب دور شروع ہوا۔ میرے

آبا کے وصال سے کوئی سات آٹھ گھنٹے قبل ہر روز کئی دفعہ انہیں مکمل ہوش آجاتا تھا۔ وہ گرمی عشق الہی سے پگھل رہے ہوتے تھے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی مسلسل برسات جاری ہوتی تھی۔ یہیں تقریباً ہر وقت ان کے چہرے پائپروں کے پاس ہوتی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو وہ دیکھ رہے ہیں وہ میں بھی دیکھ رہی ہوں لیکن ایسا تو نہیں تھا سوائے ایک دفعہ کے۔ یہ لکھواتے ہوئے بھی میری جان پگھل رہی ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتی ان کی ایک مسکراہٹ کو کہ وہ کیسی دلکش تھی جب انہوں نے سامنے دیکھتے ہوئے فرمایا "تو چلے" پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا "انہیں بٹھاؤ میری تیاری مکمل ہے" میں نے کہا "جی" پھر بے اختیار میرے آنسو جاری ہو گئے۔ بے شمار دفعہ فرماتے تھے محمد میاں سلمہ! سے کہو کہ حضور سے اجازت لے کر

میرے پاس چلے آئیں۔ محمد میاں سلمہ جو پاس ہی ہوتے تھے کہتے "آبا میں آپ کے پاس ہی ہوں دیکھیں میری طرف میں یہ رہا۔ مصطفیٰ میاں سلمہ اور عائشہ بیگم سلمہا کو بھی بہت پیار کرتے اور پھر حد درجہ شفقت سے ان سے باتیں کرتے رہتے یہاں تک کہ پھر بے ہوشی شروع ہو جاتی۔ ایک دن فرمایا محمد میاں سلمہ کی سجدہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا آبا محمد میاں کی دلہن تو اکثر وقت آپ کے پاس ہی رہتی ہے اور بفضلہ تعالیٰ بہت خدمت کرنے کی اسے توفیق مل رہی ہے اس کے لئے دعا کریں آپ پڑنا مانگنے والے ہیں۔ فوراً جواب دیا:

YES I KNOW

اللہ فضل فرمائے تقریباً ہر روز ابراہیم میاں سلمہ کو بلواتے تھے بہت

پیار کی باتیں اس سے کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اس سے کہا کرتے تھے کہ تم میرے لئے دعا کیا کرو کیونکہ مجھے تمہارے لئے بہت بہت دعائیں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ آخری دس دن تو ابراہیم سلمہ سارے دن کے لئے ان کے کمرے میں ان کے بلیک پر ہی رہے۔ مکرم ڈاکٹر وکیم احمد صاحب بھی اکثر وقت ہم سب کے ساتھ ہی رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت عظیم خدمت کا موقع عطا فرمایا اور وہ گویا آبا کی اولاد ہی میں شامل ہو گئے۔ میرے آبا ان کے لئے بہت دعائیں کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ہیں احمدیت سے ڈاکٹر صاحب کو بڑی محبت ہے اور انشاء اللہ وہ اپنے علم میں بھی کمال مہارت رکھتے ہیں۔

اپنی آخری بیماری میں

جب پانچ دن کی متواتر بیہوشی

کے بعد آبا کو ہوش آیا تو

اُسی دن کی بات ہے۔ ڈاکٹر

صاحب نے السلام علیکم کہا

اور طبیعت پوچھی۔ آبا نے

ہاتھ آگے بڑھایا اور صاف

کیا اور فرمایا "آپ نے میری بڑی خدمت کی ہے۔

جزاك الله احسن الجزاء في امان الله" میں

محترم ڈاکٹر صاحب کی محبت بھری بے لوث خدمت کی وجہ

سے ان کو اپنی عاجزانہ اور دردمندانہ دعاؤں میں

بفضلہ تعالیٰ انہیں نہیں بھولتی آگے بھی اللہ تعالیٰ اسی

طرح توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ میرے آبا کا کلمہ طیبہ کا

بیج جو ان کے پر نور سینہ پر رات دن لگا رہتا تھا (اور

میری بے شمار یادیں اس سے وابستہ ہیں) وہ میں نے

ڈاکٹر صاحب کو آبا کی وفات سے قریباً ایک ماہ بعد دے دیا

تھا۔ عظیم تبرک میں اپنے لئے رکھنا چاہتی تھی مگر دراصل

وہ ڈاکٹر وکیم احمد صاحب کے لئے مقدّر تھا۔ اللہ تعالیٰ

انہیں مبارک کرے۔ آمین

مرض الموت کے آخری ہفتہ میں آپ بہت ہی سنجیدہ ہو گئے اور چہرے پر ایسا اثر رہنے لگا کہ اگر بیہوش بھی ہوتے تھے تو کچھ کہنے سے پہلے یا کوئی دوا دینے سے پہلے ہم لوگوں کو گھبراہٹ ہوتی تھی کہ کہیں ہوش آگیا تو طبیعت پر ناگوار نہ گذرے۔ اس عرصہ میں جب بھی ہوش میں آئے تو صرف حضور کے بارے میں پوچھا کرتے۔ میری طرف دیکھتے رہتے میں انہیں بوسہ دیتی مگر وہ کچھ نہ کہتے۔ عائشہ کی عادت بھی میری طرح تھی۔ ایک دن میں نے عرض کی کہ میں ترس گئی ہوں خدا کے لئے کچھ تو کیئے تو فرمایا

"DARLING THE CENTURY IS OVER."

پھر اشارے سے مجھے قریب کر لیا اور

میرے رخسار پر پیار کیا۔ میں نے

عرض کی کہ آپ کو معلوم ہے نا کہ

میں احمدیت کے عظیم الشان قافلہ

کی ایک مشت غبار بھی نہیں ہوں پھر

باپ بیٹی کا ضبط کچھ دیر کے لئے

مئی ۱۹۸۵ میں فرمایا:

"یا چار دن یا چار ہفتے یا پھر چار مہینے

اس سے زیادہ وقت اب نہیں"

لوٹ گیا۔

آبا کے وصال سے چار یا پانچ دن پہلے ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت تھا مکمل بے ہوشی تھی ہم سب شدید پریشان تھے سب ان کے پاس ہی تھے کہ انہوں نے اچانک بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا مگر آنکھیں نہیں کھولیں وہی کیفیت بے ہوشی کی قائم تھی میں نے جگانے کی کوشش کی لیکن حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔ محمد میاں سلمہ اور عائشہ سلمہا نے بلڈ پریشر، بلڈ شوگر اور وٹل تنفس فوراً چیک کیا بفضلہ تعالیٰ سب کچھ ٹھیک تھا۔ عجیب وقت تھا مجھے گزشتہ باتیں یاد آ رہی تھیں کہ ایک دن مئی کے مہینہ میں مجھے بلایا اور فرمایا "یا چار دن یا چار ہفتے یا



بچہ چار مہینے اس سے زیادہ وقت اب نہیں۔ اور بعد میں مجھ سے بہت سی باتیں کرتے رہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتی رہی اور ان کے پیروں میں بیٹھ گئی۔ میں نے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو میرے دل میں القا کیا تھا:

”تیرے قدموں کے نیچے میری جنت ہے“  
آپ دعا کر رہے تھے کرتے رہے اور اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا ہوا تھا۔

### آخری لمحات

یکم ستمبر کی صبح جب اللہ جل شانہ کی منشا پوری ہونے کا وقت قریب آ رہا تھا اس وقت پلنگ کے بائیں طرف مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب اور محمد میاں سلمہ کھڑے تھے۔ پاؤں کی طرف مصطفیٰ سلمہ اور میری پیاری اچی اور قریب ہی کمرہ میں نصیب اللہ سلمہ بھی کھڑے تھے اور دائیں طرف میں عائشہ سلمہ اور محمد میاں کی دامن اور زہرہ بیگم جو میری عزیز ترین سہیلی اور میری رشتہ دار بھی ہیں کھڑے تھے۔ آبا بالکل سامنے دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دو تیز روشنیاں نظر آرہی ہیں۔ چہرے پر نور کا یہ عالم تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ میں نے نبض دیکھنی چاہی تو محترم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب نے کہا نبض نہیں ہے۔ میں آنکھوں کو دیکھ رہی تھی کہ میرے دل میں اتنی شدت

سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں ان کے منہ کے ساتھ اپنا منہ لگا کر دعائیں کروں تاکہ یہ سانس بھی خالی نہ جائیں بلکہ ایک ایک سانس درود اور اپنے رب کی کبریائی اور عظمت میں لپٹ جائے۔ میرے رب نے مجھے ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آبا کی سانسوں کو میں اپنے منہ پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ احساس یک نخت ختم ہو گیا۔ میں نے اپنا منہ ہٹایا اور مکرم ڈاکٹر صاحب سے پوچھا ”کیا اللہ کی رضا پوری ہو گئی ہے؟“ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ”جی ہو گئی ہے“ ہم سب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا

راضی ہیں ہم اُمّی میں جس میں تری رضا ہو  
صاحبزادی امہ الجمیل بیگم صاحبہ جو حضرت فضل عمر کی صاحبزادی اور حضرت اقدس مرزا طاہر احمد چھوٹی بہن ہیں اور کترین بی پناہ محبت تھی اور آبا کے گھر سے ہمیشہ پہلے ان کے پاس پہنچ

● سے: حضرت چوہدری صاحب نے آپ کی شادی پر آپ کو کیا نصیحت کی تھی؟

● ج: میری رخصتی والے دن میرے آبا نے مجھ سے فرمایا: ”دیکھو اگر کبھی تمہاری طبیعت میں کسی بات کی وجہ سے بوجھ پیدا ہو جائے تو تم مجھ سے کبھی ذکر نہ کرنا۔ مجھے کچھ نہ بتانا۔ میرے سامنے ایسے ہی ہشاش بشاش نظر آنا۔ تم تو جانتی ہو میں تمہاری تکلیف برداشت نہیں کر سکتا اور پھر ہم دونوں نے مختلف بشری پریشانیوں اور زندگی کے نشیب و فراز کے فلسفہ پر کافی باتیں کی ہوئی ہیں تم میرے خیالات جانتی ہو اور میں تمہارے خیالات سے واقف ہوں۔ ہم دونوں کا ایک ہی بات پر ایمان ہے

کہ ہر مشکل کا علاج صرف دعا ہی ہے۔ ایک بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بہت سُننے والا ہے میں نے تمہارے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور دعائیں کرنے میں مختلف طریقے اختیار کئے ہیں۔ ہر قسم کے حاجت مندوں کو میں نے اپنی درد مندانہ اور عاجزانہ دعاؤں میں الگ الگ تقسیم کیا ہوا ہے۔ ایک گروپ کے لئے جب دعا کر لیتا ہوں تو پھر اپنے رب سے عرض کرتا ہوں کہ ایک تیرا یہ بندہ جو کہ ایسا ہے، ایسا ہے اس کی ایک بیٹی ہے، لاہور چھاؤنی میں رہتی ہے نام امہ الحی ہے....“

● سے: حضرت چوہدری صاحب آپ کے پاس جب مستقل رہائش کے لئے لاہور تشریف لائے تو کوئی خاص ہدایات اگر دی ہوں تو بیان فرمائیے؟

● ج: جی ہاں میرے سپرد دو نہایت اہم ذمہ داریاں کی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی کے الفاظ میں بیان کرتی ہوں:

”میرے پاس آئیے بیٹھے۔ بہت قریب ہو۔ کے بیٹھے۔ دو باتیں ہیں آپ کے سپرد کرنے والا ہوں ہیں بہت دعا بھی کی ہے خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور آپ کو بہترین توفیق عطا فرمائے کہ آپ نہایت خوش سلوٹی سے اور وفا سے جب تک میں ہوں اپنے فرض کو نبھاسکیں آمین یا رب العالمین۔

پہلی بات: میری نمازوں کی ادائیگی ہے۔ اول وقت پر باجماعت پڑھنے کا انتظام کیجئے۔ میری جو حالت ہے وہ تو آپ دیکھ ہی رہی ہیں اس وقت کے بعد یہ

کلیتہً آپ کی ذمہ داری ہوگی کہ میری نمازیں بروقت ادا ہوں جب تک میرے ہوش سلامت رہیں نمازوں کا وقت آپ مقرر کر دیں۔

دوسری بات: میں ایک ایک دن گن گن کے گزارتا رہا ہوں کہ کب تمہارے پاس گھر جاؤں گا۔ الحمد للہ دیکھ لو اللہ تمہارے آبا کو لے آیا اب تم پر لازم ہے کہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گی اور بتنا ممکن ہو سکے اپنا وقت میرے پاس گزارو گی۔ اگر کبھی کسی بہت ہی ضروری کام سے باہر جانا ہو تو کم از کم تین دن پہلے مجھے اطلاع ہونی چاہئے تاکہ میں اپنے آپ کو تمہاری جدائی کے لئے تیار کروں۔ مصطفیٰ میاں سلمہ اور عائشہ بیگم سلمہ جب کالج سے واپس آئیں تو ہوم ورک میرے کمرے میں ہی کیا کریں۔ ہم سب اکٹھے دوپہر کا کھانا اور رات کا کھانا کھایا کریں گے، انشاء اللہ۔ ابراہیم میاں سلمہ جب چاہے میرے پاس آ سکتا ہے اور جتنی دیر کے لئے وہ چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

گرمی عشق سے پھل رہے ہوتے تھے  
اور آنکھوں سے آنسوؤں کے مسلسل  
برساتے جاری ہوتے تھے۔

میری اماں کی طرف دیکھ کر فرمایا ”اگر آپ بھی اس پروگرام میں شامل ہو جائیں تو یہ مجھ پر بڑی عنایت ہوگی۔“ اس عرصہ میں ایک مختلط اندازہ کے مطابق میں صرف پانچ دفعہ گھر سے باہر گئی ہوں جبکہ ایک دفعہ انہوں نے گاڑی بھیج کر مجھے واپس بلالیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت تسلی بخش انتظام ہو گیا۔ نمازیں پڑھانی تو مصطفیٰ میاں سلمہ کے سپرد کر دیں وہ اللہ تعالیٰ کے محض خاص فضل و کرم سے ۱۴ نومبر ۱۹۸۳ سے لے کر ۱۴ ستمبر ۱۹۸۴ تک بڑے سنوار کر اور مستعدی سے یہ فرض ادا کرنے کی توفیق



پاتے رہے۔

میرے آبا کی صحت اتنی خراب رہنے لگی کہ مصطفیٰ میاں سلمہ نے تقریباً رات اور دن علاج معالجہ کے تمام ممکنہ فرائض ادا کرنے شروع کر دیئے۔

نسب اللہ سلمہ میرے پاس ۱۹۷۴ء سے رہتے ہیں وہ میرے بچوں ہی کی طرح ہیں انہیں بھی مصطفیٰ میاں سلمہ کے ساتھ ڈیوٹی پر لگا دیا گیا۔ میرے آبا کا دیرینہ خاص ملازم محمد اسماعیل بھی حاضر رہتا تھا اور یہ عاجزہ بھی جتنا وقت دن کو ممکن تھا آبا کی خدمت میں رہتی۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو پھر میرا معمول بن گیا کہ آبا کے پاس

سارا وقت گزارا کرتی "زندگی تیز دھار تلوار کے مانند ہوتی ہے"

بھی۔ نرسنگ کے بعض

فرائض میں نے اپنے ذمہ لے رکھے تھے وہ آخری وقت تک میں سرانجام دیتی رہی۔

چاہے تو آسان بنادے

تھا۔

۱۷ ستمبر ۱۹۸۴ء کو مصطفیٰ میاں

سلمہ جب اپنی تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہوئے تو نمازوں کی ادائیگی کے فرائض نصیب اللہ سلمہ کے سپرد کر دیئے گئے اور ادویات میرے سپرد ہو گئیں اور نرسنگ کے فرائض بھی میری اور نصیب اللہ سلمہ کی ذمہ داری ہو گئی۔ اسماعیل کے سپرد کھانا کھانے کا کام رہ گیا۔ تقریباً ہر کھانے کے وقت میں موجود ہوتی تھی یا پھر میری امی۔ عائشہ کے سپرد بلڈ شوگر کا ٹیسٹ اور انسولین کے ٹیکے لگانے کی ذمہ داری ہوئی۔ بلڈ شوگر کا ٹیسٹ روزانہ دو دفعہ کرنا ہوتا تھا سوائے اس کے کہ رات کو ضرورت پڑ جائے جو تقریباً روزانہ کا معمول تھا۔ نصیب اللہ سلمہ کی غیر حاضری میں عائشہ سلمہ آبا کے پاس رات کو ہوتی تھی اور نمازیں اس کے ابو پڑھا دیتے

تھے۔ آبا کا کھانا آماں اپنے سامنے تیار کرواتی تھیں۔

● س: حضرت چوہدری صاحب کے قیام لاہور کے دوران ان سے ملاقات کرنے کے لئے کیا طریقہ رائج تھا؟

● ج: جب لاہور گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو ملاقاتوں کی تعیین اور وقت مقرر کرنا میرے اور میرے میاں کے سپرد ہوا کرتا تھا۔ جب آپ مستقل طور پر یہاں گھر تشریف لے آئے تو طبیعت چونکہ بہت ناساز تھی اس لئے یہ انتخاب کرنا کہ کن صاحب سے ملاقات خرابی صحت کے باوجود بھی ضروری تھی یہ میری ذمہ داری تھی۔ یہ بڑے مشکل فیصلے ہوا کرتے تھے۔ کسی کو انکار کرنا (خصوصاً ان لوگوں کو جن کے بارہ میں یہ شک نہیں ہو سکتا کہ

کسی دنیاوی فائدہ کے لئے ملنا چاہتے ہیں بلکہ محض حضرت بانی

سلسلہ احمدیہ کے رفیق کی ایک بار پھر زیارت کرنا چاہتے ہیں) ناممکن ہو جاتا

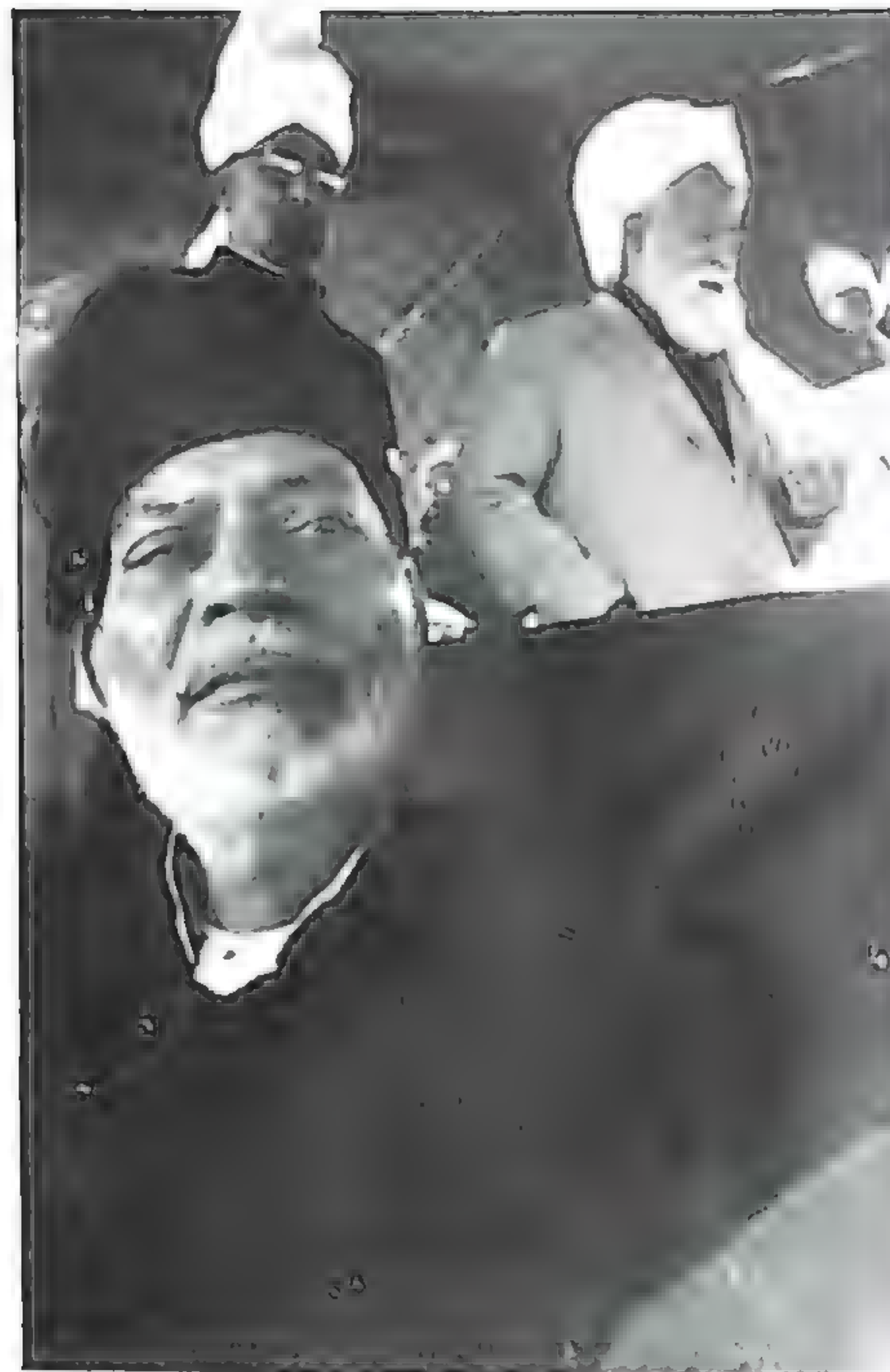
تھا۔

خدا تعالیٰ کے بے شمار فضل اور کرم ہوں اور میرے

آبا اپنے گھر میں اپنی عاجز اور محبت کرنے والی اولاد میں موجود ہوں اور ان کی ذاتی خدمت کرنے والوں میں ان کی بیٹی ان کے داماد (جو ان کے بھتیجے بھی ہیں) اور ان کے نواسے اور نواسی کے علاوہ متعدد ملازمین پر مشتمل سات اور بعض عزیز واقارب جو تقریباً تمام دن حاضر رہا کرتے تھے سب موجود ہوں تو پھر خدا تعالیٰ کی ان عظیم مہربانیوں میں کسی باہر کے آدمی کو تکلیف دی جاتی۔ اس کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ الحمد للہ کلینک خود افراد خانہ کو یہ فرض آبا جان کی خواہش کے مطابق سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

● س: اپنی جائداد کے بارے میں حضرت چوہدری صاحب نے آپ سے کیا فرمایا؟

● ج: میں ۱۹۶۳ء میں لندن تھی ایک دن آبا



دہلی کا تاریخی جلسہ مصلح موعود ۱۹۴۴ء



تاریخی جلسہ میں حضرت مصلح موعود کے تاریخی خطاب کا ایک منظر شیخ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء منعقدہ ریلوے۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب حضرت مصلح موعود کا خطاب سننے میں مجاہد ہیں۔



## سلطان البیان کی زبان — فطراف اللہ خان

”حضرت مصلح موعود نے ایک مجمع میں ان کو میری زبان کہہ کے بھی پکارا تھا“

(روایت حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادریانی)

(افضل ۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء)



مذاہب عالم کانفرنس بمیلے ۱۹۲۲ء (انگلستان) میں حضرت مصلح موعود کا مقالہ پڑھنے کی سعادت حضرت چوہدری صاحب کے حصہ میں آئی۔ مقالے سے قبل

حضرت مصلح موعود کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

## ومیلے کانفرنس ۱۹۲۲ء میں شرکت کرنے والا جماعت احمدیہ کا وفد



کرسیوں پر (دائیں سے بائیں): حضرت چوہدری محمد فطراف اللہ خان صاحب۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درود۔ حضرت مصلح موعود۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب تیر۔

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر۔

فرش پر: حضرت ملک غلام فرید صاحب۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادریانی۔

کھڑے ہوئے: حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ حضرت مولوی محمد الدین صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے۔



وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے



لندن میں قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث سے بیعت کا منظر (۱۹۶۷ء)

اپنے آقا کا پُر تپاک استقبال



اگست ۱۹۵۳ء میں کراچی رسی اسٹیشن پر حضرت چوہدری صاحب  
اپنے آقا حضرت مصلح موعود کا استقبال کر رہے ہیں

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا



حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب حضرت مصلح موعود کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں



اپنے آقا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ شریکِ طعام ہونے کی سعادت



إلهامی دُعا کے حقیقی مصداق کا خوش نصیب رفیق

طَوَّلَ اللهُ عُمَرَكَ - أَطَالَ اللهُ بَقَاكَ - كَمَّلَ اللهُ رِعَاكَ

(الهامی دُعا حضرت باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ) (تذکرہ)



پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ جنرل یحییٰ خان، اوپن اجلاس کے صدر۔ عالمی عدالت انصاف کے سربراہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان

(تاریخ وفات یکم ستمبر ۱۹۸۵ء بمقام ۹۳ سال)



برٹش پارلیمنٹ کی عمارت میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب



حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنے آقا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ساتھ





عالمگیر جماعتی مصروفیات  
کے چند مناظر

دائیں سے بائیں: محترم سید میر داؤد احمد صاحب، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر احمت اللہ خان صاحب،  
محترم مولانا ابوبکر ایوب صاحب آف انڈونیشیا۔



حضرت چوہدری صاحب ایک تقریب میں بعض نامور احمدی وکلاء کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں



دورہ سیرالیون ۱۹۷۳ء کی ایک تصویر۔ حضرت چوہدری صاحب نے سیرالیون کا روایتی لباس پہنا ہوا ہے

اس تاریخی گروپ فوٹو میں جماعت احمدیہ دہلی کے جناب کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نامور شیعہ موبائی سکر حضرت مولانا اجمل الدین صاحب شمس، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی اور مولانا نذیر احمد صاحب متبرک کے درمیان کھڑے ہیں۔



داعیان الی اللہ کے قافلہ کے درمیان - فروری ۱۹۳۶ء میں دہلی میں شیعہ پر لگائی ایک یادگار تصویر



تشریف میں وٹوود — استقبالیہ نعروں کا جواب



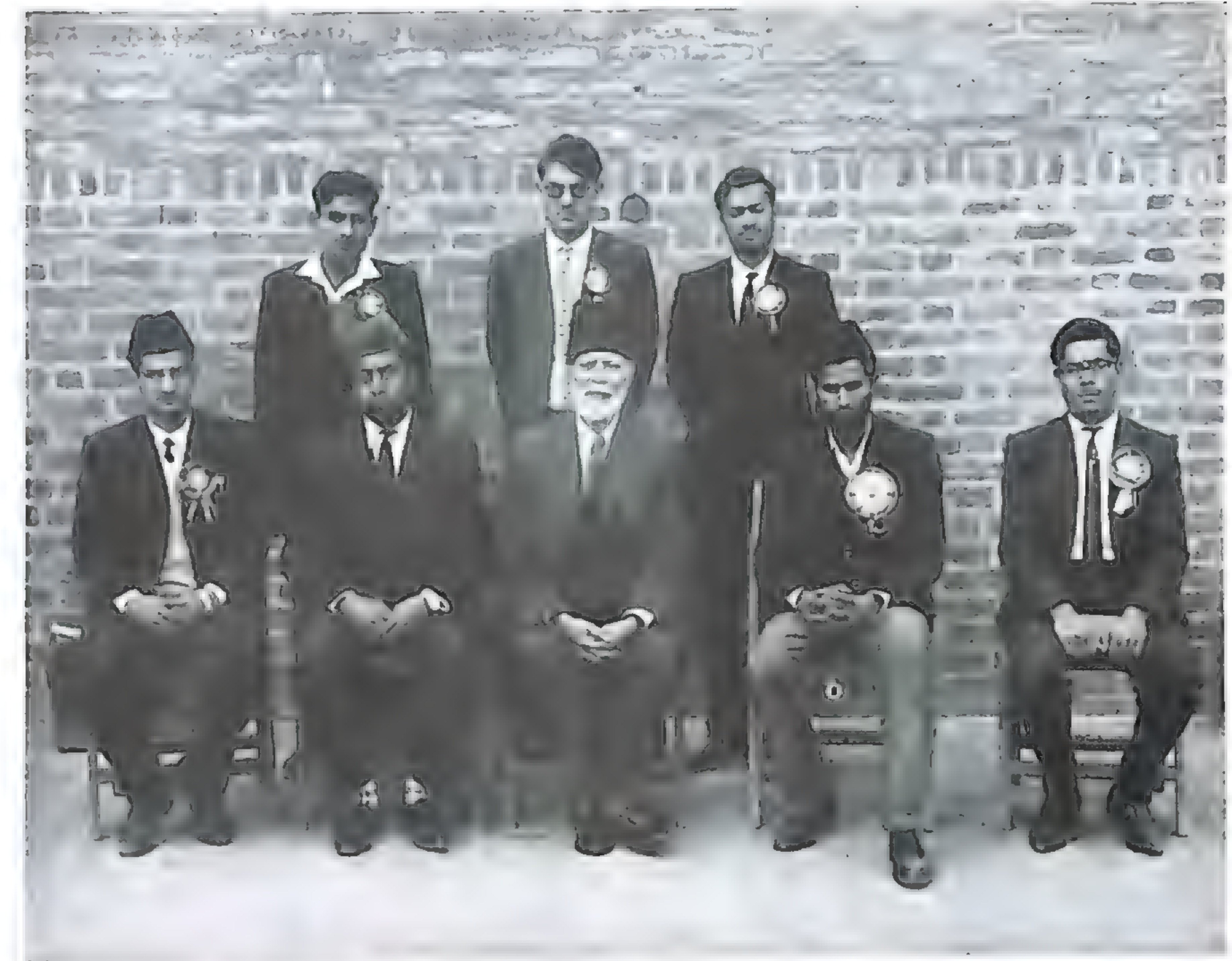
تصویر میں حضرت چودری صاحب کے علاوہ مہترم اشیر اعظم خان صاحب فریق اور مہترم عزیز دین صاحب (مردم)، سابق نئی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ برطانیہ نمایاں ہیں



جماعت احمدیہ انگلستان کی ایک تقریب



احمدی طلباء کی دلداری اور حوصلہ افزائی



کالج کے احمدی طلباء کے ہمراہ (۱۹۶۵ء)

جس کا بجز و نیاز مسک تھا

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ



حضرت چوہدری صاحب جماعت احمدیہ انگلستان کی ایک تقریب میں دعا کروا رہے ہیں



لندن کے ویسٹمن پارک میں چپل قدمی کرتے ہوئے



جامعہ احمدیہ ربوہ کے بعض اساتذہ اور طلباء کے ہمراہ (۱۹۶۵ء)



پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی کا ایک تاریخی اجلاس



حضرت چوہدری صاحب پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے تشریف فرما ہیں اور وزیر اعلیٰ پاکستان کی تقریریں رہے ہیں (۱۹۴۷ء)

سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر  
معرکہ آراء تقریر کا ایک منظر

حضرت چوہدری صاحب نے اس مسئلہ پر سات گھنٹے تقریر  
کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا



سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر بحث میں حصہ لینے کے بعد پاکستان پہنچنے پر ایک پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب



## ”ہوگا چیف جسٹس ظفر اللہ خان۔ نصر اللہ خان کا بیٹا“

(حضرت چوہدری صاحب کی والدہ محترمہ کا ایک رؤیا)



یہ مبشر خواب ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء کو عالمی عدالت انصاف ہیک کے چیف جسٹس بننے پر بڑی شان سے پورا ہوا

اس کی کمال اطاعت اور فرمانبرداری ہی لازم ہے۔ یہی قادر و کریم کا حکم ہے۔  
اب میں اسی ضمن میں آبا کی قدرتِ ثانیہ سے وابستگی کا ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔

حضرت فضل عمر نے ایک دفعہ میری پیاری اماں سے فرمایا کہ اب امۃ الحجی کی شادی کر دینی چاہئے کیونکہ بعض لوگوں کی وجہ سے میری طبیعت پر برا بوجھ ہے۔ بعض اصرار کرتے ہیں کہ اس رشتہ کی اگر آپ اجازت دے دیں تو ہماری یہاں بات بن سکتی ہے۔ چوہدری صاحب کے پاس جب جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میری امۃ الحجی کی شادی تو ہو چکی

احمدیت سے۔ فلاں لوگ آئے تھے پہلے بھی کئی دفعہ آچکے ہیں۔ اب کی بار آئے تو میں نے کہا کہ اگر تو آپ نے میری بیعت کی ہے تو میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ امۃ الحجی سے

نہیں بلکہ اس کی خالہ زاد بہن طلعت جو جنرل نذیر احمد صاحب کی بیٹی ہے سے اپنے لڑکے کی شادی کر لیں۔ جہاں تک امۃ الحجی کا سوال ہے اگر میں چاہوں تو میں آپ کو یہ بھی کر کے دکھا سکتا ہوں۔ یہ پرہ دار جو اس دروازے کے باہر کھڑا ہے میں اپنی امۃ الحجی کی شادی اس سے کر دوں کیونکہ امۃ الحجی نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔ آبا کو جب یہ بات میری اماں نے بتائی تو فوراً اتانے فرمایا ”تو پھر کر دینی تھی“ اطاعت کا کیسا دلفریب نظارہ ہے۔

● سہ: حضرت چوہدری صاحب کی تجہیز و تکفین کے انتظامات کی کچھ تفصیل بیان فرمائیں؟

● جہ: جس مکرمہ میں میرے آبا کی وفات ہوئی یہ

مجھ سے ملنے تشریف لائے تو ان کے پیارے چہرے پر عجیب اثر تھا میں سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ عرض کی کیا بات ہے؟ فرمایا تخلیق میں تم سے خاص بات کرنی ہے چنانچہ ہم دونوں کمرے میں آگئے۔ فرمایا:

”وہ جو ہوتے ہیں ناہجن کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے ہوتے ہیں اور بالوں میں دھول ہوتی ہے وہ اللہ کے بڑے لاڈلے ہوتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت مال و دولت عطا فرمائی مگر اپنے لئے یا تمہارے لئے کچھ نہیں رکھا۔ میں آج تم سے یہ اجازت لینے آیا ہوں کہ آئندہ بھی اپنے اللہ سے ایسا ہی کرنے کی توفیق مانگتا رہوں گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں اسے جان ظفر کچھ نہیں ملے گا۔

میں نے تمہیں اور بچوں کو اللہ کے سپرد کیا اور وہ بہت کافی ہے۔ کیا تمہیں منظور ہے؟“

میں ان سے لپٹ گئی اور بہت پیار کیا پھر ضبط ٹوٹ گیا..... میں نے عرض کیا ”میری جان مجھے ہر رنگ میں منظور ہے بس اپنے رحم سے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو آخری سانس تک یہ توفیق ملتی چلی جائے۔ میرا رازق میرا رب ہے اور وہ میرے لئے بہت کافی ہے۔“

● سہ: حضرت چوہدری صاحب کی قدرتِ ثانیہ کے مظاہر سے محبت کا کوئی اہم واقعہ بیان کریں۔

● جہ: ہم باپ بیٹی میں اس فلسفہ پر تقریباً روزانہ ہی بات ہوا کرتی تھی کہ درحقیقت ساری رحمتیں نبوت کے سرچشمہ سے چھوٹی ہیں اور اسی کے تابع قدرتِ ثانیہ کا نظام اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک عظیم احسان ہے اور

”مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا کیا مگر اپنے لئے یا تمہارے لئے کچھ نہیں رکھا۔ میں آج تم سے یہ اجازت لینے آیا ہوں کہ آئندہ بھی اپنے اللہ سے ایسا ہی کرنے کی توفیق مانگتا رہوں گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں اسے جان ظفر کچھ نہیں ملے گا۔

میں نے تمہیں اور بچوں کو اللہ کے سپرد کیا اور وہ بہت کافی ہے۔ کیا تمہیں منظور ہے؟“

● سہ: حضرت چوہدری صاحب کی تجہیز و تکفین کے انتظامات کی کچھ تفصیل بیان فرمائیں؟

● جہ: جس مکرمہ میں میرے آبا کی وفات ہوئی یہ



مرہ میری اُمی کا ہے اور اس مرہ کا نقشہ میں نے ہی ۱۹۶۰ء میں بنایا تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ مع حضرت خالد جہان منصورہ بیگم صاحبہ آخری سات سال میں جب بھی لاہور تشریف لاتے تو اسی مرہ میں قیام فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بہت خوبصورت جگہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی مرہ میں ایک اور بہترین چاند جلوہ افروز ہوا یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ بھی مع حضرت آپا آصفہ بیگم صاحبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ اس مرہ کے کُل رقبہ تقریباً ایک ہزار مربع فٹ ہے اور یہ تین حصوں پر مشتمل ہے ایک بڑی لاؤنج (LOUNGE) ایک چھوٹی لاؤنج اور پھر بیڈروم (BED ROOM)۔ میرے آبا، اُمی اور میں نے اس مرہ کا آبا کی رہائش کے لئے انتخاب کیا اور یوں آبا گیسٹ ہاؤس سے بڑی حویلی کے اس مرہ میں قیام پذیر ہوئے۔

اسی مرہ کی تاریخ میں پھر یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کی صبح بھی آئی۔ میں نے محمد میاں سلمہ، مصطفیٰ میاں سلمہ، مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب، نصیب اللہ سلمہ اور عبدالملک صاحب کو آبا کے اس آخری غسل دینے کے فرائض سونپے میں نے مکرم طاہر احمد ملک صاحب قائد مجلس خدام الاحیاء ضلع لاہور کو پیغام بھیجا کہ وہ جلد از جلد اس عاجز سے ملنے اندر تشریف لے آئیں۔ میں تیرہ کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی میں نے ان سے عرض کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں کتنا سامان ہے آپ میرے آبا کا پلنگ، بیڈ سائڈ (BEDSIDE) میز اور ان کے لیپ اور باقی تمام سامان جو آپ کی طرف کے حصہ میں رکھا ہوا ہے اسے ہمارے گیسٹ ہاؤس خاص میں اپنی نگرانی میں حفاظت

سے رکھوادیں اور قالینوں کو بھی۔ ملک صاحب نے کہا آپ نہ کریں یہ کام میں فوراً کروانا شروع کر دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے وہ انتظام کر وادیا۔ جزاک اللہ۔ غسل کا انتظام بھی مرہ میں ہی ہوا جس لاؤنج میں میرے آبا ابدی نیند سو رہے تھے اس مرہ میں ادویات اور گوسیاں پہلے ہی سے نہایت قرینے سے رکھی ہوئی تھیں۔ یہ سارا سامان میری سیلی زہرہ بیگم اور میری ایک خادمہ نے مجھے معلوم نہیں کتنے لوگوں کے ساتھ مل کے وہاں سے ہٹایا اور میرے گرمیوں کے استعمال والے مرہ کو جانے والی گلی میں رکھوا دیا۔ میں نے صرف اپنے آبا کی ٹوپی، کھڑی، کنٹیکٹ لینز (CONTACT LENSES) کی ڈبیہ اور مشک کے عطر کی ایک شیشی اور قرآن کرم اور ان کی ایک گدی خود اپنے مرہ میں جا کر رکھی سیلیپر تیں پہلے ہی بھجوا چکی تھی۔ الماری جو مافٹ چوڑی ہے اس میں اُمی کی چیزیں ہو کر تھیں اور ایک چھوٹے سے حصہ میں میرے

آبا کا سامان ہوتا تھا اس حصہ کو سربراہ کر دیا گیا۔ میں سارا وقت وہیں رہی۔ محمد میاں سلمہ اور مصطفیٰ میاں سلمہ نے میرے آبا کے کپڑے جو انہوں نے اس وقت پہن رکھے تھے وہ مجھے لا کے دیئے۔ دونوں بچوں کی آنکھوں کا رنگ سُرخ ہو رہا تھا لیکن ذرہ ذرہ اپنے رب کی رضا پر راضی تھا۔ ساری تیاری مکمل ہو گئی حضور کے حکم کے ماتحت تدفین کے وقت کا فیصلہ بھی ہو گیا اور لاہور سے ربوہ لے جانے کے انتظامات بھی ہو گئے۔ شفا میڈیکو لاہور کی تین انٹرنڈیشنل ایمبولینس گاڑیوں میں سے جس گاڑی میں میرے پیارے آبا کا جسدِ عنصری لاہور سے

محترمہ امۃ المحی صاحبہ کی پیدائش کے متعلق رہا حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

مئی ۱۹۳۶ء میں والدہ صاحبہ نے روایا دیکھا کہ کوئی خادم ایک طشتری لایا ہے جس میں ام کی قسم کے پانچ عدد پھل اور پانچ روپے رکھے ہیں اور ایک طلائی زیور ہے جسے پنجابی میں تیلایا تیلی کہتے ہیں جو ناک میں پہنا جاتا ہے۔ اس خادم نے والد صاحب کا نام لیا کہ وہ یہ پھل لائے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ یہ تو وہی پھل ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ بچے کا تو میں خود طشتری میں رکھ کر لاؤں گا۔

چنانچہ صبح ہونے پر والدہ صاحبہ نے میری بیوی کو یہ روایا سنایا اور دریافت کیا کیا اس کے پورا ہونے کے آثار ہیں؟ اس نے کچھ حجاب کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ اسے خود بھی پورا یقین نہیں تھا کہ وہ دیا نہیں ابھی تو کوئی آثار نہیں۔ والدہ صاحبہ نے کہا تم انکار کرتی رہو مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بڑی صفائی سے اطلاع دے دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس بشارت کو پورا کرے گا۔

چنانچہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۷ء کو غریزہ امۃ المحی پیدا ہوئی۔ اس کے پیدا ہونے سے چند گھنٹے قبل والدہ صاحبہ نے میری بیوی سے کہا لڑکی پیدا ہوگی کیونکہ میں نے ابھی غودگی کی حالت میں دیکھا کہ مکان میں بہت چل پہل ہے اور لوگ کہتے ہیں: ”بی بی آئی ہے بہت خوبصورت“

(میری والدہ صفحہ ۸۷، ۸۸)

ربوہ لے جایا گیا اس گاڑی میں میرے دونوں بیٹوں محمد میاں اور مصطفیٰ میاں کے علاوہ شفا میڈیکوز کے مالک چوہدری سمیع اللہ صاحب بھی تھے جو خود اس گاڑی کو چلا کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برصاوت عطا فرمائی۔ جزاک اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میرے جن عزیز و محترم بھائیوں کو اپنے اس عاجز پیارے بندے کی رات دن دل و جان سے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی وہی سمیع و بصیر خدا انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ خاکسار ان سب کی نہایت ہی ممنون ہے بفضل اللہ ۱۹۷۴ء سے ان سب کے لئے دعاؤں کی توفیق ملتی رہی ہے اور دعاگو ہوں کہ آئندہ بھی ایسے ہی توفیق ملتی رہے جب تک مجھے زندہ رہنا ہے۔ آمین۔ خاکسار مختلف انتظامات کی توفیق پانے والوں کی بھی بہت ممنون ہے۔

میں آبا کے بارے میں بہت سے موضوعات پر بفضلہ تعالیٰ بہت کچھ کہہ سکتی ہوں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر صرف چند دنوں کی کچھ باتیں بتاتی ہیں تاکہ ان کی گھریلو زندگی اور آخری ایام کی ایک جھلک میرے وہ عزیز بھائی اور بہنیں جو اس انٹرویو کو پڑھیں دیکھ سکیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مرتبہ: چوہدری عبدالرشید۔ لاہور)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار : جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار  
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب : کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب  
اسے دے چکے مال و جاں بار بار : ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار  
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے : وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے  
(دردِ شہین)



انگریزی سے ترجمہ

# میری خوش نصیبی کی ایک درخشندہ علامت

چوہدری صاحب ایسی عظیم المرتبت شخصیت سے متعارف ہونے کا خصوصی شرف

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اثر و جذبے میں ڈوبے ہوئے تشریف

کما حقہ مستفیض ہونے کے لئے ایک دن پہلے ہی اپنے طور پر بھی ان کے بارہ میں تیاری کر لینی چاہیے اور یہ کہ جو کچھ دن بھر میں پڑھایا گیا اُسے اُسی روز دہرا لینا چاہیے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔ تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ مجھے اپنے ذہن میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔ جب کبھی کسی تعلیمی سفر پر جانا ہو یا سیر و تفریح کے لئے سفر کا موقع پیدا ہو تو ذہنی وسعت کے تعلق میں پیش آمدہ سفر سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے کیونکہ مختلف مقامات کے سفر انسان کی دلچسپیوں کے دائرہ میں وسعت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

ذاتی طور پر میرا پہلا رابطہ ان سے اُس وقت ہوا جب اکتوبر ۱۹۶۶ء میں میں نے کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان کا سفر اختیار کیا ہمارا جہاز جس کا نام پی اینڈ او فرینکونیا (P & O FRANKONIA) تھا رورپول میں لنگر انداز ہوا۔ وقت صبح کا تھا، سردی شدید اور گھر ہر طرف چھائی ہوئی، ایسے وقت اور ایسے موسم میں چوہدری صاحب اپنے بھتیجے سے ملنے کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے جو فرینکونیا

خوش نصیبی کی علامت کے طور پر مجھے اپنی زندگی میں جن عظیم ترین شخصیتوں سے متعارف ہونے کا خصوصی شرف حاصل ہوا ان میں سے ایک حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تھے۔

میں نے چوہدری صاحب موصوف کو پہلی مرتبہ ۱۹۶۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر دیکھا۔ اُس وقت میری عمر آٹھ سال کے لگ بھگ ہو گئی۔ ان کی اُس وقت کی شکل و صورت اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اور ذہنی طور پر اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ان کی من موہنی شخصیت میں بلا کی جاذبیت تھی۔ میرا خیال ہے کہ چوہدری صاحب کو پہلی مرتبہ مجھ سے جان پہچان اُس وقت ہوئی جب والد محترم نے ۱۹۶۰ء میں میرے مستقبل کے بارے میں بذریعہ خط ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان کا جواب آیا کہ میں عربیہ کے لئے دعا کروں گا اور ساتھ ہی خط میں تین نصیحتیں بھی تحریر فرمائیں پہلی نصیحت یہ تھی کہ مجھے اپنی صحت کا بہت خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ترقیات کا سارا دار و مدار صحت پر ہوتا ہے۔ دوسری نصیحت حصول تعلیم سے متعلق تھی اور وہ یہ کہ کلاس میں اگلے روز جو لیکچر دیئے جانے متوقع ہوتے ہیں ان سے

آپ کے خدمتے ہمارا نصیب العین  
آپ کی توانائی و تازگی کے لئے ربوہ میں  
جوس کی پہلی دکان — ہر قسم کے جوس،  
بلک شیک — سیب، کیلا وغیرہ — نیپز  
گاجر کا جوس — مالٹا کا جوس۔

گھر لے جانے کے لئے پکنگ کا بہترین انتظام ہے۔  
عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام ہے

## ربوہ جوس کارنر

بشارت مارکیٹ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

پروپرائٹر: لطیفہ احمد



ہر قسم کی گاڑیوں کے سفری پتے سفر کریں اور پکائی پیشکش

## میاں بھائی

۱۰ منسکری روڈ، لاہور۔ فون نمبر: 223372  
223373

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هو التمام

## کراچی میں

معیاری سونا سے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے شریف لائسنس  
السرف جیولرز

۱۶ - خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری - شمالی ناظم آباد - کراچی

فون نمبر: ۶۱۷۰۶۹



جہان میں میرا ہم سفر تھا۔ اُس زمانہ میں چوہدری صاحب ہندوستان کی وفاقی عدالت کے جج تھے۔ جب ہم جہاز سے اترے تو میرے بھاری بکس جن میں میں نے ریاضیات کی کتب بھر رکھی تھیں کسٹم والوں کے شدید پڑے ہوئے تھے۔ جنگ کے بعد کے حالات کی وجہ سے وہاں قتل و غارتگری تھی۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مجھ سے کہا کہ بکس کو ایک طرف سے تم پکڑو اور دوسری طرف سے میں پکڑتا ہوں ہم مل کر اس کو اس ٹرین تک لے چلتے ہیں جو مسافروں کی منتظر ہے۔ ایک ناچیز طالب علم کے لئے یہ ایک بڑا حیران کن استقبال تھا کیونکہ اُسے اس سے قبل اتنی عظیم شخصیت کی طرف سے اپنے مرتبہ و مقام سے اس درجہ بے نیازی کے مظاہرے کا پہلے کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا۔

ہم نے لندن تک اسٹکھ ہی سفر کیا۔ سفر کے دوران وہ مجھے بتلاتے رہے کہ انگلستان کے دیہی علاقہ میں کیا کیا حسن پنہاں ہیں۔ وہ برطانیہ کے دیہی علاقوں کے قدرتی مناظر کے بے حد دلدادہ تھے۔ موسم بہت سرد تھا انہوں نے یہ دیکھ کر کہ سردی کے زیر اثر مجھ پر کسی قدر کپکپی طاری ہے اپنا ایک گرم کوٹ جو بہت دیر اور موٹا تھا مجھے عنایت کیا۔ یہ کوٹ چالیس سال تک زیر استعمال رہنے کے باوجود آج بھی گھر کے اندر قابل استعمال حالت میں موجود ہے۔

میری دوسری ملاقات ان سے ۱۹۵۱ء میں ہوئی جب وہ پاکستان کے وزیر خارجہ تھے اور پرنسٹن انسٹیٹیوٹ میں جو اعلیٰ تعلیم کی ایک درس گاہ ہے تشریف لائے تھے۔ میں اُس وقت اس ادارے کا فیلو تھا۔ میں نے ان کی صحبت میں دو دن گزارے۔ وہ اُس وقت اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مجھے اُس وقت ان کی محبت میں مشرقی ساحل پر بعض تاریخی مقامات دیکھنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اقوام متحدہ کے فورم میں فلسطین

کے عربوں، لیبیا، مراکش اور کشمیر کی حمایت میں ان کے جو زبردست معرکے انتہائی بلند پایہ جریفوں سے ہو رہے تھے ان کے پیش نظر میرے ذہن میں جو غالب تصویرانگے بارے میں اُس وقت ابھرا وہ یہ تھا کہ وہ ایسے شخص نہیں جو منہسی خوشی رک پہنچانے کا کوئی موقع حرلیفوں کے ہاتھ آنے دیں۔

ان کی شخصیت کو اچھی طرح سمجھنے کا مجھے اس وقت موقع ملا جب ۱۹۷۳ء میں وہ بین الاقوامی عدالت کے صدر کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر نیت الفضل لندن کے احاطہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ میری رہائش بھی قریب ہی کمپین روڈ پر تھی۔ انہوں نے ازراہ نوازش میری پیشکش منظور کر لی تھی کہ جب میں لندن میں ہوں تو اتوار کے دن وہ ناشتہ میرے ساتھ کیا کریں۔ ناشتہ کی یہ دعوت بس ناشتہ کی حد تک ہی محدود ہوتی تھی کیونکہ وہ دن بھر قرآن کریم، احادیث نبوی اور دیگر گراں مایہ دینی کتب کے انگریزی تراجم کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ ان کے روزمرہ کے کام کا آغاز بڑی باقاعدگی سے نو بجے صبح ہو جاتا تھا۔ اتوار کو بھی وہ کام کرتے تھے اور ان کے کام میں کوئی مداخلت ممکن نہ تھی۔

ناشتہ پر ہونے والی یہ ملاقاتیں بڑی یادگار نوعیت کی تھیں۔ ان مواقع پر کبھی کبھی ان کی زندگی کے بعض واقعات کا تذکرہ چھڑ جاتا تھا جن کو انہوں نے اپنی کتب اور ان میں سے بھی بالخصوص اپنی آخری تصنیف "سٹریٹ آف گاڈ" میں بڑی خوبصورتی اور خوش سلوکی سے قلمبند کیا ہے لیکن اس کتاب میں وہ تفصیل موجود نہیں جو وہ ان مواقع پر بیان کرتے تھے مثال کے طور پر کتاب مذکور کے صفحات ۶۷ تا ۶۹ میں وہ مسٹر چرچل کے ساتھ اپنی معرکہ آرائی کی کہانی بیان کرتے ہیں لیکن کہانی کے ابتدائی حصوں کا انہوں نے ذکر نہیں کیا جبکہ انڈین

کیا مجال جو اپنے موقف سے بال برابر بھی ادھر ادھر ہوں۔ سوالات کرنے والے اپنے مطلب کی کوئی بات ان کے منہ سے نہ نکلا سکے۔ تمام جرح کرنے والوں کے بالمقابل وہ اپنے نقطہ نظر پر مضبوطی سے جھے رہے۔

پورے ایک دن یہ ڈرامہ دیکھنے کے بعد پنجاب مسلم لیگ کے مندوب نے محسوس کیا کہ مسٹر چرچل جیسے زبردست برقی قابل پر جرح کرنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ دوسرے دن صبح کے وقت سیکرٹری آف سٹیٹ نے میٹنگ شروع ہونے سے قبل برسیل تذکرہ اس مندوب (یعنی چوہدری محمد ظفر اللہ خان مترجم) سے پوچھا "کیا آپ کا ارادہ ہے کہ مسٹر چرچل سے کچھ سوالات کریں؟" اس نے جواباً کہا "نہیں جناب! میرا خیال ہے کہ ایسا کرنا سبھی لاجل کے مترادف ہوگا" مندوب نے سوچا کہ مسٹر چرچل ایوان کے سب سے زیادہ ہوشیار مقرر و مناظر ہیں

ان کی صلاحیتیں نہایت ہی سے جن میں انہوں کو دو مینین سٹیٹس کے حوالہ نے ہندوستان (نوآبادیاتی درجہ) دیئے جانے کی حمایت کی ہے ان پر گرفت کرنے کی کوشش بے فائدہ ہوگی۔ کیا آج دیکھا نہیں کہ وہ کس طرح ایسے سوالوں سے دامن بچا کر نکل جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ دو مینین سٹیٹس کے حامی ہیں لیکن دو مینین کا درجہ (STATUS) الگ چیز ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی اجازت ہونا اور اختیار کو عملی جامہ پہنانے کا اہل قرار پانا بالکل الگ بات ہے ہندوستان کو نوآبادی کا درجہ (سٹیٹس) تو پہلے ہی حاصل ہے۔ پیرس کی امن کانفرنس میں اس نے وہی بیخبر معاہدہ و رسائی پر اس کے دستخط ثبت ہیں، لیکن آئین شری کا بھی وہ رکن ہے۔ یہ تو ہوا سٹیٹس لیکن ان کے نزدیک

پارٹی کے سردار بوٹا سنگھ نے عجب ترقی میں آکر مسٹر چرچل پر جرح کی اور اس کے نتیجے میں جو تفصیل طبع کا مواد فراہم ہوا اُس کی طرف بھی انہوں نے کوئی اشارہ نہیں کیا ان کی طرز نگارش میں جو عجیب حلاوت پائی جاتی ہے اس کو واضح کرنے کے لئے میں اس جگہ بطور مثال ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو ان کی کتاب میں مذکور ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"جائزٹ سیلیکٹ کمیٹی کے سیکل اجلاس ۱۹۳۳ء کے موسم بہار میں شروع ہوئے۔ اس کمیٹی کے سامنے مختلف نوعیت کے بہت سے گواہ پیش ہوئے جن میں ہندوستانی اور انگریز شامل تھے اور وہ مختلف نقطہ ہائے نظر اور مفادات کی نمائندگی کرتے تھے کمیٹی نے ان کے بیانات سنے اور ان پر جرح کی۔

اس کمیٹی کی کارروائیوں میں شمولیت ایک نہایت ہی معلومات افزا تجربہ ثابت ہوئی۔ کمیٹی کے سامنے جو گواہ پیش ہوئے ان میں سب سے زیادہ متمیز و ممتاز مسٹر (بعد ازاں سر) ونسٹن چرچل تھے ان پر جرح کا سلسلہ چار روز تک جاری رہا۔ قرطاس ابیض میں جو تجاویز پیش کی گئی تھیں وہ ان کے سخت مخالف تھے اور مکمل طور پر ان کو رد کرنے کے حق میں تھے۔ ان کے نزدیک یہ تجاویز برطانیہ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے پہلو تھی اور غدار کی مترادف تھیں۔ اس سلسلہ میں سوالات کی جو بوچھاڑ ان پر کی گئی اس کے نتیجے میں وہ اپنے موقف سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہوئے۔ اس کارروائی کے دوران تمبھی ان کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک پیدا ہوئی اور کبھی چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی کبھی وہ اپنے سگوار کو ایک خاص انداز سے جنبش دیتے۔ ہر چند کہ انداز مخاطب ایسا تھا کہ لفظ لفظ سے تہذیب و شرافت پیکے پڑتی تھی لیکن



ہندوستان ابھی اس قابل نہیں کہ وہ ایک نوآبادی کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھال کر انہیں ادا کر سکے۔ ان کا خیال ہے کہ ہندوستان ہنوز اسی حال میں ہے جس حال میں وہ اس وقت تھا جب وہ (مسٹر چرچل) سوبالٹرن (سیکنڈ لیفٹیننٹ) کے طور پر بنگلور میں خدمات سر انجام دے رہے تھے۔

مسلم لیگی مندوب نے اس صورت حال پر غور کیا۔ اس کی (جرح کرنے کی) باری کمیٹی کے شام کے اجلاس کا وقت ختم ہونے سے ایک گھنٹہ قبل آئی۔ (جرح کرتے ہوئے) اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

لہجہ بھی تعظیم و تکریم کا آئینہ دار تھا اور یوں ظاہر ہوتا تھا کہ وہ معذرت خواہانہ

لہجہ میں بات کر رہا ہے۔ مسٹر چرچل بہت محتاط تھے۔ کبھی کبھار بادل ناخواستہ ایک آدھ رعایت دینے پر آمادہ نظر آتے لیکن

اس کے ساتھ اگر مگر اور بشرطیکہ کی حد بندیاں لگا کر بچاؤ کی صورت پیدا کر لیتے۔ جب مسٹر چرچل نے دیکھا کہ انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ کسی طرح اپنے موقف سے ہٹ جائیں تو وہ سوالوں کے براہ راست جواب سے ہی گریز کرنے لگے۔ اس کے نتیجے میں سوال کو دوبارہ زیادہ محتاط انداز میں پیش کرنے کی ضرورت پیدا ہو جاتی۔ ایک مرتبہ جب ان پر ایک سوال کیا گیا تو وہ اس سے بچنے کے لئے طرح دے کر ایک نئی سمت میں نکل گئے اور جب سوال کو گھما پھرا کر زیادہ محتاط الفاظ میں دہرایا گیا تو انہوں نے پھر طرح دی اور بڑی ہوشیاری سے دوسری جانب نکل گئے۔

اس پر سوال کرنے والے کے انداز میں پہلے سے زیادہ نرمی اور خوش خلقی پیدا ہو گئی بلکہ وہ عاجزانہ رنگ اختیار کر گئی اور اس نے مسٹر چرچل سے کہا "میں معافی کا

خواستگار ہوں۔ مجھے ایک شکل درپیش ہے انگریزی میری مادری زبان نہیں ہے۔ میں اپنے مافی الضمیر کو واضح کرنے میں دوسرے نام کام رہا ہوں کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں ایک کوشش اور کر دیکھوں؟" فرار خد لا نہ جواب ملا "ضرور، ضرور" تیسری مرتبہ سوال ایسے الفاظ میں کیا گیا کہ بچ نکلنا محال تھا۔ اس کے بعد سوال کرنے والا اور گواہ دونوں زیادہ محتاط ہو گئے۔ اتنے میں کمیٹی کا وقت ختم ہو گیا اور اجلاس برخاست ہوا۔ اگلے دن صبح پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور قریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ جب سوال کنندہ نے ممتاز گواہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی جرح ختم کی تو اس گواہ نے کہا "مائی لارڈ چیئرمین! مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ مسٹر ظفر اللہ خان کے بارے میں

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہیں انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے کبھی کوئی دقت پیش آئی ہو۔"

جب چوتھے روز کے اختتام پر مسٹر چرچل پر جرح پایہ تکمیل کو پہنچی تو کمیٹی نے جس رنگ میں تاایاں بجائیں وہ نعرہ تحسین کا رنگ رکھتی تھیں۔ مسٹر چرچل اپنی جگہ سے اٹھے، مسلم سوال کنندہ کے پاس آئے، اس کو ہاتھ سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور ایک خاص انداز سے غراتے ہوئے کہا "تم نے کمیٹی کے سامنے مجھے دو گھنٹے بڑی مشکل میں ڈالے رکھا۔" سوال کنندہ نے ان کے غراتے کو نظر استحسان اس طرح قبول کیا کہ گویا اسے اعزاز کے رنگ میں شاباش کا سزاوار گردانا جا رہا ہے۔ اسے اسے دوستی کی علامت سمجھا۔ بعد ازاں وہ واقعی دوستی کی علامت ثابت ہوئی۔ کمیٹی کے آئندہ اجلاسوں میں جب بھی عظیم المرتبت وزیر اعظم سے ملاقات ہوتی تو وہ ہر بار اپنے خطوط یا تقریروں پر مشتمل ایک عدد جلد

عنایت کرتے۔ ان کتابوں پر جو الفاظ وہ اپنے قلم سے رقم کرتے ان کا سلسلہ کچھ اس طرح شروع ہوا "برائے ظفر اللہ خان۔ منجانب ڈبلیو۔ ایس۔ چرچل" پھر اس ترقی پذیر انداز میں تبدیلی آئی اور لکھا جانے لگا "ظفر اللہ کے نام۔ منجانب ڈبلیو۔ ایس۔ چرچل"۔ "میرے دوست ظفر اللہ کے لئے۔ منجانب ڈبلیو۔ ایس۔ چرچل"۔ "ظفر اللہ کے لئے اس کے دوست ڈبلیو۔ ایس۔ چرچل کی طرف سے" منجملہ بہت سی خوبوں کے اس عظیم المرتبت وزیر اعظم کی ذات فراخ دلی کے وصف سے ہمہ وجہ مرتیں تھیں۔

سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ چوہدری صاحب کا حافظہ کسی بھی غلطی سے یکسر مبتلا تھا۔ جو واقعات پچاس ساٹھ سال قبل ان کے ساتھ گزرے ہوتے ان کے بارے میں نہ صرف انہیں اور افراد کے ناموں کی حد تک بلکہ تاریخ، دن اور وقت سے متعلق بھی ان کی یادداشت بالکل درست ہوتی تھی۔ مجھے یہ یاد کر کے بڑی مسرت ہوتی ہے کہ وہ کس

طرح لیڈیا، مراکش، تیونس اور الجزائر کی آزادی کے حصول کے سلسلہ میں اقوام متحدہ میں بڑی طاقتوں سے اپنی جھڑپوں کے واقعات سنایا کرتے تھے (یہ تفصیل ان کی کتاب "سروٹ آف گاڈ" کے صفحات ۱۸۷ تا ۱۸۹ پر درج ہے) اسی طرح جب وہ شاہ فیصل کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے حج کرنے مکہ مکرمہ گئے تو اس واقعہ کی دلوں کو گرا دینے والی تفصیل ہماری درخواست پر کئی مرتبہ انہوں نے بیان کی۔ ان کی اپنی زندگی کے ان واقعات کے دہرانے میں جو چیز نمایاں ہو کر ہمارے

سامنے آتی تھی وہ ہے ان کی روحانی عظمت، ان کی حُب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو عنایت و درجہ احترام کی آخری حدود کو پہنچی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی مشیت پر کامل بھروسہ اور توکل۔ اسی طرح سے فارسی اشعار بالخصوص مولانا رومی کے صوفیانہ کلام سے جو دیوان شمس تبریزی کی شکل میں موجود ہے ان کے دلی لگاؤ کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ اس دیوان کے بہت سے اشعار بغیر کسی دقت کے زبانی سناسکتے تھے۔

چوہدری صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے جو عشق تھا اس کا ایک مثالی واقعہ میں سنائے دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ

ان کو کمر دردی شکایت ہو گئی اور وہ وائڈ زور تھکے

ہسپتال میں صاحب فراش ہونے پر مجبور ہو گئے۔ میں ان سے

ملنے کے لئے ہسپتال گیا اور اپنے ساتھ امام ترمذی کی لکھی ہوئی

کتاب شمائل ترمذی لے گیا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی زندگی،

خد و خال، لباس، روزانہ کی مصروفیات اور حضور کی عالمی اور ملک زندگی کے حالات درج ہیں۔ میں نے ان سے

کہا کہ اگر اللہ کو منظور ہوا تو میں کسی وقت اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے وہ

کتاب ان کے پاس چھوڑ دی اور ٹریسے چلا گیا۔ قریباً دو ماہ گزرنے کے بعد میں واپس انگلستان

آیا اور چوہدری صاحب سے ملنے کے لئے ان کی رہائش گاہ گیا تو انہوں نے شمائل ترمذی کے انگریزی ترجمہ کی ایک مطبوعہ

جلد مجھے پیش کی۔ یہ ترجمہ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل ہو کر طبع بھی ہو گیا اور ازراہ نوازش اس کا انتساب

## اقوام متحدہ کے فورم میں

## معمرہ آرائیوں کے دوران انہوں نے

## رک پہنچانے کا کوئی موقع بھی

## اپنے بلند پایہ حریفوں کے ہاتھ

## نہیں آنے دیا



میرے نام کے ساتھ کیا گیا جس تیز رفتاری سے چوہدری صاحب نے یہ کام سرانجام دیا اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے غایت درجہ نرمی سے کسی قدر احتجاج کے لہجہ میں کہا کہ میں خود اس کتاب کا ترجمہ کرنا چاہتا تھا تاکہ یہ سعادت میری مغفرت کا موجب بن سکے۔ اس پر انہوں نے کہا "شاید مستقبل قریب میں تمہیں اس کام کے لئے وقت نہ ملتا اس لئے میں نے خیال کیا کہ جب تک میں ہسپتال میں رہنے پر مجبور ہوں میرے وقت کا بہترین مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس کتاب کا ترجمہ کر ڈالوں۔"

مجھے آخری بار ان کا ہمسفر ہونے کا موقع اُس وقت ملا جب انہیں ایک ڈمی کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کے لئے ایک ڈمی کے مستقل سیکرٹری ڈاکٹر احمد تابہی بن ہما نے مدعو کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ

چوہدری صاحب دعوت طعام کے موقع پر شاہ حسن کے پہلو میں ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اس کے بعد ایک اور تقریب میں میں نے دیکھا کہ شاہ موصوف بذات خود چوہدری صاحب کی طرف ایسے انداز میں ذاتی توجہ دے رہے تھے کہ کسی اور کی طرف میں نے اس انداز سے شاہ موصوف کو متوجہ ہوتے نہیں دیکھا۔ یہی نظارہ سیاستدانوں، فوجی جنرلوں، طلباء اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ملاقاتوں کے دوران دیکھنے میں آیا جو ان کا نام سن کر ان کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے کھینچے چلے آتے تھے۔

میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ چوہدری صاحب جہتوں کے لئے بہت فراخ دل تھے بلکہ ان کی فراخ دلی قابلِ اعتراف

حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ شاید لوگوں کو اس بات کا پوری طرح علم نہ ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے زندگی بھر کا اندوختہ رفاہی کاموں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس کا بڑا حصہ بیت الفضل لندن کے امام اور دیگر رہائشی فلیٹس کی از سر نو تعمیر اور محمود ہال کی تعمیر پر صرف کیا گیا۔ بقیہ حصہ سے جو پانچ لاکھ ڈالر کے قریب تھا انہوں نے ایک رفاہی فاؤنڈیشن قائم کی جو "ساؤتھ فیلڈ زٹرسٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس ادارے سے ضرورت مندوں کو امداد ملتی ہے اور تعلیمی اخراجات کے لئے بھی روپیہ صرف ہوتا ہے۔

ایک اتوار کو جب انہوں نے ناشتہ کی دعوت قبول فرماتے ہوئے ہمیں میزبانی کا شرف بخشا میرے بھائی نے ان سے شکوہ کیا کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات کو عمومی طور پر نظر انداز کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا "میں نے ہدایت

دے دی ہے کہ میری سالانہ پنشن جو قریباً بیس ہزار ڈالر ہوتی ہے اس فاؤنڈیشن کے اکاؤنٹ میں براہ راست جمع کرادی جائے جو میں نے قائم کی ہے۔ اس پنشن کا کوئی حصہ میں اپنے پاس نہیں رکھتا۔ البتہ میں نے اس ٹرسٹ سے یہ معاہدہ کر لیا ہے کہ وہ مجھے ذاتی اخراجات کیلئے سات پونڈ ہفتہ وار ادا کرے گانیز سال میں ایک بار جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے پاکستان جانے کا اکانومی کلاس کا کرایہ بھی دے گا۔" اس کے ساتھ ہی انہوں نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ اللہ کی عنایت سے میں ایک اچھا ایڈووکیٹ ہوں لیکن ایک عدالتی مقدمہ میں میں ہمیشہ ہار جاتا ہوں اور یہ مقدمہ وہ ہوتا

ہے جس میں میں اپنی ذات کے لئے خود اپنی وکالت کی کوشش کرتا ہوں۔"

ان کے دل میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کا اتنا شدید جذبہ موجزن تھا اور وہ اس کے ناموس کے لئے اس قدر غیرت رکھتے تھے کہ کوئی شخص ان کی محفل سے اسی جذبہ سے سرشار ہوئے بغیر نہیں اٹھ سکتا تھا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سال قرآن کریم، احادیث کی مین جلدوں اور باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کے تراجم کرنے میں صرف کر دیئے اور اس طرح یکہ و تنہا انگریزی زبان میں

قرآنی علوم کی ایک لائبریری تیار کر ڈالی۔ یہ سب جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں اس لئے ممکن ہوا کہ درجہ بدرجہ ماہ و سال کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خدائے تعالیٰ کی ہستی کا شعور محض ایمانی کیفیت کی بجائے ایک تجرباتی حقیقت کے طور پر پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

انہیں اپنی والدہ صاحبہ سے جو مدت ہوئی فوت ہو چکی ہیں جس قدر محبت تھی اس کا اور جو سبق انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ سے سیکھا ان کا

وہ ہمارے سامنے اکثر تذکرہ کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ

۲۹۷ پر اپنی والدہ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں کہ:-  
"جس آدمی کو ہم پسند کرتے ہیں اس سے

مہربانی کرنا کوئی نیکی نہیں ہے نیکی یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے مہربانی کا سلوک کریں جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔"

اسی طرح وہ فرمایا کرتی تھیں:-  
"دوستی وہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے وقتی دوستی، دوستی نہیں ہوتی۔"

وہ خود اکثر یہ بات کہا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کو ذہن میں لاؤ جس میں فرمایا:-

"اگر تم میری نعمتوں کو نفع بخش کاموں میں صرف کرو گے تو میں انہیں یقیناً کئی گنا بڑھاؤں گا لیکن اگر تم ان کا غلط استعمال کرو گے یا ان سے

لاپرواہی برتو گے تو میری سزا بھی یقیناً بڑی سخت ہے۔" (۸۱:۳)  
میرے پاس اس نوٹ کو ختم کرنے کا اس سے بہتر

اور کوئی طریقہ نہیں کہ میں ان کی کتاب "سروٹ آف گاڈ" کے آخری حصہ کا ایک مؤثر اقتباس پیش کر دوں جہاں وہ اپنے متعلق کہتے ہیں:-

"خادم عوام (پبلک سروٹ) ہونے کی حیثیت سے اس کی کاروباری مصروفیات کا خاتمہ اس وقت ہوا جب بین الاقوامی عدالت میں اس کی دوسری میعاد اختتام کو پہنچی۔ اس نے

کوئی شخص اس کے محفل سے

دیر سے لئے محبت کے

بے پناہ جذبہ سے سرشار ہوئے بغیر

نہیں اٹھ سکتا تھا

ماہ و سال کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خدائے تعالیٰ کے مستحق کا شعور

ایک تجرباتی حقیقت کے طور پر پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

اس کی کاروباری مصروفیات کا خاتمہ اس وقت ہوا جب بین الاقوامی عدالت میں اس کی دوسری میعاد اختتام کو پہنچی۔ اس نے



## دولازوال نقشب

(محترم ثاقب زیدی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ 'لاہور')

مگر لکھے کا کون؟ میں خود تو اب لکھ نہیں سکتا۔  
بعض اوقات ایک لمبا خط لکھنا بھی دو بھر ہو  
جاتا ہے۔ آپ مسلسل کتنی دیر تک لکھ سکتے ہیں؟  
میں اِلاء کرادوں گا۔

عرض کیا — ”مجھے گیارہ گھنٹے تک مسلسل لکھنے کا تجربہ  
تو ہے۔“ فرمایا تو کل چار بجے آجائے میں آپ کا انتظار  
کروں گا۔ اور میں اگلے دن بعد دوپہر ٹھیک پونے چار بجے  
بنگلہ پر پہنچ گیا اور میرے بیٹے ہی حضرت کے خادم خاص  
سمعیل نے اندر جا کر میری اطلاع کر دی۔

ایک لطیفہ بھی: اتنے میں مجھے یاد آیا کہ میں  
اپنے ساتھ پان نہیں لایا۔

اور نشست لمبی ہوگی۔ ویسے بھی لکھتے وقت ”پان“ میری  
کمزوری ہے۔ میں نے ڈیوٹی پر موجود خادم عزیز عبدالمالک  
صاحب سے پان مہیا کرنے کے لئے کہا جو مسکرا کر پاس سے  
گزر گئے اور جا کر عزیزہ محترمہ امہ الحی سلمیٰ سے کہہ دیا کہ  
ثاقب صاحب نے پان منگوائے ہیں اور انہوں نے کچھ  
پان لگا کر بھجوا دیئے۔ عبدالمالک صاحب کی مسکراہٹ کا راز  
اگلے دن کھلا جب معلوم ہوا کہ ایک دن پہلے حضرت چوہدری  
صاحب ڈیوٹی پر موجود خدام سے تربیتی گفتگو کے دوران  
انہیں نہ صرف سگریٹ نوشی سے باز رہنے کی تلقین فرما چکے  
تھے بلکہ پان خوری سے اجتناب کا مشورہ بھی دیا تھا۔

سچ یہ ہے کہ حضرت چوہدری صاحب ایسی برگزیدہ  
شخصیت پر کچھ لکھنا تو دراصل اپنی ہی عزت افزائی ہے  
ورنہ وہ مجھ ایسے کوتاہ قلم کی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں  
یہ لکھنا تو دراصل دنیا والوں اور احمدیت کی آئندہ نسلوں  
کو یہ بتانے کے لئے ہے کہ خدائے عزوجل نے شجر احمدیت  
کو کیسے کیسے نفیس، ایمان و ایقان کی حلاوت و لذت اور  
محبت و شفقت کی مٹھاس سے بھر پور پھل عطا فرمائے جن کی  
خوشبو نے ایک عالم کو مہکا دیا۔

میرا دیر: ستمبر ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کے  
متعلق آئین میں ترمیم کا اعلان ہو

چکا تھا۔ دل از حد بوجھل تھا اور چاہتا تھا کہ معاملہ کو گلوں  
نہ رہے۔ جماعت کے بنیادی عقائد اہل وطن کے سامنے جامع  
و مانع صورت میں آنے ضرور چاہئیں۔ مگر یہ مقالہ  
کون لکھے؟ اور کس کے قلم سے نکلے؟ دیر تک سوچنے کے  
بعد دھیان جماعت کے مقتدر اور واجب التحظیم بزرگ  
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی طرف گیا جو خوش قسمتی  
سے ان دنوں پاکستان ہی میں تھے۔ میں نے اپنی خواہش  
اور تجویز کا ذکر برادر مکرّم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب  
سے کیا۔ انہوں نے میری تجویز کو پسند فرمایا اور حضرت چوہدری  
صاحب نے ہمارے دو ایک دفعہ کے بالواسطہ و بلاواسطہ  
تذکروں کے بعد حامی بھری اور فرمایا:

بنی نوع انسان کی سچی خدمت کر سکے۔ اپنی ذات کے لئے  
اس کی صرف یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے مہربان خالق  
و مالک کو پالے۔ اس کو اپنے رب کریم سے جسم،  
بخشش اور درگزر کی امید ہے۔ خدا کرے کہ وہ  
اس کی بے شمار خطاؤں، کوتاہیوں، کمزوریوں، برائیوں  
گناہوں، نافرمانیوں اور زیادتیوں کو اپنی رحمت کی  
چادر میں چھپائے رکھے اور دنیا و آخرت کی ذلت سے  
بچالے۔ خدا کرے کہ

اس کی تمام ناپائیداریاں  
دور ہو جائیں تاکہ  
وہ (رب العزت)  
جب پیغام اجل بھیجنا  
پسند کرے تو  
موت اس بے حقیقت  
دنیا سے حقیقی زندگی  
میں باسہولت منتقلی

کا ذریعہ ثابت ہو اور اعتقادی ایمان حق الیقین اور  
انتہائی طاقت میں تبدیل ہو جائے۔ آمین  
والحمد للہ رب العلمین“

رنگین فلموں کی ڈویلپنگ، پرنٹنگ اور فوٹو سٹیٹ  
کاپی کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

بین بوکرسٹرم

۱۔ دیال سنگھ منیشن لاہور

پروپرائٹرز: ناصر محمود

بار ایٹ لاء ۲۱ سال کی عمر میں کیا۔ پھر ایک وکیل کی حیثیت  
سے ۲۱ سال کام کیا۔ ہندوستان اور پاکستان میں ۱۴  
سال انتظامی عہدوں پر فائز رہا۔ قومی اور بین الاقوامی  
عدالتوں میں ۲۱ سال جج کے فرائض ادا کئے اور تین  
سال سفارتی کام بھی کیا۔ اس کو بہت سے اعزازات  
ملے لیکن وہ اعزاز جو اسے اب حاصل ہوا ہے  
وہ سب سے زیادہ قابلِ اکرام ہے اور اس کے لئے

سب سے زیادہ اطمینان کا

موجب بھی۔ وہ اب صرف

خدا کا خادم ہے اور اس

عزت کے لئے سب تعریف

خدا یتعالیٰ کو ہی سزاوار

ہے۔ اس کی ایک ہی تمنا

اور ایک ہی خواہش ہے

اور وہ یہ کہ اس کا مہربان

آقا اس سے راضی ہو جائے

اور اس وقت تک کہ وہ اسے اپنی نوازش اور

مہربانی سے اس دنیا سے دوں میں رکھنا پسند کرے

اسے ایسے مواقع فراہم کرتا رہے جن کے ذریعہ سے

اسے اس کی اور اس کی مخلوق کی خدمت بجالانے کی

توفیق ملے اور اسے وہ صلاحیت اور قوت عطا کرے

جس سے وہ خدمت اس رنگ میں ادا ہو جو اس کی

جناب میں قبول کئے جانے کے لائق ہو۔ اس کے

پاس تو اپنی کوئی ایسی چیز نہیں جو اس (خدا) کی خدمت  
میں لگائی جاسکے۔ یہ زندگی، صلاحیتیں، قابلیتیں،  
ذرائع، رشتہ دار، دوست احباب، یہ سب کچھ  
اسی کی عطا ہیں۔ اس کی التجا ہے کہ اسے عقل و طاقت  
نصیب ہوتا کہ وہ تمام خدا داد عطا یا کو اس کی خدمت  
میں صرف کر سکے، اس کی رضا حاصل کر سکے اور



ٹھیک چار بجے میں کاغذ قلم سنبھال کر اور حضرت چوہدری صاحب شیف سے نکال کر قرآن مجید اپنے سامنے رکھ لینے کے بعد لکھنے لکھانے کے لئے تیار ہوئے ہی تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور کوٹھی کا خادم کابل خاں ہاتھوں میں پانوں کی تھیلیاں اندر داخل ہوا اور آتے ہی کہا "لیجئے شائق صاحب پان!" اس منظر نے ایک لمحے کے لئے مجھے چکر اسی تو دیا تاہم میں نے بات کو لطیف بنانے کے لئے کہا "کابل خاں پہلے حضرت چوہدری صاحب کو پیش کرونا" حضرت یہ سن کر متبسم ہوئے اور فرمایا "شائق صاحب! ایسے تھوڑا اے کہ پان میرے کمرے وچ آگئے ہیں!"

میں نے عرض کیا نہیں تو خیر لڑکپن سے عادی ہوں اور لکھتے وقت مجھے پان کی کچھ زیادہ ہی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ویسے کبھی کبھار اس کا شوق فراموشی میں کوئی حرج بھی نہیں اس کا پتا دل کو تقویت دیتا ہے۔ سپاری منہ کی رطوبتیں زائل کرتی ہے۔ کتھا گلے کو صاف کرتا ہے اور چونہ..... مسکرا کر فرمایا

"اچھا جناب میں سمجھ گیا آں کہ تیس لکھدے وقت پان کھان دے عادی او پر میں تبلیغ نہ فرماؤ۔ تیس کھاندے جاؤ میں دیکھا ہوں گا" اور شاید اس لئے کہ وہ میری اس کمزوری کو قابل معافی سمجھتے تھے اس کے بعد آئندہ جب بھی مجھے چائے یا کھانے پر یاد فرمایا برادر مکرّم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب خود ہی فرما دیتے "لیجئے کھانا ہم نے کھلا دیا ہے باقی آپ کے ذمہ!"

اس لطیفے کے بعد کوئی چار بج کر پانچ منٹ پر حضرت چوہدری صاحب اِلاء کے لئے لب گشا ہوئے اور فرمایا "اس مضمون کا عنوان ہوگا — میرا دیخہ!" جس کے بعد مسلسل ساڑھے چار گھنٹے تک "اِلاء" کا سلسلہ

جاری رہا اس جستگی اور تسلیق پن کے ساتھ کہ حضرت بہ دورانِ اِلاء نئے پیروں کے بارے میں بھی ہدایت فرماتے رہے کہ اب نیا پیرا شروع کیجئے — یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ایسا مضمون لکھوا رہے ہیں جو ان کے نوک بر زبان ہے — نہ کوئی فقرہ دوبارہ لکھوایا نہ کسی "لفظ" کو تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کی اور نہ اس سارے عرصہ میں ایک دفعہ بھی یہ دریافت فرمایا کہ پہلے کیا لکھا تھا — مضمون ابتداء میں جس رفتار سے لکھوانا شروع کیا تھا اس رفتار میں آخر تک ذرا جھول نہ آیا — اِلاء کرانے کی رفتار صرف اُس وقت قدرے دھیمی ہوتی تھی جب کوئی آیت کریمہ لکھوانا ہوتی تھی کیونکہ آپ آیاتِ قرآنی اور ان کا ترجمہ باقاعدہ قرآن مجید سے دیکھ کر لکھواتے تھے — اس اِلاء کے دوران صرف دو موقع ایسے آئے کہ میں نے لکھتے لکھتے آپ کی طرف "بھوں" اٹھا کر دیکھا جس پر آپ نے دونوں دفعہ فرمایا

اس وقت تو آپ یہی لفظ لکھ لیجئے مضمون کو صاف کرتے وقت بے شک بدل لیجئے گا۔

لکھنے اور لکھوانے کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو دیدہ باید: ہم کھانے کی میز پر آگئے — کرسی پر بیٹھے ہی فرمایا میں تو تین چار دن میں واپس جانے والا ہوں آپ اسے سہتے عشرے میں صاف کر ہی لیں گے۔ ضمنی عنوان بھی خود ہی لگالیں — میں نے کہا "حضرت! میں نے زیر ترتیب شمارے کی ایک کاپی اس مضمون کے لئے رکوا رکھی ہے اور مضمون کا تب کو آپ کی آخری توثیق کے بعد ہی دیا جائے گا اس لئے انشاء اللہ العزیز اس کا مسودہ آخری شکل میں کل صبح ناشتے کے وقت آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا — میری یہ بات سن کر ایک ناقابل یقین تاثر کے حامل تبسم سے فرمایا "دیدہ باید"۔

کھانے کے بعد کافی کا دور چلا اس کے بعد کچھ دیر

دوسری بے چین رات: اور اب جو اُس ذکر چھڑ ہی گیا ہے تو اس کی اس عاجز پر شفقت و محبت کا ایک اور واقعہ بھی سماعت فرمائیے — "لاہور" میں ستمبر ۴۳ء تک پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ کے ارکان پر توڑے جانے والے مظالم کا "روزنامہ" شائع ہونے پر بھٹو حکومت نے پبلشر "لاہور" (اس عاجز) اور "لاہور" کے پرنٹر کے خلاف "ڈیفینس آف پاکستان رولز" کے تحت تھانہ قلعہ گوجر سنگھ (لاہور) میں دو مقدمات رجسٹر کرادیئے جن میں دونوں کو ۲۴، ۲۴ سال کی سزا دی جاسکتی تھی — ہم نے (دبہ لگنے پر) ہائی کورٹ میں ضمانت قبل از گرفتاری کیئے رٹ درخواست دائر کر دی جو ایک ڈویژن بینچ میں لگ بھی گئی مگر ہائی کورٹ کے پاس "ڈی پی آر" کے تحت قائم کئے جانے والے مقدمات میں ضمانت منظور کرنے کا اختیار باقی نہ رہا تھا۔ جج صاحبان ہر تاریخ پر ایڈ ووکیٹ جنرل سے ہمیں گرفتار نہ کئے جانے کی یقین دہانی حاصل کر کے ہمیں اگلی تاریخ دے دیتے یہاں تک کہ ان کی مروت کا مزید امتحان لیتے رہنے کی بجائے ایک دن ہم نے اپنی درخواست واپس لے لی اور معاملہ اپنے رب پر چھوڑ دیا۔ اب مقدمات بھی قائم تھے اور گرفتاری بھی نہیں ہوئی تھی مگر اس کا خدشہ ہمہ وقت ہمراہ رہتا تھا۔

گرفتاری کے لئے: ۱۸ فروری ۴۴ء کو دوپہر کے وقت تین چار

پولیس افسر ایک دم دفتر میں در آئے اور بتایا کہ آج ہم ایک خصوصی بالائی حکم کے تحت آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ منشی صاحب کو میں نے احمدی وکلاء کے چند نام لکھوا رکھے تھے کہ اگر اچانک ایسی افتاد آن پڑے تو ان میں سے جو بھی مل جائے اسے مطلع کر دیں۔ راستے میں پرنٹنگ پریس سے جناب محمد شفیع کو بھی ساتھ لینا تھا کیونکہ بطور پرنٹر وہ بھی میرے رفیقِ طرز تھے انہیں لے کر جب ہم تھانے

تک "حالاتِ حاضرہ" پر باتیں ہوتی رہیں جب محفل درخواست ہوئی اور میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو "مصالحنے" سے نوازتے ہوئے فرمایا — "اس وقت گیارہ بجے ہیں"۔ "جی ہاں" — میں نے عرض کیا مگر فوری طور پر میرا دھیان اس طرف نہ گیا کہ آج خاص طور پر حضرت نے "وقت" کا ذکر کیوں فرمایا ہے۔

میں گھر پہنچتے ہی لکھنے بیٹھ گیا۔ ضمنی عنوان دیئے۔ جن "الفاظ" پر میں نے لکھتے وقت "بھوں" اٹھائی تھی ان کے نیچے لیکر کھینچ کر متبادل الفاظ بھی لکھ دیئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز فجر سے کوئی آدھ گھنٹہ قبل مضمون مکمل ہو گیا اور اسی صبح کونا شتے کے وقت حضرت چوہدری صاحب کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ نے متبادل الفاظ کو پسند فرمایا۔ اور لیکروں کے اوپر لکھے جانے والے الفاظ قلمزن فرمادیئے اور بغیر کسی اور تبدیلی کے "او کے" (O.K.) لکھ کر دستخط فرمادیئے اور مضمون مجھے واپس بھجوا دیا۔

یہ مضمون حضرت چوہدری صاحب کی پاکستان موجودگی ہی میں "لاہور" میں شائع ہو گیا جس کے بعد جماعتی جرائد و رسائل نے اسے اپنے اوراق میں دہرایا۔ بعض جماعتوں نے اس کے خوشنما و مصور میٹل بھی شائع کئے اور یوں یہ آواز پاکستان کے کونے کونے تک پہنچ گئی۔ حضرت چوہدری صاحب لندن کے لئے روانہ ہونے لگے تو میں نے مضمون کے حامل شمارے کی تین کاپیوں کا ایک میٹل احباب انگلستان کے استفادہ کے لئے ساتھ کر دیا۔ جہاز پر سوار ہونے سے قبل احباب سے مصافحہ فرماتے ہوئے (جب میری باری آئی) تو اس عاجز کو معاف تھے سے نوازتے ہوئے فرمایا

"اب تو میں بھی پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شائق صاحب بس واپسی سا ہی سوتے ہیں۔ اللہ آپ کو اپنی امان میں رکھے"



ہر قسم کے ہاتھ کے بنے ہوئے کامیں

کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

میسٹر احمد کارپس

۱۲- بیگو پارک- نکلسن روڈ- لاہور

فون نمبر:- ۳۰۶۱۶۳

پروپرائیٹر

مقبول احمد خان آف شکر گڑھ

انٹرنیشنل ٹو کارنر

چوک چوہدری لاہور

ہر قسم کی جاپانی گاڑیوں کے

پرزہ جات - پٹہ، کمائی، ہلسنسز

بازار سے بارعایت دستیاب ہیں

صاحب دفتر میں آگئے ہیں؟

میں نے کہا — "جا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاملہ ٹھیک گیا ہے میں انشاء اللہ شام کو حاضر ہو کر تمام تفصیل عرض کروں گا" — میں کوئی چار بجے کے قریب دفتر سے اُترتا تو نیچے حضرت کا ڈرائیور کھڑا تھا اُس نے کہا کہ "بڑے چوہدری صاحب نے فرمایا ہے آپ آج شام کا کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے میں نے کہا — "بہت اچھا۔ میں حاضر ہو جاؤں گا" کہنے لگا "نہیں جی میں آپ کو ۶ بجے خود لینے آؤں گا یہ بھی انہی کا حکم ہے"

مجھے کار گھر سے اٹھا کر جب عقبی بنگلے کے صدف ڈرائے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی تو گاڑی کی آواز سنتے ہی وہ مراپا شفقت و محبت انسان بنگلے سے باہر آ گیا اور میرے کار سے اُترتے ہی مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا "زندگی میں یہ دوسری بے چین رات تھی کہ میں اطمینان سے سو نہ سکا اور رات بھر اپنے رب سے ہی کہتا رہا مولاکریم! ثاقب نے صرف یہی تو کیا ہے کہ تیری جماعت پر توڑے جانے والے مظالم کی تفصیل چھاپ دی ہے دنیا والوں اور احمدیت کی آئندہ نسلوں کی آنکھوں کے لئے"

میں نے نگاہ اُپر اٹھائی تو اُس کو یم النفس کی آنکھیں اشکوں سے بریزتھیں۔ عرض کیا مولاکریم نے آپ کی دعائیں تو قبول فرمائیں اب یہ آنسو کیسے؟ فرمایا یہ تشکر کے آنسو ہیں"

اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اپنے اس طاعت گزار بندے کو جو اپنے سے چھوٹوں اور مجھ ایسے تر دامنوں سے بھی بلا استحقاق بے پناہ محبت کرتا تھا۔ اس کی باتوں میں بھی حلاوت تھی مگر اُس کے ذکر خیر میں بھی کچھ کم شیرینی نہیں۔

کے باوجود اپنے ساتھ ایسا کوئی سامان لے جانا اپنے رب پر بے اعتمادی کے مترادف سمجھا۔ راستے میں انہوں نے اشارۃً دو ایک دفعہ کہا کہ "تمہیں کوئی خواب آگئی ہوگی اور تم اس پر جے ہوئے ہو۔" میں نے کہا بھائی جان خوابوں کے علاوہ بھی کئی انداز ہیں مولاکریم کے اپنے بندوں کو سکون بخشنے کے۔ ہو سکتا ہے میری "تیم" صحیح نہ ہو پھر بھی مجھ میں اُس جلیل و قدیر پر بے اعتمادی کی جرأت نہیں۔ بھیجنا تو ہمیں انہوں نے آخر رسول لائینز کے تھانے ہی میں ہے نا۔ اگر ضرورت پڑے گی تو کسی کے ہاتھ پیغام بھجو کر گھر سے بستر منگوا لوں گا۔ ہمارے پریش میں پہنچنے کے پانچ منٹ بعد ہی برادران مرزا نصیر احمد صاحب اور چوہدری اعجاز نصر اللہ خاں صاحب پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ جا کر ایس ایچ او صاحب سے پوچھ آئیں کہ کیا ہم حاضر ہو جائیں؟ دونوں بھائی گئے اور جب واپس آئے تو انکے ہاتھوں میں مٹھائی کا ایک ڈبہ اور ہونٹوں پر یہ خوشخبری تھی کہ

گرفتاری نہیں ہوگی انسپکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ آج ۸ بجے صبح بھٹو صاحب کے سیاسی مشیر (جناب محمد حیات منن) کا فون آگیا ہے کہ گرفتار نہ کیا جائے۔ فالہمد للہ۔ میں کوئی ۱۰ بجے کے قریب دفتر پہنچا تو منشی صاحب نے بتایا کہ آپ کے آنے تک "شاہنواز میڈیکل سٹور" سے ایک پٹھان چراسی تین دفعہ آچکا ہے وہ ہر آدھ گھنٹے کے بعد آتا ہے کوئی پندرہ منٹ ہوئے تیسری دفعہ ہو کر گیا ہے۔ میں نے کہا تو میں میڈیکل سٹور سے ہو آؤں۔ کہنے لگے دس پندرہ منٹ انتظار کر لیں میرا خیال ہے وہ پھر آئے گا اور واقعی عجائب خاں پندرہ ایک منٹ کے بعد پھر آگیا اور کہا کہ

بڑے چوہدری صاحب کا ہر میں پچیس منٹ کے بعد فون آتا ہے کہ جا کر دیکھو کیا ثاقب

میں پہنچے تو چوہدری اعجاز نصر اللہ خاں، مرزا نصیر احمد، چوہدری ادیس نصر اللہ خاں، جناب لطیف مبشر اور قریشی محمود احمد صاحب مرحوم پہلے ہی تھانے میں پہنچ چکے تھے۔ ایس۔ ایچ۔ او صاحب نے بتایا کہ چونکہ تھانہ قلعہ کو جرسنگھ میں کوئی حوالات نہیں ہے اور آپ کو رسول لائینز کے تھانے بھجوا دیا جائے گا اس لئے گرفتاری مغرب کے بعد ڈالی جائے گی۔ لیکن نہ جانے یہ انکی اپنی سوچ تھی یا کوئی مزید ہدایت کہ مغرب کے وقت انہوں نے ہم سے کہا کہ

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ آج کی رات اپنے اپنے گھر میں گذریں اور کل صبح ۹ بجے اور ۱۰ بجے کے درمیان خود ہی تھانے آجائیں ہمارے اہلکار آپ کے گھروں پر گئے تو سوتا ہی نہیں گی اور بے شک آنے سے قبل ٹریبونل میں ضمانت وغیرہ کی درخواست بھی دیتے آئیں۔

تھانے سے واپسی پر راستے میں میں نے "شاہنواز میڈیکل سٹور" سے برادران مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں کو فون کیا تاکہ اگر ممکن ہو تو وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کر دیں لیکن جانے فون میں کیا خرابی تھی میں نے تین چار دفعہ فون کیا ہر دفعہ وہ عقبی بنگلے میں جا ملتا تھا اور جواب میں حضرت چوہدری صاحب کی آواز سن کر میں چونکا رہا دیتا تھا جبکہ چار و ناچار پانچویں دفعہ میں نے معذرت کے بعد مجھلا حضرت چوہدری صاحب ہی کو ساری رام کہانی سنا دی جس کے بعد مجھے یوں آواز آئی جیسے اُن کے لرزتے ہوئے ہاتھ سے ریسپورڈر گیا ہو۔

ساری رات "لاہور" کا اگلا شمارہ تیار کرنے میں گزر گئی۔ پرچے کی تکمیل کے بعد نوافل کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے طمانیت عطا فرمادی اور میں نماز فجر کے بعد ایسا سو یا کہ سو اٹھ بجے آنکھ کھلی ۹ بجے کے قریب مکرم و محترم محمد شفیع صاحب بھی پہنچ گئے کار میں بستر اور دیگر سامان رکھ کر لیکن میں نے ان کے اصرار پر



نہیم عہد شوق کی سنائے جا کما نیان

ایک ہمدِ دیرینہ

کے یادوں کے

چند خوش رنگ

موصول

محترم شیخ اعجاز احمد صاحب محترم شیخ عطا محمد صاحب  
مرحوم کے فرزند ارجمند اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے  
حقیقی بھتیجے ہیں۔ محترم جسٹس جاوید اقبال صاحب چیف  
جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے اپنے انٹرویو میں جو اس  
شمارہ میں شامل ہے آپ کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے  
آپ کو حضرت چوہدری محمد طہر اللہ خان صاحب کی  
شاگردی ہی کا نہیں بلکہ ہمدِ دیرینہ ہونے کا خصوصی  
شرف بھی حاصل ہے۔ آپ نے ہماری درخواست پر  
حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ اپنی طویل رفاقت کی  
حسین یادوں کے خوش رنگ پھولوں میں سے چند  
منتخب پھولوں کا ایک خوشنما گلہ دستہ عنایت فرمایا ہے  
جو موصوفی کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔  
(ادارہ)

ادا کرتے تھے۔ میرے ساتھ تو حساب چلتا رہتا تھا کیونکہ  
میرے ذریعہ دو ایک افراد کی مالی مدد کی جاتی تھی۔ ایک  
دفعہ پاکستان واپس آنے پر میرا حساب دیکھ کر فرمایا  
اس حساب میں ایک فروگزاشت ہے۔ کراچی سے جاتے  
ہوئے میں نے تمہیں کچھ خطوط پوسٹ کرنے کیلئے دیئے  
تھے ان پر کچھ ڈاک خرچ آیا ہوگا وہ اس حساب میں  
درج نہیں۔ مجھے تو یاد بھی نہیں رہا تھا کہ وہ کتنے خطوط  
دیئے گئے تھے اور ان پر کتنا خرچ آیا تھا لیکن وہ مصر  
تھے کہ ان پر جو کچھ بھی خرچ ہوا ہے وہ حساب میں شامل  
کیا جائے۔ میں نے عرض کیا مجھے تو یاد نہیں کتنے خطوط  
تھے۔ آپ کا حافظہ ماشاء اللہ بلا کا ہے اگر اس معمولی  
رقم کی ادائیگی پر آپ کو اصرار ہے تو آپ ہی یاد کریں کہ

قلہات کا عطا کدہ کیپیوٹہ الہ لہ اسہ  
کہ حیثیت انگینہ کالہ گنہ الہ عمہ

محترم شیخ اعجاز احمد صاحب مدظلہ۔ کراچی

دادوستد کے کھرے حضرت چوہدری صاحب  
موصوفی لیں دین کے بڑے کھرے  
تھے ان کی طبیعت کسی کا ایک پائی کا بھی زیر بار احسان  
ہونا گوارا نہ کرتی تھی۔ برسوں کے بے تکلف دوستوں  
کو بھی اگر کسی کام کے انصرام کے لیے فرماتے اور اس  
سلسلہ میں کچھ خرچ ہوا ہوتا تو اصرار کے ساتھ پائی پائی

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هُوَ النَّاصِرُ

”چاول والوں کے تھوک بیوپاری“

ہمارا نصب العین

بہترین کوالٹی کے ساتھ

احباب کی بہتر خدمت

طالب دعا

ساجد بشیر مٹ

سید محمد امجد علی

ڈانڈیا بازار نزدیکی کورٹ

کراچی

فون نمبر: ۲۱۱۷۴۲ فون نمبر رہائش: ۲۱۹۲۶۵  
۲۱۸۸۰۶

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

احمد گولڈ اسمتھ

کی خصوصی پیشکش ۶ ماہ کیلئے اجرت میں ۵ فیصد رعایت  
ہمارے یہاں ۲۲ کیرٹ اور خالص سونے چاندی  
کے فینسی زیورات کارنٹی کے ساتھ بنائے جاتے ہیں نیز  
ہر قسم کے زیورات تیار بھی ملتے ہیں۔

پروپرائٹر: منیر انڈسٹریز ولد میاں احمد دین  
صاحب زرگر قادیانی (مرحوم)  
قصبہ کالونی C، ایس اسٹاپ نمبر ۳ کراچی ۳  
منگھوپر روڈ

مرچ سرنخ، تخم برسم و جوار، گڑ

شکر اور دیگر زرعی اجناس کی

خرید و فروخت کے لئے

خدمت میں پیش پیش۔ آپ کا اپنا ادارہ

طارق کمیشن کنٹینر امین رجسٹرڈ

۲۲۸ غلہ منڈی ڈھکوت روڈ فیصل آباد

فون نمبر فیصل آباد: ۲۴۹۰۵ فون نمبر ربوہ: ۴۵۸



کتنے خطوط تھے اور ان کا حساب کر لیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ان کا حافظہ قدرت کا عطا کردہ کمپیوٹر واقعی حیرت انگیز تھا۔ ان کی خود نوشت سوانح عمری تحدیث نعمت اس عظیم الہی کا بین ثبوت ہے کیونکہ اس کا تقریباً ایک ہزار سے زائد صفحات کا مسودہ چوہدری صاحب نے محض اپنی یادداشت سے قلم برداشت لکھا تھا ان کے ایک بے تکلف ملنے والے کو جب ایسا یاد کرنے میں تامل ہوا تو فرمایا "ما تھ کلنگن کو آرسی کیا۔ آپ کتاب میں سے کسی ایک واقعہ کے متعلق دریافت کر کے آزمائیں۔ میں اس کی تفصیل زبانی بیان کر دوں گا چنانچہ وہ صاحب بجزب کرنے کے بعد قائل ہو گئے۔ حافظے اور یادداشت کا یہ کمال۔ گزشتہ واقعات کی تفصیل۔ واقعہ کی تاریخ اور متعلقہ اشخاص کے ناموں تک محدود نہ تھا۔ ان کے دماغ میں تو قدرتی کیمبرہ یا کمپیوٹر بگا معلوم ہوتا تھا۔ اس کمپیوٹر کی کارگزاری کی دو مثالیں جو یاد آتی ہیں وہ بیان کر دیتا ہوں۔

آواز کے ذریعہ شناخت : اپنی عملی زندگی کی ابتداء میں بیرسٹری کی پریکٹس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دو تین سال لاء کالج لاہور میں جزوقتی لیکچرار کا کام بھی کیا۔ میں ان دنوں لاء کالج میں پڑھتا تھا چوہدری صاحب جب ہمیں رومن لاء پڑھاتے تھے کلاس میں ڈیڑھ دو سو طالب علم تھے۔ لیکچر شروع کرنے سے پہلے لیکچرار طلباء کی حاضری نوٹ کرتے جس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا یہ اس لیے کہ امتحان میں شمولیت کیلئے ضروری تھا کہ طالب علم ہر مضمون کے لیکچروں کی ایک مقررہ تعداد میں حاضر رہا ہو۔

بائیں وجہ طالب علم حاضری لگوانے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ دوسرے اساتذہ کے لیکچروں میں حاضری لگوانے میں کوئی دشواری نہ ہوتی تھی۔ اگر زید کسی دن لیکچر میں حاضر نہیں تو اس کا نام پکارے جانے پر اس کا دوست "بکر" stand up کہہ دیتا لیکچرار کے نظر رجسٹر پر ہوتی وہ stand up کا لفظ سن کر زید کا حاضر ہونا نوٹ کر لیتا۔ چوہدری صاحب کی کلاس میں ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ شروع شروع میں کوشش کی گئی جو کامیاب نہ ہوئی۔ ان کی کلاس میں اگر زید کی بجائے بکر stand up کہتا تو جیسے وہ ہر ایک کی آواز کو پہچانتے ہوں فرماتے۔ "will find a place stand up" (مہربانی فرما کر زید کھڑے ہو جائیں)۔ اب زید صاحب وہاں ہوں تو کھڑے ہوں زید کی غیر حاضری کا بھانڈا چھوٹ جاتا۔ دو چار مرتبہ ایسا ہوا تو سمجھ لیا گیا کہ اس لیکچرار کے ساتھ یہ حربہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کے آمدی وکے پیر شدی : ابتداء میں اقوام متحدہ کی اسمبلی کے اجلاس نیویارک سے کچھ میل باہر لیک سکس میں ہوتے تھے۔ جب چوہدری صاحب اقوام متحدہ کے اجلاس کے لیے جاتے تو ان کا قیام نیویارک میں ہوتا۔ اس لیے اجلاس میں شمولیت کے لیے ہر روز لیک سکس موٹر پر جانا ہوتا۔ پاکستانی مشن کی موٹر کار کا ڈرائیور ایلو نامی ایک جسنی تھا۔ ایک دن لیک سکس جاتے ہوئے ایلو نے ایک غلط موڑ کاٹا چوہدری صاحب نے ایلو کو اس کی غلطی کی طرف توجہ دلائی وہ نیویارک کا رہنے والا اور عرصہ سے وہاں ڈرائیونگ کرنے والا سبلا راستوں سے ناواقفیت کو کیلئے تسلیم کر لیتا۔ بڑے فخر سے کہنے لگا Mr. Minnie 9 know my job. (منسٹر صاحب میں اپنا کام خوب

جانتا ہوں) مطلب تھا کہ آمدی وکے پیر شدی۔ میں ان راستوں سے بخوبی واقف ہوں۔ آپ میرے کام میں دخل اندازی نہ کریں۔ کچھ دور جا کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو کھسیانی ہنسی سے کہا Sorry (منسٹر صاحب افسوس ہے میں غلطی پر تھا)

### متر کیا نہ کرتا

چوہدری صاحب کو وقت کی پابندی کا بہت احساس تھا خود بھی وقت کے سخت پابند تھے اور دوسروں سے بھی پابندی کراتے شروع شروع میں تو اس اچھی عادت پر عمل پیرا ہونے سے مجھے خاصی کوقت ہوتی اب پابندی وقت کی عادت ہو گئی ہے اور بعض اوقات اس عادت پر عمل پیرا ہونے سے خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ قیام دہلی کا واقعہ ہے چوہدری صاحب نے کسی معاملہ پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی میں بھی اس کا ایک رکن تھا۔ سردیوں کے دن تھے۔ کمیٹی کے ایک اجلاس میں چوہدری صاحب نے دوسرے اجلاس کیلئے صبح کے آٹھ بجے کا وقت مقرر کیا۔ میں نے ذرا تاخیر سے وقت مقرر کرانے کیلئے پوچھا یہ وقت تبدیل نہیں ہو سکتا "فرمایا کیوں نہیں ہو سکتا ہے" اور صبح کے آٹھ کی بجائے سات بجے کا وقت مقرر کر دیا۔ متر کیا نہ کرتا صبح سات بجے پرانی دہلی سے نئی دہلی آنا پڑا۔

### جوانوں کے جوائے

چوہدری صاحب کو جوانی میں ہی ذیابیطس کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ انہوں نے خدا کے فضل سے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ آخری ڈیڑھ سال کے علاوہ ذیابیطس کے باوجود ان کی صحت قابل رشک تھی۔ جس کی وجہ انکی باقاعدگی

کی عادت تھی۔ معالج دوا یا خوراک کے سلیس جوہدایات دیتے وہ ان پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے۔ ۹۰ سال کی عمر تک چاق و چوبند رہے۔ ۹۲ء میں خاکسار عالمی ادارہ خوراک و زراعت سے متعلق تھا۔ اس ادارہ کی ایک کانفرنس کے موقع پر واشنگٹن جانے کا اتفاق ہوا۔ کانفرنس کے اختتام پر تین چار ہفتوں کی چھٹی لے کر نیویارک گیا۔ چوہدری صاحب ان دنوں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندہ تھے۔ میں ان کے ہاں بٹھرا۔ ان کی رہائش ایک اپارٹمنٹ میں تھی جو پاکستانی مشن سے دو تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہ ہر صبح پارک میں دو میل روزانہ کی مقررہ سیر کرتے ہوئے پیدل دفتر جاتے۔ میرے لیے پیدل چلنا ہمیشہ مشکل رہا ہے۔ ناچار مجھے بھی ساتھ پیدل جانا پڑتا وہ تیز چلنے کے عادی تھے۔ صحت کے نقطہ نظر سے بھی انہیں Brisk walk کرنا ہوتی تھی۔ میرے لیے ان کے ساتھ چلنا دوہری مصیبت تھی۔ مشن کے دفتر پہنچے۔ ان کا کمرہ تیسری منزل پر تھا۔ انہوں نے سیڑھیوں کا رخ کیا۔ میں پہلے ہی مانتے کا پتہ پہنچا تھا۔ ان کو سیڑھیوں کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا اس عمارت میں کوئی لفٹ نہیں ہے ہنس کر فرمایا ہاں ہے۔ اس کمرے میں بوڑھوں کے لیے۔ تم اس میں آ جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ تو سیڑھیاں چڑھ گئے اور میں نے لفٹ میں سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ سیڑھیاں چڑھنے کی زحمت سے بچ گیا۔

### دعاؤں کی فہرست

چوہدری صاحب کو جلد سو جانے کی عادت تھی۔ کیونکہ نماز تہجد کے لیے اٹھنا ہوتا تھا۔ ان کی تہجد کی نماز بہت وقت لیتی تھی اس لیے کہ دعاؤں کی فہرست بہت لمبی تھی اور دن بدن اور لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ کسی سے دعا کرنے کا



آپ کے سکاؤں میں ٹھہرے تھے، مکئی کا موسم تھا مجھے کھانے یاد ہیں۔ پھر پوچھا یہاں کیا کرتے ہیں؟ جواب دیا گورنمنٹ کالج میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا زمینداروں سے لوہار تر کھان کا مستقبل زیادہ روشن ہے۔ کوئی کام سیکھیں۔ اس وقت کالج کے لڑکوں نے چوہدری صاحب کا یہ مشورہ دل میں ناپسند کیا مگر میں حقورٹی سی زرعی اراضی کا مالک ہونے کی حیثیت میں چوہدری صاحب کی آج سے پچاس سال پہلے کہی ہوئی بات کو حرفِ بھرت پورا ہونے دیکھ رہا ہوں۔ ایک طبقہ چاند ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے دوسرا گروہ اپنی بقاء کی خاطر تحفظات کی بھیک کے لیے سرگرداں ہے۔

حضرت چوہدری

صاحب کو اوز

قرب سے

### درو شریف کی برکت سے

دیکھنے کا موقع اس طرح میسر آیا کہ میں دسمبر ۱۹۸۵ء میں اٹلائے کلمۃ اللہ کیلئے انگلستان گیا۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس دہاں تھے۔ چوہدری صاحب اپنے چھوٹے بھائی محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کو ٹرانگ کے ایشن کے لیے دہاں لائے۔ چوہدری صاحب کا قیام اپنے دیرینہ جرمن دوست ڈاکٹر آسکر برنلر (DR OSCAR BRONNLER) کے ہاں تھا۔ مگر ان کے بھائی ہمارے پاس رہے۔ جنگ عظیم کے بعد کا زمانہ تھا بے شمار انگریز فوجی زخمی ہو کر واپس آ رہے تھے۔ ہسپتال بھرے پڑے تھے۔ چوہدری صاحب نے اپنے دوستوں سے رابطہ پیدا کر کے کسی ہسپتال میں داخلہ کی کوشش کی مگر منزل قریب نظر نہ آئی۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب کو تکلیف زیادہ تھی۔ ایک دن چوہدری صاحب

# اللہ تعالیٰ

## کا

### عبداللہ خان صاحب

محترم چوہدری منظور احمد صاحب باجوہ

ایڈیشنل ناظم اصلاح و ارشاد سابق امام بیت الفضل لندن

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم و معذور کو قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پر دور سے دیکھنے کا پہلا موقع اس طرح ملا کہ میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد کا طالب علم تھا اور چوہدری صاحب والسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر کی حیثیت سے دہاں تشریف لائے۔ ریلوے سٹیشن پر اکثر احمدی بھی استقبال کیلئے گئے۔ میں بھی تھا۔ سرکاری افسران اور سیاسی لوگ بھی تھے۔ چوہدری صاحب نے سب کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ مغرب کی نماز کے لیے تشریف لائے نماز کے بعد احباب جماعت قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔ چوہدری صاحب نے سب کے ساتھ مصافحہ کیا میرے ساتھ ایک دوست کھڑے تھے۔ ان سے پوچھا کہاں کے رہتے دے ہیں؟ انہوں نے بتایا تو فرمایا اپنے ماموں زاد بھائی کی برات میں جاتے وقت ہم لوگ

پکڑے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب تک دعا کے لیے کہتے دے صاحب اطلاع نہ دیں کہ دعا قبول ہو گئی۔ ایسے دعا گو بزرگ کی دعاؤں سے اب ہم محروم ہو گئے ہیں۔ آئیے ہم سب بارگاہ رب العزت میں چوہدری صاحب کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں اور کرتے رہیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولی سے گندوں کو  
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو  
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں  
نہیں رہ اسکی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

وعدہ کر لیتے تو جب تک دعا کی قبولیت کی خبر نہ مل جاتی دعا جاری رکھتے۔ ایک صاحب نے ان سے اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی۔ یہ ان کے لیے دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی لیکن ان صاحب نے چوہدری صاحب کو مطلع نہ کیا۔ پانچ چھ سال بعد ان صاحب کے کوئی عزیز انہیں ملنے آئے چوہدری صاحب نے ان سے پوچھا کہ ان صاحب کے ہاں اولاد ہوئی یا نہیں؟ تو بتلایا گیا کہ اللہ کے فضل سے ان کے ہاں دو بیٹے ہیں۔ اس پر آپ نے اس شخص کا قصہ سنایا جس کی بیوی نے بھینس دوہتے وقت بھینس کا گٹا اپنے خاوند کو پکڑا کر اسے بھینس کے سامنے کھڑا رکھنے کو کہا تا کہ محبت مادی میں بھینس زیادہ دودھ اتارے بیوی دودھ لے کر چلی بھی گئی۔ اور فرما تیرا شوہر تعمیل حکم میں گٹا پکڑے بیٹھے رہے۔ فرمایا ہم تو گٹا

# ناظر کلاتہ ہاؤس

۲۰ جنوری سے ۲۰ فروری تک

شاندار سالانہ کلیئرے سکیلے شروع ہے

پروپرائیٹر

سید ناصر احمد

قریشی مارکیٹ گولبار بازار ربوہ



غیر متوقع طور پر تشریف لائے۔ انتہائی خوش تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہے تھے۔ محترم شمس صاحب نے پوچھا اس خوشی کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا رات مایوسی کی حالت میں بڑی دعا کا موقع ملا۔ میں نے سن رکھا تھا کہ روہمپٹن (ROEHAMPTON) میں ایک ہسپتال ہے جہاں ٹوٹے ہوئے اعتناء کا علاج ہوتا ہے اور مصنوعی اعضاء بھی لگائے جاتے ہیں۔ میں بغیر واقفیت کے وہاں چلا گیا۔ سارا رستہ بس میں درود شریف پڑھتا رہا وہاں جا کر انچارج ڈاکٹر کو ملا اپنا تعارف کرایا عبداللہ خان کی کیفیت بیان کی اور اب تک علاج کی رپورٹ دکھائی۔ ڈاکٹر رپورٹ پڑھ رہا تھا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ پر درود بھیجتا رہا۔ ڈاکٹر نے سر اٹھایا اور کہا Sir Zafarulla although hard pressed I will admit your prayer has been answered. میں نے شکریہ ادا کیا اور کمرہ سے باہر۔ نماز نکل کر لان (LAWN) میں سجدہ شکر پکڑا لیا۔ پھر بھائ سے کہا عبداللہ خان تیار ہو جا ہسپتال آرام دہ نظر نہیں آتا مگر ہمیں تو علاج سے غرض ہے۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب کا اس ہسپتال میں اپریشن ہوا گھنٹہ کے چوڑے میں پن ڈال کر ٹانگ سیدھی کر دی گئی۔ پھر وہ ٹانگ جھکا نہیں سکتے تھے مگر کہا کرتے تھے کہ جو تکلیف میں نے سالہا سال دیکھی ہے اس کے مقابل پر اب جنت میں ہوں اس کے بعد بے عرصہ تک تک بڑی مصروف زندگی گزار رہی۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب جب صحتیاب ہو کر وطن واپس آ گئے تو چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کچھ دیر اور انگلستان میں رہے آپ دوستوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے طور پر اپنے بھائی کے ہسپتال میں داخلہ کا واقعہ سنایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے دوستوں کا

سہارا کام نہ آیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی برکت سے مشکل مرحلہ آسان ہو گیا کئی دفعہ خطبات جمعہ میں بھی احباب کو بھی تلقین کیا کرتے تھے کہ انسان کام میں مصروف ہوتے ہوئے بھی زبان سے درود بھیج سکتا ہے لیکن اگر زبان کام میں مصروف ہو تو فارغ اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے بڑھ کر کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں۔

**نصف پنس بچانے کیلئے** ان دنوں صاحبزادہ مرزا منصور احمد

صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ ہم اکثر چوہدری صاحب کے برادر چوہدری عبداللہ خان صاحب کی عیادت کیلئے ہسپتال جایا کرتے تھے۔ جو بس اس طرف جاتی تھی اس کے مشن ہاؤس کے قریب دو اسٹاپ تھے۔ ایک لٹن گر وے (Luton Grove) اور دوسرا ویسٹ ہل (West Hill)۔ پہلا نسبتاً قریب تھا اگرچہ قافلہ میں بہت معمولی فرق تھا۔ پہلے اسٹاپ سے کرایہ دو پنس تھا اور دوسرے سے ڈیڑھ پنس ہم عموماً لٹن گر وے کے بس اسٹاپ سے سوار ہوتے تھے۔ چوہدری صاحب

برادر مرزا مولوی عبدالکریم مقیم لندن نے ایک دفعہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت چوہدری صاحب نے ایک دفعہ ان کی بڑی بیٹی عزیزہ صادقہ کو اپنی ایک قمیص بھجوائی کہ اس کا کالر پھٹ چکا ہے اسے الٹ دیں جب کئی دن گزر گئے اور قمیص درست ہو کر نہ آئی تو حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ قمیص ابھی تک درست ہو کر واپس کیوں نہیں آئی اس پر عزیزہ نے جواب دیا کہ اس قمیص کا کالر تو پہلے ہی الٹایا جا چکا ہے اب اسے مزید الٹانے کی کوئی صورت نہیں۔ (روایت محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل)

خوردنی کی کمی کی وجہ سے راشننگ کا نظام جاری تھا اور ایک ہفتہ کیلئے صرف ایک کلو دودھ ملتا تھا۔ ایک دفعہ مشن ہاؤس میں کھانے کی میز پر چائے کیلئے بیٹھے تھے ہر چیز موجود تھی سوائے دودھ کے چائے پلانے والا پریشانی کے عالم میں اندر باہر آتا جاتا تھا۔ محترم مولانا شمس صاحب نے پوچھا کیا بات ہے چائے میں کیا دیر ہے؟ جواب آیا دودھ پھوٹ گیا ہے۔ چوہدری صاحب نے فرمایا کہاں ہے؟ آؤ جواب ملا بھینک دیا ہے چوہدری صاحب نے فرمایا انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقصی کرتا ہے۔ پچھتے ہوئے دودھ اور دہی میں کیا فرق ہے۔ یہی تا کہ ایک میں انسان کا عمل کا دخل ہے دوسرے میں نہیں۔ مگر ان ایک کو ضائع کر دیتا ہے اور دوسرے کو شوق سے کھاتا ہے۔ پھر اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں چند دن کے لیے لندن سے باہر گیا ہوا تھا اس دوران میرے میزبان ڈاکٹر اسمکروڈ کو باہر جانا پڑا وہ جانے سے پہلے گھر میں موجود اشیاء خوردنی کی ایک فہرست میز پر رکھ گئے میں واپس آیا تو دیکھا کہ دہی پر آلی لگی ہوئی ہے میں نے وہ بٹھا کر دہی کھا لی۔ جو دوست چائے پلا رہے تھے انہوں نے بڑی حیرت سے کہا چوہدری صاحب آپ نے آلی لگا ہوا دہی کھا لیا محترم چوہدری صاحب نے بڑے پیار سے جواب دیا۔ ہاں کھا لیا اگر ڈاکٹر فیلنگ وہی چیز آپ کو پینسلین کے نام سے پیش کرے تو آپ بھی بڑے شوق سے کھا دیں گے ایک دفعہ چوہدری صاحب کے ساتھ کھانے میں اور دوستوں کے علاوہ میں بھی تھا اور چوہدری صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ کوئی چیز چوہدری صاحب سے گر گئی۔ میں نے میز پر موجود وہی چیز اگے کر دی۔ مگر اسی اثنا میں انہوں نے گری ہوئی شے اٹھالی۔ میں نے عرض کیا یہ رہتے دیں۔ یہاں سے اتر لے لیں۔ فرمایا۔ کیا یاد نہیں بچپن میں اگر کوئی کھانے کی چیز گر جاتی تھی تو مائیں کہا کرتی تھیں اٹھا کر پھونک مار کر کھا لو اور ہم بچپن میں ایسا

اگر کبھی مشن ہاؤس سے ہو کر ہسپتال جا رہے ہوں تو ویسٹ ہل بس اسٹاپ سے سوار ہوتے تھے کیونکہ نصف پنس کی بچت تھی۔ ہسپتال میں جب بھی اکٹھے ہوتے تو چوہدری صاحب ہمیں نصیحت کرتے کہ حقوڑے الاؤنس میں کفایت شعاری سے اچھی طرح رہنا سیکھو۔ ہسپتال میں اکٹھے ہونے پر عموماً چوہدری صاحب دریافت فرماتے کون سے اسٹاپ سے بس لی۔ ان کے سوال پر ایک دن صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے کہا کہ لٹن گر وے بس اسٹاپ سے سوار ہونے کی وجہ فضول خرچی نہیں بلکہ محض اس لیے کہ شہر جاتے ہوئے اسی اسٹاپ سے سوار ہونے کی عادت ہے اس لیے غیر ارادی طور پر ادھر رخ ہو جاتا ہے ویسے آدھے آدھے پنس کا حساب بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ چوہدری صاحب کی عادت اپنی رائے ٹھونسنے کی نہیں تھی محض توجہ ہی دلایا کرتے تھے۔ صرف اتنا کہا کہ عادت کا غلام نہیں ہونا چاہیے۔

چوہدری صاحب کا حافظہ بلا کا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بات ان کو بھولتی ہی نہیں۔ عموماً جن راہوں پر ان کا آنا جاتا ہوتا تھا ان راستوں پر بسوں کے Fare Slugs کا ان کو علم ہوتا تھا۔ یہ بھی کہ کہاں سے کہاں تک زمین دوز ریلوے سے سفر کرنا ہے اور کہاں بس میں بلکہ کرایہ کی بچت کے پیش نظر ریلوے اور بس کا سفر ملا کر کیا کرتے تھے۔ جس دن انکی وفات کی خبر آئی میں صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ تو انہوں نے کہا ڈیڑھ دو پنس والی بات یاد ہے۔ ایک سہانے خواب کی طرح وہ زمانہ یاد آ گیا اور چوہدری صاحب کی بے تکلف مجالس بھی۔

یہ اس وقت کی بات ہے  
**نساء الہی کی قدردانی** جب لندن میں اشیائے



ہی کیا کرتے تھے۔ اب اللہ کی نعمت کیوں پھینک دی جائے۔ ہمیشہ اِنْ شَکْرُکُمْ کے نتیجہ میں ملنے والے فضول کے حصول کی خواہش کرنا چاہیے۔

### اکرام ضیف

۱۹۷۰ء میں جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت مرزا تاج احمد صاحب یورپ اور مغربی افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے مجھے بھی حضور کے قافلہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ چوہدری صاحب ان دنوں بین الاقوامی عدالت انصاف کے صدر تھے بیگ میں مجھے اور چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کو چوہدری صاحب کا جہان بننے کا شرف حاصل ہوا۔ مشن ہاؤس میں رات کے کھانے سے فارغ ہو کر چوہدری صاحب کے ساتھ ان کے فیلڈ کے لیے روانہ ہوئے۔ منزل پر پہنچ کر چوہدری صاحب نے کار سے اتر کر جلدی جلدی ہمارے بیگ اٹھالیے چوہدری محمد علی صاحب نے کہا یہ کیا آپ نے کمال کر دیا ہم آپ کے بچوں کی طرح ہیں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا بس اتنی بات! کیا اَکْرَمُوا اَوْلَادَکُمْ کا ارشاد رسول مبول گئے ہیں اور مجھے اکرام ضیف سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔ دیر کافی ہو چکی تھی چوہدری صاحب نے ہمیں ہمارا کمرہ دکھایا اور پوچھا ناشتے میں کیا پسند ہے اور ناشتہ کس وقت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ فکر نہ کریں ہم خود کر لیں گے۔ چوہدری صاحب نے فرمایا اس وقت میں میزبان ہوں۔ یہ میرا فرض ہے۔ پھر چوہدری صاحب اپنے کمرے میں تشریف لے گئے صبح میری آنکھ کھلی تو میں نے آہستہ سے چوہدری محمد علی صاحب سے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے وضو کر لیں۔ چوہدری صاحب نے اسی طرح سرگوشی

کے عالم میں کہا کہ میں رات کو دو دفعہ غسل خانہ جانے کیلئے اٹھا ہوں چوہدری صاحب کو عبادت کرنے ہی دیکھا ہے۔ خدا معلوم سوتے کب ہیں؟ اسی سوچ میں میں سو بھی نہیں سکا۔ رات کو ہم نے ناشتہ کے لیے جو وقت بتایا تھا۔ عین اسی وقت چوہدری صاحب نے دستک دی اور فرمایا ناشتہ تیار ہے ناشتہ کر لیں۔ میں کوہٹ کے لیے تیار ہوتا ہوں ہم نے ناشتہ کیا تو چوہدری صاحب تشریف لے آئے اور فرمایا تیار ہو جاؤ۔ میں اٹھ کر برتن دھونے لگا تو چوہدری صاحب نے آگے ہو کر میرے ہاتھ پکڑ لیے اور فرمایا آپ جہان ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یورپ میں تو جہان میزبان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں ساہنا سال اکیلے رہا ہوں۔ مجھے علم ہے مگر میں یورپ میں نہیں ہوں اور سنت رسول پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دھونا یاد نہیں؟ چوہدری صاحب نے اصرار سے ہمارے برتن خود صاف کیے۔ اور دو تین سینڈویچ پیٹ کر اپنی جیب میں رکھ کر کہا۔ that will do for my lunch یہ میرا دوپہر کا کھانا ہے اور ہمیں ساتھ لے کر عدالت انصاف کی طرف روانہ ہو گئے۔

### سچی خیر خواہی

ایک واقعہ مختصر چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم نے سنایا کہ ان کے بھائی محترم چوہدری شکر اللہ خان صاحب مرحوم ایک دفعہ قتل کے مقدمہ میں مانوڈ ہو گئے۔ بڑے بھائی جان یعنی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ان دنوں ملک سے باہر تھے ان کو اطلاع دی گئی۔ ہم پر امید تھے کہ وہ کسی بڑے افسر کو اشارہ کر دیں گے تو ہمارے بھائی کی خلاصی ہو

بھائی جان شکر اللہ خان صاحب نے اس مصیبت سے خلاصی پائی۔ میں نے ایک دفعہ چوہدری صاحب سے آٹو گران کی درخواست کی۔ چوہدری صاحب نے کاپی میں یہ تحریر فرمایا۔

عاشق جو دربار شہر عشق حیران رہ

30/11/1856  
23-10-46

یا ارحم الراحمین! تو اپنے اس عبد شکر کو (جس کا نام ماں باپ نے ظفر اللہ خان رکھا اور تو نے اپنے بے پایاں فیض سے اسے ہر لحاظ سے اس دنیا میں مقرر فرمایا اب جبکہ وہ تیرے حضور حاضر ہو چکا ہے اپنے احسان، فضل اور رحمت سے نجات یافتہ گردہ میں شامل فرما۔ آمین ختم آمین۔

خدمت میں پیشہ پیشہ

ط ط ط  
العامرین

ط ط ط  
ہول سیل ڈیپارٹمنٹ دوسری بیو

رحمتے بازار۔ ربوہ

جائے گی۔ بڑی انتظار کے بعد ان کا خط آیا کہ آپ کے خط سے بڑی تکلیف ہوئی، شکر اللہ خان مجھے بہت ہی پیارا ہے میں اس کے لیے دعا بھی کر سکتا ہوں۔ اگر فی الواقع اس نے یہ جرم کیا ہے تو میری محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کو اسکی سزا اس دنیا میں ہی مل جائے اس کی بخشش کا سامان ہو جائے۔ میں

سرور دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر "ریاست" نے دہلی میں یہ واقعہ سنایا کہ تقسیم ملک سے قبل میرے اخبار پر کئی مقدمات تھے اور میں اس سلسلہ میں حضرت چوہدری صاحب سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ شملہ میں ملاقات کا وقت ملا۔ میں حضرت چوہدری صاحب سے ملا تو مشورہ کے بعد فرمایا کہ سرور صاحب یہ تو قانونی مشورہ تھا۔ لیکن ان سب پریشانیوں کے ازالہ کے لیے ایک تیر بہدف نسخہ بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ "صبح سویرے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیا کریں اس طرح آپ کی ساری پریشانیوں دور ہو جائیں گی" (روایت مکرم عبدالقدیر صاحب درویش تادیان)

آخرت کے حساب کتاب اور سزا کے تصور سے بھی ڈرتا ہوں۔ اس جرم کا حساب اللہ تعالیٰ اس جہان میں نہ لے۔ آپ سب دعائیں کریں میں بھی کرتا رہوں گا۔ شکر اللہ خان بھی اللہ کے حضور گرہ گڑاٹے اور اپنے ناکوہ گناہوں کی معافی طلب کرے۔ بعض اوقات کسی اور وجہ سے انسان پکڑا جاتا ہے۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب نے بتایا کہ مقدمہ کی سماعت کے دوران ہی بھائی جان ملک واپس تشریف لے آئے۔ حالات دریافت کئے مگر کوئی قانونی یا دوسرا مشورہ نہ دیا سوائے دعا کے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور



● حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے خاکسار کی پہلی ذاتی ملاقات ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ میری عمر اس وقت سات سال کے قریب تھی۔ میں اپنے والد محترم راجہ علی محمد صاحب اور حضرت نواب محمد دین صاحب رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہمراہ حضرت چوہدری صاحب کے دیدار سے مشرف ہوا۔ مجھے

اچھی طرح یاد ہے کہ جب والد صاحب نے میرا

تعارف کروایا تو حضرت چوہدری

صاحب نے والد صاحب سے فوراً ایک سوال

کیا ”راجہ صاحب آپ نے ان کا کیا نام کیے رکھا۔ آپ نے رکھا ہے یا حضور نے؟“ محترم والد صاحب نے قدرے متامل سے اور کچھ جھجک کے ساتھ صرف اتنا کہا چوہدری صاحب! یہ نام میں نے اپنی ایک خواب کی بناء پر حضور کی خدمت میں تجویز کیا تھا اور حضور نے اسے منظور فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اپنے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفت ”غالب“ کا حضور کی بعثت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے

تو سال کے بعد

میری دوسری ذاتی ملاقات حضرت چوہدری صاحب سے ۱۹۴۴ء میں یعنی نو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ہوئی۔ خاکسار اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا طالب علم تھا اور بورڈنگ ہاؤس میں رہائش پذیر تھا۔ موسم سرما کی ایک دوپہر کو تقریباً تین بجے چند ہم عمر طلباء ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ اتنے میں حضرت چوہدری صاحب اپنی مخصوص تڑکی ٹوپی پہنے ہوئے

ایک جوان کے ساتھ اچانک ہمارے کمرے میں داخل ہوئے کچھ طالب علم ہراساں سے ہو گئے۔ بہر حال حضرت چوہدری صاحب نے اپنا تعارف کروایا۔ پھر اپنے ساتھی (جن کا نام شاید مسٹر وید تھا اور وہ دہلی کے رہنے والے تھے اور چوہدری صاحب کے زیر تربیت تھے) کا تعارف کروایا۔ پھر ہم طلباء سے فرداً فرداً نام پوچھنے لگے۔ خاکسار نے جب اپنا نام بتایا تو آپ نے فوراً

کہا ”آپ سے پہلے بھی ملاقات ہو چکی ہے لاہور میں آپ کے والد صاحب اور نواب محمد دین صاحب کے ساتھ“ خاکسار

کا محترم چوہدری

صاحب کے

یادداشت

کا یہ پہلا تجربہ تھا

یہ سن کر

میرے اولین

سوچ گئے

خطا

کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ ایک وہ شخص جو دینی اور

دنیاوی مصروفیات میں بے حد اور بے پناہ منہمک

رہتا ہے وہ ایک سات سالہ بچے سے ملاقات کا واقعہ

جس کو گزرے ہوئے بھی نو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اپنی

”شعوری یادداشت“ میں محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور

بغیر یاد کروائے از خود اسے روزمرہ کے طور پر استعمال

کر سکتا ہے۔ یہ یادداشت اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں

میں سے جو حضرت چوہدری صاحب کی زندگی میں ان

کی ذات پر ذات باری کی طرف سے مسلسل بارش کے

طرح برستی رہیں ایک نعمت خاص تھی جس سے ان کی

قوت شعور و تفکر اور استدلال و تدبیر کی تشکیل و تعمیر

ہوئی اور اسی ”یادداشت“ نے حضرت چوہدری صاحب

تمہیں حیرت کیوں ہے؟

اسی شام ہوشل میں خاکسار کی ملاقات محترم خلیل احمد ناصر صاحب سے ہوئی۔ میں نے ان سے چوہدری صاحب کی ملاقات اور دوپہر کے واقعہ کا ذکر کیا۔ اور انکی یادداشت پر اپنی حیرت کے اظہار کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر کیا کہ مسٹر وید کیونست ہیں انکو جماعت احمدیہ سے دلچسپی کس طرح پیدا ہو گئی؟ دوسرے دن نماز مغرب خاکسار حسب معمول بیت المبارک میں حضرت مصلح موعود کی امامت میں ادا کر کے جب فارغ ہوا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اس عاجز کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مسٹر وید کے قادیان آنے پر تمہیں حیرت کیوں ہے؟ تمہاری اس حیرت کا کل رات خلیل احمد ناصر صاحب نے ذکر کیا تھا اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں یہ بتا دوں ہم نے ہر ایک کو دعوت دینی ہے اس میں کسی مفروضہ کی بناء پر ایک طبقے سے پرہیز کر لینا واجب نہیں۔ اس واقعہ سے خاکسار نے اور بھی بہت سے سبق سیکھے۔ لیکن ایک شدید اثر دل اور دماغ پر یہ بھی تھا کہ ہمارے بزرگ ہم سے کس قدر محبت، شفقت اور اخلاص بھرا تعلق نہ صرف قائم کرتے ہیں بلکہ اس کو نبھانے کیلئے تہذیبی کرنا پڑے تو کرتے ہیں۔ محترم چوہدری صاحب نے خاکسار کو ”بیت المبارک“ کے انبوہ میں تلاش کر کے خاکسار کی ایک دماغی الجھن کو دور کرنے کیلئے اس شام محض اللہ تکلیف اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی ہر رنگ میں جزا دیتا رہے۔ (آمین) ورنہ خاکسار کی بساط کیا تھی۔ جماعت ختم کا تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک حقیر سا طالب علم ہی تو تھا اور تو کچھ نہیں تھا لیکن پھر بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق کی نظر شفقت نے خاکسار کو اس شام بیت المبارک میں

کی شخصیت کی تعمیر میں ایک بنیادی کردار ادا کیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضرت چوہدری صاحب کی یادداشت کے طفیل ان گنت معلومات، واقعات، حادثات، تعلقات اور امکانات اور ان کے بے شمار باہمی روابط چوہدری صاحب کے حضور دست بستہ غلاموں کی طرح ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ اور چوہدری صاحب اپنی بے پناہ حاضر دماغی کی بدولت اپنی وکالت، سیاست اور بلاغت و دعوت الی اللہ کے شعبوں میں ان سے وہ کام لیتے تھے جو ہر عام و خاص کے لیے کسی طرح ممکن نہیں۔

ایں سعادت بزرگ بازونیت ہاں تو جب چوہدری صاحب نے موجود طلباء سے ذاتی تعارف فرداً فرداً حاصل کر لیا تو پھر ہم سے مخاطب ہوئے کہ آپ لوگوں نے ہمارے آنے پر کوئی چیز یہاں یکدم چھپا دی تھی۔ وہ کیا تھی؟ ہم سب حیران ہوئے کہ چوہدری صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہی یہ کس طرح مشاہدہ کر لیا ہے کہ ہم نے کوئی چیز چھپائی ہے۔ فی الواقعہ جب چوہدری صاحب تشریف لائے تو ہم چند طلباء تازہ گاجریں کھا رہے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ چر رہے تھے اور وہ گاجریں کا تھقبہ ہم نے جلدی سے بستر میں چھپا دیا تھا۔ حضرت چوہدری صاحب نے فوراً بستر کی تلاشی لی وہ گاجریں کا تھقبہ برآمد کر لیا اور فرمانے لگے انہیں چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہیں تھی یہ تو آپ لوگوں کی صحت کیلئے بہت اچھی ہیں اور پھر ہماری حوصلہ افزائی کیلئے ایک گاجر کا ٹکڑا توڑ کر خود کھایا اور ایک مسٹر وید کو دیا اور ہمیں کہا کہ ”آپ اپنی گاجروں سے انصاف کریں اور ہمیں اب اجازت دیں کیونکہ میں نے دید صاحب کو ابھی اور بھی قادیان کے کئی مقامات دکھانے ہیں یہ تھا حضرت چوہدری صاحب کا مشفقانہ رویہ۔



مغرب کی نماز کے بعد ایک خاص شان اور حسن و احسان سے نوازا

### رفاقت کی شام

یہ شام خاکسار کو اس لیے بھی ہمیشہ یاد رہے گی۔ کہ جب خاکسار سے حضرت چوہدری صاحب گفتگو فرما رہے تھے تو ان کو دیکھ کر حضرت مولانا شیر علی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ حضرت چوہدری صاحب نے خاکسار کا از خود حضرت مولانا شیر علی صاحب سے تعارف کروایا اور بتایا کہ میں راجہ علی محمد صاحب کا بیٹا ہوں حضرت مولانا کمال شفقت سے خاکسار سے بغلیں ہو گئے اور اس طرح حضرت چوہدری صاحب ایک طرح سے حضرت مولانا شیر علی صاحب کے سپرد کر کے خود وہاں سے رخصت ہو گئے۔

اس شام حضرت مولانا نے خاکسار سے کہا اگر تم عشاء کی نماز تک بیت المبارک میں ٹھہر سکتے ہو تو چند منٹ ہر روز عشاء کی نماز کے بعد مجھ سے ایک حدیث یاد کر لیا کرو اور اس حدیث کا سیاق و سباق بھی میں تمہیں بتا دیا کروں گا۔ یہ وہ "رفاقت" کی شام تھی جس نے اس ناچیز کو حضرت بانی سلسلہ کے دو نہایت ہی ممتاز اور جلیل القدر رفیقوں سے نہ صرف ملوایا بلکہ ان کے فیضانِ معیت سے مشرف ہونے کی خاص سعادت بخشی۔ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اس کا خاص احسان تھا۔ حضرت مولانا کے درس حدیث کا یہ سلسلہ محض حضرت چوہدری صاحب کی شفقت سے رونما ہوا اور حسن و احسان کی ایک مشکل دوسری مشکل سے روشن ہوئی یہ وہ ستارے تھے جو اپنے مدار پر ہر لحظہ سرگرم سفر رہتے تھے اور جن اجسام اور وجودوں پر ان کی نگاہ نور و التفات بظاہر حادثاتی طور پر یا واقعاتی طور پر پڑ جاتی تھی انکی کایا پلٹ کا سلسلہ بھی اسی لمحہ شروع

ہو جاتا تھا۔ کیونکہ یہ وہ ستارے تھے جن پر چودہویں کے چاند کی چاندنی چاروں اُور برس چکی تھی۔ اور اسی چاندنی میں ان کی ڈوبی ہوئی نظریں جب ہم جیسے روسیاء ہوں پر پڑتی تھیں تو قلب و نظر میں بیستی تبدیلی کا ہونا بہر حال مقدر ہوتا تھا۔

### اجازت لینا ضروری تھا

تیسرا واقعہ جس کا یہاں ذکر کرنا یہ عاجز ضروری سمجھتا ہے وہ اگست ۱۹۶۶ء کا ہے۔ خاکسار کے سب سے چھوٹے بھائی عزیزم کرنل راجہ باسط احمد صاحب کی شادی لاہور میں ہی ہونا قرار پائی تھی۔ موسم سرما میں حضرت چوہدری صاحب لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ محترم والد صاحب (راجہ علی محمد خان صاحب) بھی لاہور میں خاکسار کے ہاں تشریف فرما تھے۔ والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ایک دعوت نامہ حضرت چوہدری صاحب کو بھی میں بھجوا دوں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو خاکسار یہ دعوت نامہ خود محترم چوہدری صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کر دے۔ والد صاحب نے فرمایا نہیں اسکی ضرورت نہیں نہ جانے انکی کیا مصروفیات ہوں اور تمہارے جانے سے شاید یہ تاثر پیدا ہو کہ ہم سب پر رنگ ہیں انکی شمولیت ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور کوئی صورت تکلف کی نکل آئے جس میں ان کے لیے کسی قسم کی تکلیف کا پہلو ہو۔ تم یہ دعوت نامہ بذریعہ ڈاک بھجوا دو۔ اتنا ہی کافی ہے۔ خاکسار نے حسب ارشاد تعمیل کر دی۔ جس شام دعوتِ ولیمہ تھی اسی دن خاکسار کو قریباً پانچ بجے شام حضرت چوہدری صاحب نے فون کیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ ایک جہان بھی ہوں گے جن کو آپ کی طرف سے شمولیت کی دعوت تو نہیں لیکن ان کو اس شام میں نے کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ تو کیا میں انہیں اس دعوتِ ولیمہ میں اپنے ساتھ

لا سکتا ہوں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آں مکرم کا تشریف لانا اور اپنے مہمان کو ساتھ لانا اس سے بڑھ کر اہم سب کچھ اور کیا ہو گا فرمانے لگے اجازت لینا بہر حال ضروری تھا

حضرت چوہدری صاحب سے خاکسار کو ملاقات کی شرف یا بل کی دعوت کی اور حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور چار اور اشخاص نے از خود حضرت میاں صاحب کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے تشریف لائیں۔ جب حضور چلے گئے تو ایک اور شخص بھی ساتھ ہو گیا۔ جب آپ ابو شعیبہؓ کے گھر پہنچے تو ان سے فرمایا کہ ہم پانچ آدمیوں کو قلم نے بلایا تھا اور یہ شخص بھی ہمارے ساتھ آ گیا ہے اب بتاؤ اسے بھی اندر آنے کی اجازت ہے یا نہیں اس نے کہا یا رسول اللہ اجازت ہے تو آپ اس شخص سمیت اندر تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الاطعمہ)

شادی فروری ۱۹۶۹ء

میں ہوئی۔ حضرت چوہدری صاحب حسب معمول موسم سرما میں لاہور میں ہی قیام فرما تھے۔ خاکسار نے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کی وساطت سے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں شادی کی تقریب میں شمولیت کی درخواست کی جو آپ نے محض ازراہ شفقت قبول فرمائی اور شادی کی تقریب میں شمولیت اختیار فرمائی خاکسار نے یہ بھی درخواست کی ہوئی تھی کہ حضرت چوہدری صاحب اس تقریب میں اجتماعی دعا کروائیں گے۔ اس شادی میں کسی حد تک غیر متوقع طور پر حضرت بانی سلسلہ کے ایک جلیل القدر پوتے نے بھی محض شفقت اور اپنے مخصوص خاندانی حسن و احسان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شمولیت فرمائی۔ جب دعا کا موقع آیا تو خاکسار اس الجھن میں تھا کہ میں نے تو حضرت چوہدری صاحب سے دعا کے لیے کہا ہوا تھا اور اب ایک نئی صورت درپیش ہے۔ اس کا ذکر میں نے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب

روشن کاجل ۲/- روپے	حبوب مفید اطہرا ۳۶/- روپے
اکسیر اولاد نرینہ ۳۵/- روپے	زوجہ سام عشق ۶/- روپے
کریم ۵/- روپے	تریاق معصومہ ۱۲/- روپے
NASIR F.L.	ناصر دوا خانہ گولہ بازار ریلوے فون ۶۳۳۱



ہو گئی۔

اس پچاس سال کے عرصہ میں خاکسار نے جس حد تک حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی زندگی کا مطالعہ اور تجزیہ اپنے ذاتی مشاہدہ سے کیا ہے اس کا ماحصل یہی ہے کہ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سدا بہار درخت وجود کی ایک سرسبز شاخ تھے جو نہایت پیوستگی کے باعث خوب پھولی پھیلی جس کے خوش رنگ پھولوں اور ان کی مسحور کن مہک نے تمام اکناف عالم میں بسنے والی اقوام و ملل کے مشامِ جاں کو اس شان سے معطر کیا کہ وہ فرط مسرت سے جھوم اٹھیں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے بغیر نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی اولاد کو بھی ہر رنگ میں وہی سرسبزی اور شادابی نصیب فرمائے اور وہی سرفرازی بختے۔ آمین۔

## ایک خواب

اُسی شام ایک دوست نے اپنا ایک خواب مجھے سنایا جو وہ حضرت چوہدری صاحب کو ایک دن پہلے سنا چکے تھے۔ اُس غلط احمدی دوست کا خواب کچھ یوں تھا کہ حضرت چوہدری صاحب اپنا ایک فاؤنڈیشن پرینٹ اس احقر کو عطا فرما رہے ہیں۔ اس خواب کا جب حضرت چوہدری صاحب سے ذکر ہوا تو بقول اس دوست کے چوہدری صاحب نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ راجہ صاحب (اس احقر) کو بھی سلسلہ کی خدمت کا کوئی مناسب موقع ملے۔ اس خواب کے شاید ایک سال بعد خاکسار کو جب جماعت کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے ازراہ شفقت فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک ممبر بنایا تو خاکسار نے خیال کیا کہ اس فاؤنڈیشن کے صدر حضرت چوہدری صاحب ہیں اور یہ خواب اسی رنگ میں پورا ہو گیا ہے۔ لیکن اس خواب کا ایک اور رنگ میں بھی پورا ہونا مقدر تھا۔ حضرت چوہدری صاحب کی آخری علالت کے ایام اور وفات سے متعلق ایک آدھ کام میں خاکسار کو بھی شرکت کی توفیق نصیب ہوئی جس سے اس خواب کے بیشتر اوراق صادق ہونے کی تصدیق

## ہکشان باؤ سنگ سکیم روہ

بیت الاقصیٰ سے صرف چار فرلانگ مغرب کی طرف۔ حدود کیٹی نہیں۔ پختہ ساہیوال چنیوٹ روڈ پر اونچے اور پر فضا مقام پر واقع ضروریات زندگی کی تمام سہولتوں کے ساتھ جس میں پانچ، دس مرلہ اور کنال کے پلاٹ موجود ہیں۔

والبطہ کے لئے

روہ پراپرٹی آپریشنز  
گول بازار ربوہ

سے بیچ میں نشو و ارتقاء اور علو و ارتفاع کی بے پناہ قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ ان قوتوں کی وجہ سے ہی ایک تنہا سایہ درجہ درجہ نشو و نما پا کر اور مختلف ترقی پذیر حالتوں میں سے گزر کر ایک تناور، بلند و بالا، سرسبز و شاداب گھنے سایہ دار اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت کی شکل اختیار کرتا ہے اور اس طرح مخلوق خدا کے لیے فیض رسانی کا موجب بنتا ہے۔

ذیل میں ہم نشو و ارتقاء اور ارتفاع کی قوتوں سے مالا مال ایسے ہی چند ننھے ننھے بیج تارین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ ان سے ظہور میں آئے والے ایک تناور درخت کی سرسبزی و شادابی، اس کی دور دور تک پھیلی ہوئی لہلہاتی شاخوں اور ان میں لگے ہوئے طیب و شیریں میوؤں کا چشم بصیرت سے مشاہدہ کر کے علمی و روحانی کیف و سرور حاصل کر سکیں۔ ان ننھے بیجوں سے مراد فن خطابت میں طاق اور شہرہ آفاق عالمی سطح کے مقرر و خطیب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک تقریر کے ان نوٹس (NOTES) سے ہے جو موصوف نے اپنے ذہن و سائیں تقریر کا خاکہ بناتے وقت صفحہ قرطاس پر خود اپنے قلم سے رقم فرمائے۔

یہ نوٹ ہر قسم کی تفصیل سے یکسر میرا ہوتے ہوئے یادداشت کی شکل میں انتہائی خفیف اشاروں کی حیثیت رکھتے ہیں یا پھر ان کی حیثیت ان چند قطروں کی سی ہے جن کے پیچھے علم و عرفان اور فصاحت و بلاغت کے سمندر مٹھاٹھیں مار رہے تھے۔ یہ تقریر محترم چوہدری صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کے مبارک موقع پر ویر حلاکت سے بھی زیادہ

مشہور عالم خطیب کی ایک تقریر کا اشارات پر مشتمل خود نوشتہ نوٹ

افراد کے اجتماع عظیم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد تھے اور اس معرفت اور فصاحت و بلاغت کے مٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر و کپلس منظر کو کمال خوبی اور خوبصورتی سے ایک دلکش و حسین پس منظر میں تبدیل کر دکھایا تھا۔ تقریر دل پذیر کے ان انتہائی خفیف اشاروں سے محترم چوہدری صاحب موصوف کے انداز خطابت کے



بعض انتہائی قابل قدر پہلو نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ سب سے اول اور مقدم بات یہ ہے کہ علمی تحریر فن خطابت میں جہارت اور دلائل و براہین کو سجا سجا کر کمال سلیقہ سے پیش کرنے کی صلاحیت کے باوجود تقریر کے معاملہ میں بھی آپ کا تمام تر آنحضرت دعاؤں اور توکل علی اللہ پر ہوتا تھا اور بحیثیت خطیب آپ کی عالمی شہرت کا راز آپ کی مقبول دعاؤں اور توکل میں ہی مضمر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ہر تقریر کی طرح مذکورہ تقریر کے اشاراتی نوٹ کو بھی درج ذیل دعا سے شروع کیا ہے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝  
(طہ آیت ۲۶-۲۹)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے ان اشاروں کو ان دعاؤں ہی سے شروع کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے معانی "آمین" کا لفظ کہہ کر اپنے حق میں ان دعاؤں کی قبولیت کیلئے جناب الہی میں ملتی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی ہر تقریر کو خاص تعہد سے کبھی زیر لب اور کبھی باواز بلند یہ دعا میں پڑھ کر شروع کیا کرتے تھے۔ اس کا التزام اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ جب ۱۹۶۲ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت کا جلیل القدر اعزاز آپ کے حصہ میں آیا تو اقوام عالم کے سربراہان اور تمام ممالک کے اس پر شکوہ ایوان میں بحیثیت صدر آپ نے جو تاریخی خطاب فرمایا اس کا آغاز بھی انہی قرآنی دعاؤں سے کیا اس طرح اقوام متحدہ کے اس ایوان میں قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرنے کی غیر معمولی سعادت سب سے پہلے آپ ہی کے حصہ میں آئی اور آپ ہی کی آواز میں پہلی بار ﴿نشیء دنیا﴾ جنرل اسمبلی کی فضا اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام سے معمور و مہر ہوئی۔ یہ اعزاز ایسے شرف اور یہ امتیاز صرف اور صرف آپ ہی کے لیے مخصوص تھا۔ کوئی بھی اس مفرد اعزاز کو حضرت چوہدری صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء کو آل انڈیا ریڈیو سے آپ سے چھین نہیں سکتا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

محترم چوہدری صاحب کی جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء اخلاق کو پامال کرنے کی کوشش نہیں کریں گی جب تمام بنی نوع انسان اس کی تقریر بعنوان "احمدیت کی تعلیم کا اثر غیر مسلک کو اختیار کریں گے اور جن سے اس بارہ میں کسی قسم کی غلطی ہوگی وہ اپنی احمدیوں پر" کے انتہائی مختصر نوٹ جو چوہدری صاحب اصلاح کر لیں گے تب یقیناً ایک ایسا نظام قائم ہوگا جو پائیدار ہوگا اور جس میں صاحب موصوف کے اپنے تحریر کردہ ہیں ہم اس (چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہ ہوگا) توقع کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں کہ ان کا مطالعہ و مشاہدہ آپ کے انداز خطابت کے مفرد پہلوؤں اور افضال خداوندی کو جذب کرنے کی ترپ اور جذبہ بے پناہ سے آگاہی حاصل کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب اشرح لی صدري و یسیر لی امری و احل عقدتی من لسانی لیفقدوا قولي۔ آمین۔

احمدیت کی تعلیم کا اثر غیر احمدیوں پر

(۱) عقائد - حقیقی (۱۰۰۰۰)

نسخ قوان - ولو کان مع عند عبد اللہ عبدوا فیہ افضل ما کنبرا۔

وفات حبیب - ازہر و بڑھ بستر - آند نالی - دجال - المبحج الرجال۔

جبار - جبار بالیف - آزادی مجیر - [قتل مرتد] - عصمت انبیاء -  
Declaraton ۱۴ Human Rights  
Kathmin's Bill  
حیاء لبد المماق - جسمانی ؟ - روحانی۔

فضیلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) علم کلام۔

قرآن و حدیث - سنت۔

قرآن کریم و صحیفہ ادیان۔

اصول بحث۔



# گٹ سیکے گا تیری یادوں کا گہرا گہرا کہان

محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق سابق امام بیت الفضل لندن  
ایڈیٹر ماہنامہ ریویو آف تبلیغ

اس پر نامہ نگار صاحب  
نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کیا کہ جب آپ  
عوام سے تبلیغی رابطہ ہی قائم نہیں کر سکتے تو  
عوام آپ کی جماعت میں کیسے شامل ہوں گے؟ ان کو کیسے  
پتہ چلے گا کہ آپ لوگوں کے کیا عقائد ہیں؟ نیز انہیں  
کون بتائے گا کہ بانی جماعت احمدیہ کے دعوای کیا  
تھے؟ وغیرہ۔

حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ ہماری جماعت  
کی ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ سے  
بذریعہ خواب یا کشف براہ راست ہدایت پا کر جماعت  
میں شامل ہوئی ہے۔ انہیں کسی نے تبلیغ نہیں کی تھی  
خواب میں انہیں بتایا گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب  
قادیانی سے ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ خود  
ان کی والدہ صاحبہ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت  
ایک خواب کی بناء پر کی تھی کسی کی تبلیغ کے نتیجہ میں نہیں  
جماعت احمدیہ میں ایسے ہزاروں لاکھوں افراد موجود  
ہیں جو حلقاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے خواب رؤیا یا  
کشف کے نتیجہ میں حضرت مرزا صاحب کی شناخت کی  
اور داخل سلسلہ ہوئے پس کسی حکومت کا قانون تبلیغ  
سے روکنا خاطر خواہ نتائج نہیں پیدا کر سکتا۔

یہ جواب سن کر نامہ نگار صاحب خاموش ہو گئے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب حسین اخلاق  
کا مجسمہ، تواضع و انکساری اور خدا خونی کا پیکر اور مخلوق  
خدا کی ہمدردی اور بہبودی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہنے  
والے وجود تھے۔ اس عاجز کو متواتر ۱۲ سال انگلستان  
میں ان کے زیر تربیت رہنے کا موقع ملا۔ فالج اللہ علی  
ذالک۔

۱۹۷۲ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان  
میں ایک طوفان اٹھایا گیا  
بالآخر **احمدیہ کے ترقی** قومی اسمبلی کے ذریعے  
ایک آئینی ترمیم کے بعد مدہم پڑا۔ انہی دنوں پاکستان  
کے ایک روزنامہ کے نامہ نگار لندن میں حضرت چوہدری  
صاحب کی خدمت میں انٹرویو کے سلسلہ میں حاضر ہوئے  
اور چھوٹے ہی نامہ نگار صاحب نے کہا کہ  
اب تو پاکستان میں جماعت احمدیہ کی صف پیٹ دھت  
جائے گی۔ کیونکہ قانوناً ان پر تبلیغ و اشاعت کی پابندی  
لاگو کر دی جائے گی اور تبلیغ بند ہو جانے کے بعد جماعت  
کی وسعت پذیری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بات  
کہہ کر اس نے حضرت چوہدری صاحب کا غندیہ معلوم  
کرنا چاہا۔ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ احمدیت کے  
ترقی و اشاعت بہر حال جاری رہے گی۔ خواہ اس کی  
تبلیغ پر کلکتہ پابندی بھی نافذ کر دی جائے اور خواہ  
احمدی خود بھی فریضہ تبلیغ ادا کرنے سے قانون سازی  
کے نتیجہ میں اجتناب کرنے لگ جائیں۔

یونیورسل DC/AC کنوائئر

لوڈ شیڈنگ سے نجات۔ کارپیری سے پنکھا، لائٹ، VCR-T.V. چلانے کیلئے

یونیورسل واشنگ مشین

عمدہ کوالٹی۔ گارنٹی شدہ۔ سٹین لیس سٹیل باڈی

یونیورسل ویلج سبلائزر

بجلی کی کمی بستی کے لئے۔ T.V. فرج اور AC کے ساتھ لگائیں

یونیورسل مینوفیکچرنگ کمپنی لاہور

فون نمبر ۵۱۵۳۳۴

پوسٹ بکس نمبر ۱۴۰۰ لاہور



اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت چوہدری صاحب اپنی مرحومہ والدہ صاحبہ کے خواب کی تفصیل سے انہیں آگاہ کریں۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کو اپنے والدین سے بیحد محبت تھی۔

خصوصاً والدین سے محبت اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ سے تو عشق کی کیفیت تھی۔ ۱۹۷۶ء میں

خاکسار کو حضرت چوہدری صاحب کی محبت میں قادیان جاتے ہوئے ملاوٹا قیام کے دوران ایک دن حضرت چوہدری صاحب نے مجھے فرمایا کہ چلو تمہیں اپنی کوٹھی "بیت النظر" کی سیر کراؤں۔ خاکسار حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ "بیت النظر" گیا۔ وہاں حکومت کے دو وزیر بھی موجود تھے اور بھی بہت سارے احباب تھے

حضرت چوہدری صاحب نے کوٹھی دکھانی شروع کی۔ ہر کمرہ کے بارہ میں تفصیل سے بتاتے جاتے تھے۔ ایک جگہ جہاں سے اوپر کو سیڑھیاں نکلتی تھیں۔ آپ ٹھہر گئے اور آپ پر رقت کی کیفیت طاری ہو گئی آواز بھی بھرا گئی۔ ہم سب خاموشی سے یہ کیفیت دیکھتے رہے

چند منٹ بعد آپ کی طبیعت سنبھلی تو رقت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ امام صاحب! اس جگہ میری والدہ صاحبہ کو آخری غسل دیا گیا تھا۔ اور پھر اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ کی یادوں میں کھو گئے اور کچھ دیر بعد وہاں کھڑے کھڑے ان کے چند ایمان افروز واقعات سنائے

مجھے وہ سماں بھی کبھی نہ بھولے گا جب آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ کی قبر پر دعا کے لیے کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی حالت استغدر غیر تھی کہ یوں لگتا تھا گویا آپ کسی اور جہان میں ہیں۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری لگی ہوئی تھی۔ اور سینہ یوں شدت غم سے ابل رہا تھا

جیسے لاندی چولہے پر ابل رہی ہو۔ دیر تک آپ کی یہ کیفیت رہی۔ اگلے دن فرمایا کہ میں اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر ایسے وقت میں جانا چاہتا ہوں جب میں اکیلا ہوں۔ چنانچہ اگلے ہی روز بہت ہی منہ اندھیرے آپ انکی قبر پر دعا کے لیے تشریف لے گئے۔

فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی بھی اپنے والد صاحب کے حکم سے سرتابی نہیں کی۔ ایک دن والد صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ تم سکول کیوں نہیں گئے اور حکم دیا کہ ابھی بستر اٹھاؤ اور سکول جاؤ۔ میں فوراً تعمیل حکم میں سکول چل دیا۔ حالانکہ سکول بند تھا۔ سکول سے واپس آیا تو والد صاحب کے دریافت کرنے پر میں نے عرض کیا کہ آج سکول میں تعطیل ہے۔

آپ کی زندگی ہر لحاظ سے نور اور روشنی کا مینار تھی جس میں بھی دل بدستے اور کہ حج اکبر استیلا دیکھا جائے۔ آپ نہ صرف خود روشن تھے۔ بلکہ دوسروں کے لیے بھی آپ کی زندگی مشعل راہ تھی۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ آپ کی زندگی کا خاص الخاص وصف کیا تھا تو میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دل میں غریبوں، اسیروں، بیوگان، یتیمی اور طلباء کے لیے جذبہ خدمت ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ اپنی جان پر ظلم کر کے اور کفایت شعاری سے کام لے کر دوسروں پر اپنے اموال کو بے دھڑک خرچ کرنے میں آپ کو خاص لطف آتا تھا۔

انگلستان کے ایک نوجوان احمدی استاد کا انتقال ہو گیا جنہوں نے اپنے پیچھے ایک بوہ اور چار بچے چھوڑے ان کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہو کر قبرستان سے لوٹے تو راستہ میں حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ پتہ کرنا چاہیے کہ اس خاتون اور ان کے بچوں کی آمد کا اب کیا ذریعہ ہوگا

پورے لباس کا تکلف کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے زندگی کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے کہ صبح اٹھ کر پورا لباس پہن کر ہی کام کرنا ہے۔ خواہ کہیں باہر جانا ہو یا نہ ہو اس سے طبیعت میں کام کی رغبت بھی پیدا ہوتی ہے اور چستی بھی آجاتی ہے اور کام کیلئے جس موڈ کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی میسر آ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ میرے داماد عزیز اعجاز احمد خان صاحب ڈائمننگ ٹیبل پر ایسی حالت میں آئے کہ ان کی قمیص کے بٹن کھلے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا۔ "اعجاز! قمیص کے بٹن بند کرلو۔ علاوہ اس کے کہ بٹن کھلے رکھنا مناسب نہیں۔ بٹن ہوتے ہی اس لیے ہیں کہ یہ بند رکھے جائیں۔" لباس کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ لباس ایسا ہونا چاہیے جو ستر پوشی کے علاوہ ملک کے شرفاء کا لباس ہو۔

تربیت اس رنگ میں فرماتے تھے کہ کسی کی طبیعت پر بوجھ نہ ہو۔ ہر بات کی دلیل دیا کرتے تھے۔ ایک روز تربیت نوجوان حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے آپ کی چند تصاویر بنانے کی اجازت چاہی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے کیمروہ کی تقریفیں شروع کر دیں اور بتایا کہ اس نے وہ کیمروہ دوسروں میں خریدا ہے۔ یہ سن کر حضرت چوہدری صاحب کو بہت صدمہ ہوا کہ اس نوجوان نے کیمروہ کی خرید پر اتنی ساری رقم خرچ کر دی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں اتنی بڑی رقم سے تم کئی ایسے کام کر سکتے تھے جن سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوتا اور تمہیں بھی دلچسپی ملتی۔ تم چندہ دیتے تو سلسلہ کی خدمت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت ڈالتا کسی غریب کی مدد کرتے تو اللہ تعالیٰ کی رضا تمہیں نصیب ہوتی۔ کیمروہ خرید کر تم نے یہ رقم ضائع کر دی ہے تمہاری حیثیت

میں نے عرض کیا کہ حکومت برطانیہ بیوگان کو خاصی پیش دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں کسی تردد کی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا۔ یہ درست ہے مگر حکومت اپنا کام کرنے کی آپ اپنا کام کریں آپ کو حضور نے امام مقرر فرمایا ہے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ جماعت کے ہر فرد کی بہبودی کا خیال رکھیں اس لیے خود جا کر حالات معلوم کریں چنانچہ اگلے دن میں اس خاتون سے جا کر ملا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی انہیں مالی امداد کی ضرورت تھی اور گورنمنٹ کی پیش سے وہ چار بچوں کی صحیح نگہداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ خاکسار نے واپس آ کر حضرت چوہدری صاحب کو تفصیل بتائی تو فوراً اپنے ٹرسٹ سے اس خاندان کے لیے ایک معقول وظیفہ لگا دیا۔ اور حکم فرمایا کہ جب تک بچے برس برس روزگار نہیں ہو جاتے یہ وظیفہ جاری رہے گا۔

آپ کا یہ فیض کسی مذہب و ملت یا رنگ و قوم سے مخصوص نہ تھا۔ جہاں تک حقوق العباد کی ادائیگی کا تعلق تھا آپ کسی مذہب و ملت یا رنگ و نسل میں تفریق روا نہ رکھتے تھے۔ آپ کے جاری کردہ ٹرسٹ سے مسلمانوں کے علاوہ سکھوں، ہندوؤں، انگریزوں اور افریقینوں کی مالی امداد ہوتی رہی اور اب بھی جاری ہے میں نے زندگی میں آپ سے کئی سبق سیکھے ہم ایک ہی بلڈنگ میں مقیم تھے

آپ کو ناشائے اصول پسندی کا وصف دوپہر کے کھانے یا شام کے کھانے پر میرے ڈائمننگ روم میں تشریف لاتے وقت بلڈنگ سے باہر نہیں جانا پڑتا تھا لیکن آپ ناشائے شام کے کھانے تک پورا لباس زیب تن کئے بغیر کھانے کی میز پر تشریف نہیں لاتے تھے حالانکہ آپ ان دنوں ریٹائرڈ زندگی بسر کر رہے تھے میں نے دو ایک مرتبہ عرض کیا کہ آپ کیوں اس طرح



کے مطابق اتنی بڑی رقم فضول خرچی کے دائرہ میں آتی ہے۔ ہاں چندے ادا کرنے اور عزاء کی خدمت کرنے کے بعد کچھ رقم بچ جاتی اور تم سستا سا کیرہ خرید لیتے اور یہ شوق بھی پورا کر لیتے تو ہم خرابو ہم ثواب والی بات ہو جاتی۔

ایک نوجوان کو اس کی ہیئت کذائی پر نصیحت فرمائی کہ اپنے بالوں کو سنوار کر ٹھیک رکھا کرو۔ مغرب کی تقلید میں لمبے لمبے بال رکھنا نامناسب ہی نہیں بلکہ کسی احمدی نوجوان کے شایان شان بھی نہیں۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ چوہدری صاحب! یورپ میں رہ کر یورپین معاشرہ کی تقلید نہ کرنا ممکن نہیں۔ حضرت چوہدری صاحب فرماتے لگے۔ میاں تمہارے باپ کی پیدائش سے بھی قبل میں یورپ آیا تھا اور تقریباً آدھی صدی ان ممالک میں رہنے کا موقع ملا ہے میں نے تو کبھی یورپین معاشرہ کے بد صورت حصہ کو نہیں اپنایا۔ یہ سن کر وہ نوجوان بہت شرمندہ ہوا۔ اور اسی وقت وعدہ کیا کہ اپنے بالوں کو درست کرے گا اور آئندہ مغرب کی اندھا دھند تقلید نہیں کریگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بے حد عشق تھا ہزاروں حدیثیں از بر یاد تھیں۔ **عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم** آپ نے شمالی ترمذی کا انگریزی ترجمہ کیا جو ہم نے لندن مشن سے **Prophet At Home** کے نام سے شائع کیا۔ آپ نے قریباً دو ہزار احادیث کا ترجمہ بھی کیا جو لندن مشن سے **THE WISDOM OF THE PROPHET** کے نام سے شائع ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر آپ نے انگریزی میں **SEAL OF THE PROPHET** کے نام سے ایک معرکہ آرا کتاب لکھی جو انگلستان کے ایک مشہور

اشاعتی ادارہ نے شائع کی یہ کتاب بھی بے حد مقبول ہوئی۔

مشہور مستشرق کینتھ گریگ جو اسلام پر ایک وجہی سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ ان کی کتاب **CABLE TO MINARATE** نے دنیا بھر سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کی ایک اور کتاب **EVENT OF THE QURAN** کے نام سے شائع ہوئی۔ ایک دن میں

حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ میں یہ کتاب تھی۔ آپ کی آنکھیں پر نم تھیں۔ میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس شخص نے باوجود عیسائی اور معاند اسلام ہونے کے اس کتاب میں قرآن کریم کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس پیارے انداز میں ذکر کیا ہے۔ اسے پڑھ کر میں اپنی طبیعت پر قابو نہ پاسکا۔ مشک آنت کہ خود ہوید نہ کہ عطار بگوید۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا یہ کمال ہے کہ دوست تو دوست بلکہ بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پھر فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو مسٹر گریگ سے میری ملاقات کا انتظام کرو۔ خاکسار نے مسٹر گریگ کو کھانے پر مدعو کیا حضرت

چوہدری صاحب نے دوران گفتگو مسٹر گریگ سے پوچھا کہ آپ نے باوجود عیسائی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ مسٹر گریگ نے عرض کیا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک سچا اور پاک انسان سمجھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے دنیا کی اصلاح کے لیے عظیم کام کیا ہے۔ اگرچہ عقیدہ مجھے آپ کی بعض تعلیمات سے اختلاف ہے لیکن میں آپ کی بڑائی کا دل سے قائل ہوں۔

حضرت چوہدری صاحب کو اس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی۔ ایک مرتبہ لندن مشن کے زیر اہتمام سیر قافلی

کے موضوع پر ایک جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس کی صدارت کے لیے مشہور مستشرق منٹگمری واٹ کو دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول کر لی اور ایڈنبرا سے خاص اس جلسہ میں شامل ہونے کے لیے لندن تشریف لائے وہ حضرت چوہدری صاحب سے بھی ملاقی ہوئے حضرت چوہدری صاحب نے منٹگمری واٹ سے کہا کہ آپ کی کتاب "محمد آیت مکہ" جب میں نے پڑھی تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر ناروا اور غلط اعتراضات کیے تھے۔ میں نے یہ عہد کیا کہ آئندہ آپ کی کوئی کتاب نہیں پڑھوں گا کیونکہ آپ کا انداز دیانت دارانہ نہیں تھا۔ لیکن جب ایک دوست کے اصرار پر میں نے آپ کی کتاب "محمد آیت مدینہ" پڑھی تو میں نے محسوس کیا کہ آپ کا انداز وہاں موڈیانہ تھا اور اپنی ناسمجھی کے نتیجے میں جو غلط باتیں لکھی ہیں وہ اس لیے نظر انداز کرنے کے قابل ہیں کہ آپ کا مطالعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے بارہ میں اتنا وسیع نہیں جتنا ایک مسلمان عالم کا ہو سکتا ہے لیکن آپ نے اس دوسرے حصہ میں جان بوجھ کر اعتراض نہیں کیا۔ مسٹر واٹ نے کہا کہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ "محمد آیت مکہ" لکھتے وقت میری معلومات کا دائرہ اتنا وسیع نہ تھا جتنا بعد میں ہوا۔ اس لیے دونوں کتب میں یہ نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی اور نماز تہجد میں

الترام آپ کے خاص وصف تھے **دست در کار و دلے بایار** جب بھی ہم سفر پر جاتے اور کہیں قیام ہوتا تو شام کو کھانے کے بعد بیڈروم میں جانے سے قبل آپ عموماً یہ سوال پوچھا کرتے تھے کہ فجر کی نماز کا کیا وقت ہوگا اور نماز میرے کمرہ میں آکر پڑھیں گے یا میں آپ

کے کمرہ میں آ جاؤں؟ ایک بار فرمایا کہ مجھے ملکہ میری نے ایک دفعہ وندسیر کے محل میں ذاتی مہمان کی حیثیت سے مدعو کیا۔ میں انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے بتایا گیا کہ ملکہ جب ملاقات کیلئے بلائیں تو جب تک ملکہ خود ملاقات کو ختم نہ کریں آپ ان کی موجودگی میں اشارہ بھی ملاقات کے اختتام کی کوشش نہیں کر سکتے وغیرہ۔ میں جب ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ملاقات اتنی لمبی ہو گئی کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں نماز عصر ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ میرے چہرے پر فکر کے آثار نمودار ہو گئے۔ ملکہ خوبے حد زیرک تھیں فوراً سمجھ گئیں کہ میری طبیعت پر کوئی بوجھ ہے انہوں نے دریافت کیا تو میں نے عرض کیا کہ میری نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے ملکہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں اور حکم فرمایا کہ ظفر اللہ خان کی نمازوں کے اوقات نوٹ کر لو اور اگر دوران ملاقات ان کی کسی نماز کا وقت ہو جائے تو مجھے بتا دیا کرو اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمادیا کہ پھر مجھے نماز کے بروقت ادا کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔

ایک دفعہ ایک نوجوان نے دوران گفتگو کہا کہ فجر کی نماز یورپ میں اپنے وقت پر ادا کرنی بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے اور میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ اپنی مثال دوں۔ لیکن آپ کی تربیت کے لیے یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً نصف صدی کا زمانہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے دعائیں آپ زیادہ تر نماز تہجد کے دوران کیا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے دعا کیلئے کہا ہوتا تھا ان کے لیے نام بنام دعا کیا کرتے تھے۔ جب کوئی دعا کیلئے عرض



## تیرے بعد

جنابے ملیح منظور احمد (ریٹائرڈ) ساہیوال

اک چراغ علم کا روشن تھا۔ بجائے بعد  
دہر میں اب کوئی تجھ سانہ رہا تیرے بعد  
رہے گردش میں بہت ارض و سما تیرے بعد  
تیرے جیسا نہ ملا پر نہ ملا تیرے بعد  
تیری تقریر کی لذت تھی کہ اک عالم تھا  
کس کو خوش آئیگی اب اور صد تیرے بعد؟  
بزم اقوام میں تو نے جو روایت چھوڑی  
اب اسے کوئی نہا ہے گا بھلا تیرے بعد؟  
خوش لباسی میں کہاں سادگی تیرے جیسی  
خوش کلامی میں کہاں تیری ادائیں تیرے بعد؟  
نظم اور ضبط کی اقدار ہیں تر کہ تیرا  
رہنما ہیں تیرے افکار رسا تیرے بعد  
تجھ کو روئے گی زمانے میں کوئی کی روش  
تھکاوڑھونڈے گی تیری جود و سخا تیرے بعد  
منتظر خلد میں آغوش تھی ماں کی کب سے  
اب رہے گی نہ ترے واسطے وائے تیرے بعد  
وصل کی راہوں پہ چلتا جو رہا تو دن رات  
مل گیا ہوگا تجھے تیرا خدا تیرے بعد  
تھی بہت دیر زمانے کو ضرورت تیری  
وائے پر تیری بجائے میں جیائے بعد

کرتا تو اس کا نام دریافت کر کے اسے حافظہ میں محفوظ  
فرماتے۔ پھر جس غرض کے لیے دعا کی ضرورت ہوتی وہ  
دریافت فرماتے۔ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے  
کہ محض رسمی طور پر دعا کیلئے کسی کو کہا جائے۔  
ایک شخص پر کوئی مقدمہ تھا۔ اس نے حضرت  
چوہدری صاحب سے دعا کی درخواست کی اور بتایا کہ فلاں  
تاریخ کو فیصلہ سنایا جائے گا حضرت چوہدری صاحب  
نے بعد میں مجھے بتایا کہ جس دن اس شخص کے مقدمہ  
کا فیصلہ ہونا تھا میں سارا دن اگرچہ عدالت کے کاموں  
میں مصروف رہا لیکن سارا دن دل ہی دل میں اس کے  
لیے دعا بھی کرتا رہا اور یہ کیفیت سارا دن رہی شام  
کو جب اس شخص نے ٹیلی فون پر بتایا کہ فیصلہ اس  
کے حق میں ہو گیا ہے تو طبیعت پر سکون ہو گئی۔  
ایک دفعہ ہم لندن سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر  
واقعہ **احسان شناسی** قبرستان بروک وڈ  
گئے۔ قبروں پر دعا کرنے کے بعد حضرت چوہدری صاحب نے  
فرمایا کہ اس قبرستان میں سرفضل حسین کے صاحبزادے  
کی بھی قبر ہے جنہیں وفات پائے اب چالیس سال ہوئے  
کو ہیں اور فرمایا کہ اس کے والد کے مجھ پر احسانات ہیں  
اس لیے میں روزانہ بالائزمام اس کے لیے دعا کرتا ہوں  
قبر مل جانے پر آپ کو اس  
بات کا افسوس ہوا کہ قبر کا تنوید بہت خستہ حالت  
میں تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ قبرستان والوں کو ہدایت  
کریں کہ قبر کو درست کریں۔ اس کا سارا خرچ میں  
ادا کر دوں گا۔ اسکی تعمیل کر دی گئی اور قبر کو درست  
کر دیا گیا۔

۹۹۹۹۹۹۹۹

۹۹۹۹۹۹۹۹

## محترم جسٹس اکٹر جاوید اقبال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ

کا

## خراج عقبت

وہ میرے بہت شفیق بزرگ تھے۔ انہوں نے عالمی ایوانوں میں مجھے  
اعتماد کے ساتھ بولنے کی تربیت دی۔

انٹرویو:- عبدالسمیع خان

● سوال: چوہدری صاحب سے آپ کے تعلقات  
کا آغاز کب ہوا اور ان کے ساتھ آپ کے کیسے مراسم  
تھے؟

● جواب: میری ان سے جان پہچان تو بچپن سے  
ہی تھی کیونکہ وہ میرے والد کے COLLEAGUE  
رہ چکے تھے۔ پھر میرے ایک اوروں بڑے ہیں شیخ اعجاز احمد  
صاحب۔ وہ ان کے بہت قریبی دوست تھے۔ اس وجہ  
سے میری ان سے بچپن سے ہی صاحب سلامت تھی اور  
وہ مجھ سے ہمیشہ بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش  
آتے رہے۔ ان کے اور میرے تعلقات اس قسم کے  
تھے جیسے ایک بزرگ کے تعلقات اپنے جونیئر کے ساتھ  
ہوتے ہیں۔ میرے ان کے ساتھ ذاتی مشورے بھی ہوتے  
رہتے تھے۔ یوں کہہ لیجئے کہ میرے لئے وہ ایک شفیق بزرگ

● س: آپ چوہدری صاحب سے آخری ایام  
میں بھی ملتے رہے ہیں ان دنوں میں کوئی خاص بات  
ان سے ہوئی ہو؟

● ج: جی ہاں۔ چوہدری صاحب آخری ایام میں  
جب کبھی بھی لاہور تشریف لاتے (جب تک وہ  
صحت مند رہے) ان کا یہ معمول تھا کہ ایک دفعہ دوپہر  
کا کھانا ضرور میرے ساتھ کھاتے تھے یا مجھے بلوا بھیجتے۔  
عموماً رات کے کھانے پر نہیں ان کے ہاں جاتا تھا اور  
یہ معمول کئی سال تک برقرار رہا یہاں تک کہ آخری



دور میں جب وہ بیمار تھے تو میں پتہ کر وانا رہا کہ کیا چوہدری صاحب کی صحت اجازت دیتی ہے کہ وہ تشریف لاسکیں مگر وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ان کے لئے میری دعوت قبول کرنا ممکن نہ تھا۔

● س: بحیثیت وکیل اور جج چوہدری صاحب کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

● ج: چوہدری صاحب اپنے زمانے کے ایک بہت ہی اہم وکیل تھے اور اسی طرح وہ فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج بھی رہے۔ اس حیثیت سے بھی ان کا اپنا مقام تھا۔ عالمی عدالت کے جج بھی رہے مگر ان کو بحیثیت جج کے اتنے قریب سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا نہ میں وکالت میں ان کا ہم عصر تھا اور نہ ہی کبھی ان کی عدالت میں پیش ہوؤ کیونکہ اس وقت تو میں کم سن تھا میں ان کے اس دور سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا۔ مگر ان کا نام اس ضمن میں بہت معروف ہے اور وہ ہمارے EMINENT (ذی مرتبت و ذی شان) ججز میں سے ایک تھے اور قانون پر ان کی گہری نظر تھی۔

اقوام متحدہ میں انہوں نے اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے جو کردار ادا کیا وہ ایک وکیل ہونے کی حیثیت سے تھا۔ باقی مقررین تو اب بھی لکھ کر تقریریں کرتے تھے اور پندرہ منٹ سے زیادہ کوئی بولتا نہیں مگر چوہدری صاحب چار چار پانچ پانچ گھنٹے نوٹس کی بدد سے تقریر کرتے رہے یہ کوئی آسان کام نہیں اور شاید ایک سیاست دان ایسا نہ کر سکتا ہو جب تک کہ وکیل کے طور پر اس کی ٹریننگ نہ ہو۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ان کی اصل شخصیت ایک بہت قابل وکیل کی تھی۔

● س: چوہدری صاحب کے کسی خاص فیصلہ کا ذکر کرنا آپ پسند کریں گے؟

● ج: اس وقت تو ان کا کوئی خاص فیصلہ میری

نگاہ میں نہیں ہے۔ اصل میں ان کے فیصلے انڈین فیڈرل کورٹ سے متعلق ہیں اور بعد کے مسائل اتنی الگ نوعیت کے تھے کہ ہمیں اس زمانے میں اتنے پُرانے کیسز کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ مگر اس سے یہ مطلب نہیں کہ ان کی EMINENCE (انتیازی شان) نہیں ہے۔ وہ ایک EMINENT جج تھے لیکن اس وقت میری نگاہ میں ان کا کوئی مخصوص فیصلہ نہیں ہے۔

● س: آپ کو اقوام متحدہ میں چوہدری صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اس دور کی کوئی قابل ذکر بات بیان فرمائیں؟

● ج: ۱۹۶۰ء سے لے کر ۱۹۶۳ء تک میں پاکستان کے مندوب کی حیثیت سے اقوام متحدہ میں کام کرتا رہا۔ اس دوران دو مرتبہ ایسی صورت ہوئی یعنی ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۲ء میں جبکہ چوہدری صاحب ہمارے سفیر تھے کہ انہوں نے مجھے اپنا ALTERNATE (مبادل) بنایا ہوا تھا جس وقت وہ کسی اہم مصروفیت کی وجہ سے اپنی سیٹ پر نہیں ہوتے تھے تو میں ان کی جگہ پر بیٹھتا تھا۔ عالمی عدالت کے جج کی حیثیت سے ان کے دوسری دفعہ انتخاب کے وقت بھی میں وہیں تھا اور ہم نے ان کے حق میں ہم چلائی۔ پھر وہ دور آیا جب انہوں نے جنرل اسمبلی کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا۔ اس وقت بھی ہم نے ان کے حق میں لابینگ کی۔

اقوام متحدہ میں میرے قیام کے دوران انہوں نے یقینی طور پر کوشش کی کہ عالمی معاملات میں مجھے ROOM (یعنی ان کے نشیب و فراز اور رموز و نکات سے بہرہ ور) کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب جو میرا بہت سارا وقت باہر کے ممالک میں گزرتا ہے کانفرنسز کے سلسلہ میں یا یہ کہ میں بعد میں اقوام متحدہ

لمبی تقریر کرنے کا ریکارڈ تھا۔ چوہدری صاحب نوٹس کی بدد سے بولتے تھے کبھی انہوں نے لکھی ہوئی تقریر پڑھ کر نہیں سنائی۔ ان کی تقریر چار گھنٹے بھی چل سکتی تھی اور چھ گھنٹے بھی۔ اسلامی ممالک کی آزادی میں انہوں نے بڑی CONTRIBUTION کی ہے۔ وہ اقوام متحدہ میں ایک بہت معروف شخصیت تھے۔

● س: چوہدری صاحب کے اخلاق و کردار کے متعلق آپ کے مشاہدات کیا ہیں؟

● ج: چوہدری صاحب بڑے بااخلاق اور اصول کے پکے تھے اور ان کے اصول اس قسم کے تھے کہ مثلاً طوفان ہو، آندھی ہو، بارش ہو، کسی بھی قسم کا موسم ہو وہ صبح کی سیر ضرور کرتے تھے اور سیر کرتے ہوئے اتنی تیز چلتے تھے کہ میں اگر ان کے ساتھ ہوتا تو ان کے ساتھ قدم بلانا مشکل ہو جاتا تھا۔ انہیں جوانی میں ذیابیطس کی تکلیف ہو گئی تھی۔ ان کے معالج نے انہیں کہا کہ اگر تم اپنی زندگی کو منظم کر لو گے تو پھر تمہارے لئے یہ بیماری مشکل کا باعث نہیں بنے گی لیکن اگر معمول کوئی نہ رہا تو نقصان اٹھاؤ گے۔ چنانچہ انہیں جوانی کے ایام سے ہی پابندی وقت کی عادت پڑ گئی تھی۔ وہ رات کو دس بجے معمول کے دفتری کام ختم کر کے آرام کرتے تھے اور صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ اسی طرح وہ دفتر میں سب سے پہلے پہنچتے تھے۔ اگر میٹنگ نو بجے رکھی ہوئی ہے تو نو بجنے میں ایک منٹ پر وہ مقررہ جگہ پہنچ جاتے تھے۔

دیگر معاملات میں سادگی ان کا مخصوص شعار تھی۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے جتنے منصب سنبھالے ہیں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اتنی ساری ذمہ داریاں بیک وقت اٹھائی ہوں۔ پھر اتنی لمبی عمر پائی

میں بھی جاتا رہا ہوں تو اس قسم کے بین الاقوامی اداروں میں اعتماد کے ساتھ بولنا اور بغیر نوٹس کے بولنا اس کی مجھے انہی سے تربیت ملی۔ اب مجھے نہ نوٹس کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی مجھے کوئی ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔

● س: وزیر خارجہ کی حیثیت سے چوہدری صاحب نے کیسی خدمات سرانجام دیں؟

● ج: ان کا وزیر اعلیٰ تعلق اس زمانہ میں محض اسی قسم کا تھا جیسے ایک بزرگ کی ایک بچے کے ساتھ شفقت یا مناسبت ہوتی ہے۔ تحریک پاکستان سے ان کا جو تعلق تھا اس کے بارہ میں میں زیادہ نہیں جانتا کیونکہ میں اس دور سے شہناسا نہیں ہوں البتہ یہ ضرور ہے کہ جب وہ پاکستان کے وزیر خارجہ بنے تو اس حیثیت سے ان کی خدمات اپنی جگہ پر ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس دور میں پاکستان کی پالیسی یہ تھی کہ اقوام متحدہ میں ہم ایسا طریق کار اختیار کریں کہ جتنے محکوم مسلم ممالک ہیں ان کو سامراجی طاقتوں سے آزادی حاصل ہو جائے اور دوسری پالیسی یہ تھی کہ اگر وہ مسلم ممالک کے آپس میں اختلافات ہوں تو اس میں ہم اپنا رویہ متوازن رکھیں۔ اور یہ اس دور کی بات ہے جب قریباً سارے کے سارے عرب ممالک بالخصوص شمالی افریقہ کے مسلم ممالک فرانسیسی استبداد یا اطالوی استبداد کے پنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ سن ساتھ کے لگ بھگ کی بات ہے جس میں میں چوہدری صاحب کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں۔ انہوں نے الجزائر، مراکش، تیونس وغیرہ کی آزادی کے لئے جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اور اس اعتبار سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو عملی جامہ پہنانے میں ان کی بڑی خدمات ہیں

اس وقت اقوام متحدہ میں بڑی لمبی تقریریں ہوا کرتی تھیں۔ چوہدری صاحب اور کرشنا مینن کا



خوبصورت فرم اور عینک خریدنے کیلئے

تشریف لائیے

ارشاد ایسکال ٹرس

چوک کچہری بازار فیصل آباد

نیز عینک کی فٹنگ جدید آڈیوٹیک کمپیوٹر مشین پر  
کی جاتی ہے۔ اساتذہ اور طلباء کیلئے خاص رعایت ہے

فون نمبر ۲۴۸۳۸

ہر قسم کی لیڈر ورائٹی کا واحد مرکز

نٹ نئے ڈیزائن کیلئے تشریف لائیں

طیاسٹوز

بھوانہ بازار فیصل آباد

پروپرائیٹری ملک منظر

کو تنبیہ کرتے ہیں اور یہ کہ نتائج کا ذمہ دار پاکستان  
ہو گا۔ میں نے ریکارڈ صاف رکھنے کے لئے صاحب  
صدر سے جواب دینے کی اجازت چاہی اور یہ میرا  
پہلا موقع تھا کہ میں اس طرح جواب دے رہا تھا۔  
روسی مندوب بڑا تجربہ کار تھا۔ مجھے خوف یہ تھا کہ روس  
سپر طاقت ہے اس کو جواب دیتے ہوئے کہیں میں  
زیادہ سخت زبان استعمال نہ کر جاؤں چنانچہ میں نے  
اس کا جواب دیا۔ روسی مندوب نے پھر اس پر تقریر  
کی اور میں نے پھر اس کا جواب دیا تین چار دفعہ کے  
بعد صدر نے یہ مکالمہ بند کروا دیا مگر اس کے بعد بھی  
مجھے بے چینی تھی کہ جواب شاید زیادہ سخت ہو گیا ہے  
اور ایک بڑی طاقت کو شاید ایسا جواب دینا مناسب  
نہ ہو۔ رات مجھے اسی پریشانی میں نیند بھی نہ آئی کہ  
چوہدری صاحب اس کا جواب زیادہ مناسب طور پر  
دیتے۔

اگلے دن صبح جب میں چوہدری صاحب سے ملا  
تو پیشتر اس کے کہ میں اپنے تذبذب کا اظہار کرتا وہ  
صورن شناس بہت تھے فوراً ابھانپ گئے اور مجھے  
کہنے لگے کہ رات کوئی وی پر یو۔ این۔ او کی کارروائی  
کی تفصیل کے دوران تمہاری تقریر صنی اور مجھے بیحد  
پسند آئی۔ میرے لئے ان کا اتنا کہہ دینا ہی کافی تھا  
اور مجھے تسلی ہو گئی کہ میں نے درست جواب دیا تھا۔  
یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ وہ رات کو اپنے اس فرض  
سے بھی غافل نہ تھے اور اپنے کمرے میں ہی لی۔ وی  
پر جواب سنتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب آپ کا بہت شکریہ!

8888888888

کیا ہے جو میں نے تین جلدوں میں لکھی ہے۔ ان کا  
ساتھ صرف ایک گول میز کانفرنس میں ہوا ہے۔ چوہدری  
صاحب نے اپنی سوانح عمری 'تحدیثِ نعمت' خود مجھے  
بھیجی تھی۔ میرے پاس اس کا پہلا ایڈیشن ہے۔ لیکن  
فی الاصل ان کی خود نوشت سوانح عمری اتنی زیادہ طویل  
ہو گئی تھی کہ اس کا اختصار کرنا پڑا اصل مضمون کئی ہزار  
صفحات پر پھیلا ہوا تھا اس میں سے چوہدری بشیر احمد  
صاحب اور شیخ اعجاز احمد صاحب نے بعض حصوں کا  
انتخاب کیا لیکن پھر مزید اختصار کرنا پڑا۔ بہر حال اس  
میں بھی چوہدری صاحب نے علامہ کے ساتھ اپنے تعلق  
اور وابستگی کا ذکر کیا ہے۔ علامہ کے اپنے بھتیجے شیخ  
اعجاز احمد صاحب ان کے بہت عزیز اور قریبی دوست  
تھے بلکہ عقیدۂ بھی انہی کے مدرسہ فکر کے تھے تو  
اس لئے بھی وابستگی تھی۔

سے : چوہدری صاحب کے ساتھ آپ کو کوئی  
یادگار واقعہ پیش آیا؟

ج : ایک واقعہ میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ وہ  
ایسا خاص تو نہیں مگر میرے لئے بڑا اہم تھا۔ واقعہ یہ  
ہوا کہ اقوام متحدہ کا ایک اجلاس اتنا طویل ہو گیا کہ  
رات کے ساڑھے گیارہ بج گئے اور چوہدری صاحب کی  
جیسے عادت تھی جب رات زیادہ ہو جاتی تھی تو چلے جایا  
کرتے تھے تاکہ معمول کی عبادت کے بعد آرام کر سکیں  
کیونکہ انہیں صبح جلد اٹھنا ہوتا تھا۔ وہ مجھے اپنی جگہ  
بٹھا گئے۔ میں نے سوچا تقریریں ہو رہی ہیں آرام  
سے سنتے رہیں گے اور اگلے روز چوہدری صاحب کو  
تفصیل بتا دیں گے کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے  
یہ کہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک روسی مندوب نے ایک  
مسئلہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستان

ہو۔ مختلف ادوار بھی دیکھے ہوں اور مختلف مناصب  
پر بھی فائز رہے ہوں لیکن اس کے باوجود ان کے  
جاننے والوں کو یہ علم ہے کہ وہ کتنے منکسر المزاج تھے  
ان کی انکساری اور ان کا عجز اپنی جگہ ایک مثال تھا۔  
سے : کیا آپ کو چوہدری صاحب کے ساتھ  
کسی سفر کا موقع ملا۔ کوئی خاص امر بیان فرمائیں؟  
ج : میرے ان کے ساتھ طویل سفر تو نہیں ہوئے  
جیسے پاکستان سے امریکہ۔ البتہ یہ ہوتا تھا کہ ہم جن  
ایام میں امریکہ میں تھے یعنی یو۔ این۔ او میں تو اگر وہ  
کہیں مدعو ہوتے اور کوئی اہم شخصیت میزبان ہوتی اور  
وہ جگہ نیویارک سے دو تین گھنٹے کے فاصلہ پر ہوتی تو  
مجھے ساتھ لے جاتے۔ سفر کے دوران ایک خصوصی بات  
یہ ہوتی کہ حالتِ سفر میں وہ گاڑی میں بھی مقررہ عبادت  
ضرور بجالاتے اور اس کے بعد ہر موضوع پر گفتگو  
کرتے تھے۔ اپنی جوانی کے دور کی باتیں کرتے تھے۔  
اپنی والدہ سے انہیں بڑی محبت تھی۔ ماں کا ذکر کرتے  
ہوئے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود ہمیشہ جذباتی ہو  
جاتے تھے۔

ان کی طبیعت میں گفتگو بھی بہت تھی۔ مذاق کرتے  
تھے اور یہ پیرانے لوگوں کی ایک خاصیت تھی۔ اصول  
کا پکا ہونا، انکسار اور عجز ہونا اور اس کے باوصف  
کسی ایسی شخصیت کے ساتھ جس طرف عام طور پر ذہن  
نہ جائے جذبات کو وابستہ رکھنا ان کی طبیعت کا خاصہ  
تھا۔ پھر ماں کے ذکر پر ان کی آنکھیں کیوں ڈبڈبائیں  
وہ جابر و قاهر قسم کے بزرگ نہ تھے بلکہ بڑے حلیم الطبع  
اور شگفتہ مزاج تھے۔

سے : علامہ اقبال کے ساتھ چوہدری صاحب  
کے کیسے تعلقات تھے؟

ج : اس کا ذکر میں نے علامہ کی سوانح عمری میں



ان سے لے کر یہی تاثر ذہن میں رہتا تھا کہ اس شخص کی تعظیم ہم پر واجب ہے

سابق چیف جسٹس پاکستان محترم جسٹس ایوان وارث الحق صاحب کی طرف سے

تعظیم و احترام کے اہمیت دار جذبات کا پر خلوص اظہار

چوہدری صاحب موصوف کی یادداشت، پابندی وقت، شفقت، شگفتہ مزاجی اور دوسری قابل رشک صفات کا تذکرہ

۵۔ س: چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے آپ کی پہلی ملاقات کب ہوئی۔ کیا اس ملاقات نے آپ پر کوئی خاص تاثر چھوڑا؟

انٹرویو: فہیم احمد لاہوری

تاثرات بیان کیے اور تفصیل سے بتایا کہ کس طرح انہوں نے ان اسلامی ممالک کو پاکستان کے قیام اور اس کے محرکات و عوامل سے آگاہ کیا تاکہ وہ اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر اور دوسرے مسائل پر پاکستان کی حمایت کریں اس وقت چوہدری صاحب کی شخصیت، لیاقت اور انکی شفقت کا جو اثر میرے قلب و ذہن پر مرتسم ہوا وہ آخر وقت تک قائم رہا۔

۵۔ س: بعد میں چوہدری صاحب سے آپ کے تعلقات کیسے رہے؟

ج: وقتاً فوقتاً جب وہ باہر سے پاکستان آتے تو لاہور میں کسی تقریب میں اکثر ان سے ملاقات ہوجاتی تھی۔ بارالہیوسی ایشن یا کسی دوسری تنظیم کی طرف سے

ج: چوہدری صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۴۸ء میں ہوئی جب میں راولپنڈی میں ڈپٹی کمشنر تھا۔ مجھے کراچی سے دفتر خارجہ نے مطلع کیا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اسلامی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد مری آئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اہل علم و دانش کے سامنے اپنے دورہ کے تاثرات بیان کریں۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے میں نے مری کے ایمبیڈر ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا اس میں چیدہ چیدہ اور نمایاں حیثیت کے افراد مدعو تھے۔ چوہدری صاحب نے قریباً دو گھنٹے بغیر نوٹس کے بہت ہی شگفتہ اردو میں تقریر کی۔ اور ان جملہ اسلامی ممالک کے متعلق (جن کا وہ دورہ کر کے آئے تھے) اپنے



حضرت چوہدری صاحب ستمبر ۱۹۴۱ء تا ۱۰ جون ۱۹۴۴ء فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے سینئر جج رہے





اہل دل۔ اہل قلم۔ نباضِ اقوام جہاں



امورِ خارجہ کی انجام دہی میں مصروفیت کا عالم

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ڈیگ ہیمنشولڈ کے ساتھ ملاقات



## اقوام شرق و غرب میں شہرت اور ہر دلعزیزی کے بعض مناظر



سعودی عربی:

سعودی عرب کے شاہ فیصل کے ساتھ ایک ملاقات



اردنی:

اردن کا اعلیٰ ترین اعزاز وصول کرنے کے بعد شاہ حسین کے ساتھ



اردن کے شاہ حسین کے ساتھ محو گفتگو



مراکش:

مراکش کے شاہ حسن کی طرف سے ان کے شاہی محل میں پرتپاک استقبال





قم میں سیر و تفريح کے دوران دعوت شيراز (۱۹۵۳ء)

ایران:



شيراز شہر کے ایک باغ میں چپل قدمی کے دوران



مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے ساتھ تبادلۂ خیالات

مصر:



کویت:

کویت کے ایک نامور دانشور حضرت چوہدری صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ درمیان میں کویت میں پاکستان کے سفیر ایم۔ ایس شیخ کھڑے ہیں۔





نیروبی: دورہ نیروبی ۱۹۶۳ء - پاکستان کے ہائی کمشنر مکرم عبدالغفور خان صاحب متیم نیروبی (دائیں جانب) کی طرف سے استقبال



سنگاپور:

سنگاپور میں پاکستانی ہائی کمشنر کے ہمراہ (۱۹۶۳ء)



آسٹریلیا: کینبرا میں آسٹریلیا کے گورنر جنرل لارڈ گرہی کے ساتھ گفت و شنید



لائبیریا:

لائبیریا کے صدر رولیم ٹب مین کے ساتھ



## امریکہ :

امریکہ کی بعض سربراہان و روہ شخصیات کے ساتھ  
(دوہان میں رابرٹ کینیڈی ہیں)



## جرمنی :

فرینکفرٹ کے میئر ڈاکٹر ڈیلوونے کی طرف سے  
ٹاؤن ہال میں استقبالیہ تقریب (۱۹۶۹ء)



جرمنی کے نامور قانون دان پروفیسر ڈاکٹر ٹیکنیک (JAENICKE)  
کے ساتھ تبادلہ خیالات (۱۹۶۹ء)



امریکہ کی برکلی یونیورسٹی (کیلیفورنیا) کی طرف سے اعزازی ڈگری پیش کئے جانے کی پروقار تقریب (۳۰ جولائی ۱۹۶۵ء)



علم و معرفت میں کمال کا اعتراف



لگتا تھا دیکھنے میں جو انسان کم سن  
جب بولنے پر آیا زمانے پر چھا گیا



اقوام عالم کے بعض نمائندگان کے ساتھ  
گفتگو کا ایک خوش گوار لمحہ



مستفرد خطیب کا اندازِ خطابت



نیویارک میں بعض پاکستانی افسران کے ہمراہ



اولاد کے لئے محبت و شفقت کا حسین پیکر  
(حضرت چوہدری صاحب کے نواسے)



فیاض -



احمد نصر اللہ خان -

نظر میں ڈھل کے ابھرتے ہیں شکر کے جذبے



حضرت چوہدری صاحب اپنی اکلوتی صاحبزادی  
محترمہ امۃ الحجی صاحبہ کے ساتھ



مصطفیٰ نصر اللہ خان -



ابراہیم نصر اللہ خان

خوش نصیب خاندان کے واجب الاحترام افراد



حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب  
(بھائیوں میں سب سے بڑے)



چوہدری شکر اللہ خان صاحب -



چوہدری اسد اللہ خان صاحب

چوہدری عبداللہ خان صاحب -

حضرت چوہدری صاحب کے والد محترم  
حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب







حضرت چوہدری صاحب اپنے چھٹے چوہدری اور سر نصر اللہ خان صاحب ابن چوہدری عبداللہ خان صاحب کی تقریب شادی میں



محترمہ امہ الحی صاحبہ بنت حضرت چوہدری صاحب کے استاد  
محترم مولانا رحیم اللہ خان صاحب (مرحوم)



حضرت چوہدری صاحب کے معالج خاص مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب



حضرت چوہدری صاحب کے خادم خاص  
مکرم نصیب اللہ صاحب قر

خاکہ ربوہ

ان کو ڈنر وغیرہ پر بلایا جاتا تھا۔ وہاں بھی ملاقات کا موقع مل جاتا۔ کئی دفعہ نجی محفلوں میں بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ کبھی وہ مجھے ٹیلیفون کر دیتے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور انکی بزرگی کا تقاضا بھی یہی تھا اور اگر کبھی میں لندن گیا اور وہ وہاں موجود ہوتے تو ہمیشہ یہ دستور رہا کہ میں ٹیلیفون کے ذریعہ انہیں اطلاع دیتا کہ میں لندن آیا ہوا ہوں اور ملاقات کر لیا جاتا ہوں وہ اکثر اس بات پر زور دیتے کہ میں ان کیساتھ کھانا کھاؤں۔

آخری سالوں میں چونکہ وہ ضعیف ہو گئے تھے اور غلیل بھی رہتے تھے اس لیے وہ کسی مشترکہ دوست کے ہاں کھانے کا انتظام کرتے تھے اور ہم لوگ وہاں جمع ہوتے تھے۔ چوہدری صاحب ہمیشہ میرے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے رہے۔

۴۔ چوہدری صاحب کے اخلاق و کردار کا کوئی نمایاں پہلو جس کا آپ کو بطور خاص تجربہ ہوا ہو؟

ج: ایک تو ان کی شفقت اور محبت کا تاثر ہے وہ عمر میں مجھ سے پچیس سال بڑے تھے۔ اس دورانے ایک نسل کا فرق پڑ جاتا ہے باپ بیٹے کا بھی بسا اوقات اتنا ہی فرق ہوتا ہے۔ اس کے باوجود جب ہم ان سے بات چیت کرتے تو وہ ہمیشہ وزنی دلائل کے ساتھ اپنے نقطہ نظر کی تشریح کرتے تھے حکیمانہ انداز نہیں ہوتا تھا کہ جو میں نے کہہ دیا وہی درست ہے اسے تسلیم کرو اس پر عمل پیرا ہو۔ ان کا یہ طریق بھی نہ تھا کہ نوجوانوں کو کم عقل سمجھ کر ان سے تفصیلی بات نہ کی جائے ایک اور چیز جو میں نے ان میں دیکھی وہ یہ تھی کہ انکی یادداشت بہت زبردست تھی۔ حقائق، اعداد و شمار، واقعات، دن تاریخ، اور ان لوگوں کے نام جن کیساتھ ان کو واسطہ پڑا ہو یہ سب چیزیں انہیں تفصیل کے ساتھ یاد رہتی تھیں۔ اور لندن میں تو اکثر اوقات ان

۹۷

دسمبر ۸۵ء، جنوری ۸۶ء

کے ساتھ یہ مذاق رہتا تھا کہ میں انہیں اپنے بیٹے کے گھر سے ٹیلیفون کیا کرتا اور ان سے کہتا کہ آپ میرا فون نمبر نوٹ کر لیں تو فرماتے کہ تمہارا وہی نمبر نہیں جو پچھلے سال تھا۔ اور پھر وہ نمبر بتا دیتے۔ حالانکہ وہ نمبر خود مجھے اپنی نوٹ بک سے دیکھنا پڑتا تھا۔

وہ چھوٹوں کو بھی اپنے مذاق میں شامل کرتے تھے چنانچہ ایک ہمارے مشترکہ دوست تھے S.M. BURQ وہ عمر میں مجھ سے کافی بڑے تھے انکی سروس کے دوران چوہدری صاحب سے انکی مراسم تھے۔ چوہدری صاحب نے انہیں پیش کش کی کہ بہت سے لوگ فارن سروس میں آ رہے ہیں آپ بھی آجائیں چنانچہ وہ فارن سروس میں آ گئے اور سیفر بن کر ریٹائر ہو گئے۔ چوہدری صاحب کے ساتھ بھی ان کے تعلقات دیر تک قائم رہے۔ جب میں اور چوہدری صاحب لندن میں اکٹھے ہوتے تو برقی صاحب کو ضرور شامل کرتے اور چوہدری صاحب باوجود عمر میں بڑے ہونے کے برقی صاحب سے مذاق کرتے رہتے تھے۔ شگفتگی اور مزاح کی حس انہیں ہمیشہ قائم رہی۔

ایک اور چیز وقت کی پابندی تھی جو بھی وقت دیتے اس پر پہنچ جاتے۔ ایک دفعہ لندن میں مجھے آپ کے ساتھ کہیں جانا تھا وہ میرے مکان پر مجھے لینے کیلئے آ گئے۔ چوہدری صاحب انور کاہلوں صاحب کے ساتھ کار میں تھے میں نے کہا چوہدری صاحب آپ نے کیوں تکلیف کی ہم خود آپ کے پاس پہنچ جاتے تو کہنے لگے تم میرے مہمان کی حیثیت سے آ رہے تھے تو میں نے سوچا کہ میں خود آ کر آپ کو اپنے ہمراہ لے چلوں۔ انور کاہلوں صاحب کہنے لگے آپ کو پتہ نہیں ہمارا پونے آٹھ بجے پہنچنے کا پروگرام تھا چوہدری صاحب نے سات بجے سے

مجھے کہنا شروع کر دیا کہ تم مجھے لیکر انور صاحب کے پاس پہنچو۔ وقت کی پابندی کے متعلق میری عمر بھر



دسمبر ۱۹۸۵ء، جنوری ۱۹۸۶ء

۹۹

خالد ربوہ

رہائش پذیر تھے وہ صرف دو کمروں پر مشتمل تھا۔ باقی وسیع و عریض عمارت اپنی جماعت کے لیے وقف کر دی تھی۔ ابھی میں نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ چوہدری صاحب مجھے ساتھ لے جانے کیلئے میرے ہاں خود آ گئے اور میں نے عرض کیا کہ ہم خود وہاں آ جاتے تو انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہاں تو میں اکیلا رہتا ہوں اور کوئی نوکر وغیرہ بھی نہیں ہے۔ میں وہاں آپ کی خدمت نہ کر سکتا۔ اپنا ناشتہ تو میں خود تیار کر لیتا ہوں اور امام صاحب کے گھر سے کھانا منگو لیتا ہوں۔ مگر آپ دعوت تو نہیں کر سکتا تھا لاہور میرے گھر آئیں گے تو وہاں آپ کی بہت خدمت کروں گا۔

انکا لباس بھی بہت پرانے وقتوں کا ہوتا تھا حالانکہ وہ عالمی سطح کے سیاستدان تھے۔ میری مرحوم بیوی بھی میرے ساتھ تھیں وہ یہ سب کچھ دیکھ کر بہت متاثر ہوئیں۔

جب بھی چوہدری صاحب سے ملاقات ہوتی تو یہی تاثر ذہن میں ابھرتا تھا کہ اس شخص کی تعلیم ہم پر واجب ہے۔ اور یہ سب ان کی شفقت، محبت اور قابلیت کا رد عمل تھا۔ انکی ذہنی بیداری بھی بہت تھی۔ نوٹے سال کے بزرگوں کی خدمت میں لوگ حاضر تو ہوتے ہیں مگر یہی سمجھتے ہیں کہ ان سے کچھ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ مگر چوہدری صاحب کے یادداشت، قوت استدلال اور ذہنی بیداری آخر وقت تک قائم رہی۔ اور ان کے پاس بیٹھ کر آدمی کو لطف آتا تھا کہ اتنا طویل تجربہ والا انسان ہمیں کچھ دے رہا ہے۔ جو شخص پہلے نہ بھی جانتا ہو انکے کارناموں کا علم بھی نہ رکھتا ہو اس کو بھی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ بڑا وسیع علم رکھنے والا شخص ہے۔ خدا نے انہیں گفتگو اور تقریر کا فن خاص طور پر عطا کیا تھا

دسمبر ۱۹۸۵ء، جنوری ۱۹۸۶ء

۹۸

خالد ربوہ

کی روایات تم آج مجھے لیٹ کر داکر توڑ دو گے۔

بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کو کس طرح منظم کیا ہوا تھا اس عمر میں اگر وہ تھوڑا سا لیٹ بھی ہو جاتے تو کوئی حرج نہیں تھا مگر انہوں نے اسے بھی گوارا نہ کیا۔

• سے: تحریک پاکستان میں چوہدری صاحب کی خدات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: قائد اعظم نے چوہدری صاحب پر بہت اعتماد کیا اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ قائد اعظم اس اعتماد میں حق بجانب نہ ہوں۔ قائد اعظم نے چوہدری صاحب کو باؤنڈری کشن کے سامنے کیس پیش کرنے کے لیے منتخب فرمایا اور مسلم لیگ کے بہت بنیادی اہمیت کے معاملات میں ان پر بھروسہ کیا اور چوہدری صاحب نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جو کچھ بھی وہ کر سکتے تھے اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اب یہ تو انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت تھی کہ انہوں نے گورنر داسپور کی ایسی تقیم کر دی کہ کشمیر کی قسمت کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔

• سے: وزیر خارجہ کی حیثیت سے چوہدری صاحب نے پاکستان کے لیے کیسی خدات سرانجام دیں؟

ج: اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل زندگی عطا کی اور ہر قسم کی قابلیت سے نوازا۔ تقسیم ہندوستان کے وقت وہ فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے اور اگر وہ اسی شعبہ سے متعلق رہتے تو شاید وہ پاکستان کی سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس ہوتے مگر قائد اعظم نے اپنی بصیرت یا اپنی ضروریات کے مد نظر ان کے سپرد وزارت خارجہ کا قلم دان کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اقوام متحدہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے انکا کردار بڑا اہمیت شادار تھا۔ وہ ہماری مستقل نمائندگی

بھی رہے اور جنرل اسمبلی کے صدر بھی۔ انہوں نے اسلامی ممالک اور تیسری دنیا کے ممالک میں پاکستان کو متعارف کرانے کیلئے بہت اہم کردار ادا کیا۔ اسے طرح کشمیر کے کیس کے لیے وہ سالہا سال کوشش کرتے رہے اور اس مسئلہ کے لیے ساری دنیا کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر انہوں نے بہت عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

• سے: چوہدری صاحب کی شخصی زندگی اور ان کی مجالس کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں؟

ج: تقسیم برصغیر سے قبل سہارن پور وکلاء نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ ان میں چوہدری صاحب کا شمار چوٹی کے وکیلوں میں ہوتا تھا اور اسی بنا پر ان کو بہت اعلیٰ مناصب دیئے گئے۔ مزید برآں انکی شخصیت بھی پُر وقار تھی۔ قدرت کی طرف سے ہر کسی کو یہ ہمہ گیر عہد و ولایت نہیں ہوتی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا صاحب مرتبت بنایا تھا۔ وہ بڑے ملنسار تھے اور بڑے ہی منکسر المزاج تھے۔

جتنے لوگوں سے ان کا تعلق پیدا ہوا مجھے یہ احساس ہے کہ انہوں نے آخر دم تک اس تعلق کو پورے خلوص کے ساتھ نبھایا اور کسی کو یہ احساس نہیں دلایا کہ میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں۔ اس عمر میں پہنچ کر انسان کے مزاج میں چڑچڑاہٹ پیدا ہو جاتا ہے مگر وہ اس سے یکسر مبرا تھے۔ عمل، بردباری اور گفتگو ان کی تزئین قائم رہی۔ دنیا کے ہر خطے اور وہاں کے لوگوں سے انکی واقفیت تھی۔ انکی گفتگو اور مجلس اتنی دلچسپ ہوتی تھی کہ آدمی الٹا بہت محسوس نہیں کرتا تھا پھر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ قانون، فلسفہ اور تاریخ کا ہی نہیں جملہ مذاہب کا بھی انہوں نے مطالعہ کیا ہوا تھا خاص طور پر اسلام پر تو انکی بہت گہری نظر تھی اور اس پر انہوں نے کتابیں بھی لکھی تھیں۔

طبیعت بہت سادہ تھی۔ آخری حصہ عمر میں تو بہت ہی سادگی سے زندگی بسر کی۔ جس فلیٹ میں آپ

نرسری تا پنجم پچول اور پچول  
کیلئے

مثالی تعلیمی ادارہ

گرلس ہائی اسکول  
(ط (جسٹڈ)

(علمہ تعلیم سے منظور شدہ)

فون: 63852  
697/۸ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ہسٹا

چناب موٹر روڈ  
5723 ط

بااختیار ڈیلر

ہند موٹر سائیکل

فاطمہ جناح روڈ  
سرگودھا



## باؤنڈری کمیشن میں آپ بڑی ذہانت سے فراسٹے اور محنت سے مسلم لیگ کا جیس پیش کیا

### عرب دنیا میں پاکستان کا پہلا تعارف آپ ہی کی ذات کے حوالہ سے ہوا

### محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کیلئے محترم سردار شوکت حیات صاحب کے

### عقیدت بھرے جذبات

(ملاقات: فضیل عیاض احمد)

کے دوست تھے میں بھی ان سے تکلف ہو گیا۔ چوہدری صاحب کی یہ خوبی تھی کہ وہ ہر عہد کے آدمی کے ساتھ گھل مل جاتے اور اس کے مذاق کے مطابق باتیں کرتے۔ زمانہ طالب علمی کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے آپ نے مزید بتایا کہ

”مجھے بچپن میں پہلا تحفہ چوہدری صاحب کی طرف سے ہی ملا اور اس کی تقریب یوں ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ ان سے اپنے کمر کٹ کھیلنے کے شوق کا ذکر کیا اس کے چند دن بعد وہ انگلستان گئے تو وہاں سے کمر کٹ کے موضوع پر ایک ضخیم معلوماتی کتاب انہوں نے مجھے تحفہ کے طور پر بھیجی وہ فی الواقعہ مجھ پر بہت مہربان تھے اور ان کا اور میرا تعلق چچا اور بھتیجے کا تعلق تھا۔“

مزید فرمایا:

”چوہدری صاحب سے مختلف مواقع پر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو بھی ہوئی بڑا صاحب مشورہ دیتے تھے۔ ہمارا اختلاف رائے بھی ہوا مگر ان کی قابلیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔“

سردار صاحب نے کہا:

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور مشہور مسلم لیگ لیڈر محترم جناب سردار شوکت حیات صاحب نے نمائندہ خالد کے ساتھ ایک ملاقات میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ”ان جیسے قابل اور اعلیٰ پائے کے وکیل پاکستان میں بہت کم پیدا ہوئے ہیں۔ بہت بلند پایہ وکیل ہونے کے ساتھ انہیں خدا کی طرف سے تقریر کا ملکہ بڑی فیاضی کے ساتھ عطا کیا گیا تھا۔ بڑی رواں اور اثر و جذبہ میں ڈوبی ہوئی تقریر کرتے تھے۔ ان کی کئی تقریریں گھنٹوں جاری رہتی تھیں۔ طویل تقریر کے دوران وہ اصل موضوع کو فراموش نہیں ہونے دیتے تھے۔ بہت سی تفصیلات بیان کرنے کے بعد اپنے اصل نقطہ پر واپس آ جاتے تھے بحیثیت ایک منفرد اور ممتاز مقرر ان کی شخصیت سے مجھے بڑا لگاؤ رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔“

سردار صاحب نے بتایا کہ

”چوہدری صاحب سے میری پہلی ملاقات اس زمانہ میں ہوئی جب میں علیگڑھ سکول میں پڑھتا تھا۔ اور اپنے والد صاحب کے ساتھ لاہور آیا تھا۔ وہ میرے والد صاحب

و ناداری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اپنے پرانے تعلقات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔“

سردار صاحب نے کہا:

”آدمی ان کے اخلاق کے کس کس پہلو پر بات کرے وہ تو بڑے اعلیٰ اور ارفع انسان تھے۔“

چوہدری صاحب کے ایک وصف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے ان کی حیرت انگیز سادگی پر بڑا تعجب ہوا چند سال پیشتر جب وہ انگلستان میں مقیم تھے تو میں ایک دفعہ ان سے ملنے گیا۔ ان کی رہائش احمدیہ مشن کے ساتھ ایک بہت چھوٹے سے کمرہ میں تھی انہوں نے خود ہی چائے بنا کر مجھے پلائی۔ وہ اپنا بستر بھی خود ہی ٹھیک کرتے تھے۔ کسی دوسرے کی مدد کے طالب نہیں ہوتے تھے۔“

ان کی زندگی بہت ہی سادہ تھی۔ کوئی دوسرا آدمی انہیں دیکھ کر یہ محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ یہ عالی مرتبت انسان ہے اور بین الاقوامی عدالت کا صدر رہا ہے۔“

”چوہدری صاحب نے بڑی ذہانت، فراست اور محنت کے ساتھ باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کا جیس پیش کیا اور عرب دنیا میں تو پاکستان کا پہلا تعارف ہی چوہدری صاحب کی ذات کے حوالہ سے ہوا جبکہ انہوں نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ہونے کی حیثیت سے اقوام متحدہ میں عربوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کی اور اسرائیل کے قیام کی مخالفت میں بہت زوردار تقریریں کیں۔“

آپ نے فرمایا:

”چوہدری صاحب کو مذہبی اقدار سے بہت لگاؤ تھا۔ انہوں نے ساری عمر موقع میسر ہونے کے باوجود شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ سگریٹ سے بھی احتراز کیا نہ ہی دوسری لغویات میں حصہ لیا۔ وہ بے معنی بات نہیں کرتے تھے سبق آموز واقعات سناتے رہتے تھے۔ مذہبی تعلیمات کی بڑی سختی کے ساتھ پیروی کرتے تھے۔ ان کے اندر وہ ساری خوبیاں موجود تھیں جو ایک صحیح اور سچے .... (باخدا انسان) میں ہونی چاہئیں۔ وہ بڑے ملنسار تھے اور انکی سرشت میں

رنگین، بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی

کی خرید و فروخت اور مرمت کا مرکز

ظہم ظم فی وی  
ہاؤس

۲۲ ۴۲ ۲۲ P.P

فون: ۹۱۹۲۰  
نزد ہائی وے پل نیوسول لائنز سڑک گودھا

چوہدری برکس  
کینی  
چکے ۲۱ شمالی

اعلیٰ و معیاری اینٹ کا مرکز

پروپرائیٹرز: چوہدری شاہ نواز و پرائیٹ  
چوہدری آصف محمود و پرائیٹ



# چوہدری صاحب فی الحقیقت بہت عظیم انسان تھے

## محترم شہزادی عابدہ سلطان آف بھوپال کے قلبی تاثرات

انکی پوری زندگی اور شخصیت بے حد قابل احترام تھی

( ملاقات : راجہ سعید احمد )

بھوپال میں ایڈوائزر بننے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ وہ نواب صاحب کے ساتھ مل کر حصول پاکستان کی جدوجہد میں اندرونی طور پر خدمات سرانجام دیں۔ اور اس طرح پاکستان اور بھوپال کے مشترکہ مفادات کی حفاظت کے سلسلہ میں قانونی اقدامات بروئے کار لائیں۔ بہر حال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سر ظفر اللہ سے نواب صاحب کے مراسم کتنے قریبی اور گہرے تھے اور وہ ان کا کس قدر احترام کرتے تھے۔

سوال : یہ سوال اکثر ذہنوں میں اٹھتا ہے کہ چوہدری صاحب جیسے عظیم قانون دان کو بھوپال میں مشیر مقرر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ کیا آپ اس کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گی؟

جواب : اگر پاکستان اور بھوپال کے مشترکہ مفادات کی حفاظت کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو سر ظفر اللہ جیسے عظیم اور لائق انسان کو بھوپال کی ریاست میں ایڈوائزر مقرر کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ جس عظیم انسان نے قانون کے میدان میں عالمگیر شہرت حاصل کی اور یونائیٹڈ نیشنز میں اقوام عالم کی سربراہی کا فقیہ ادا کیا اسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بھوپال کی ریاست میں ایڈوائزر بنتا۔ مقصد ایک ہی تھا کہ مطالبہ پاکستان کی خلاف جو قانونی جھڑپیں نکالی جاتی ہیں سر ظفر اللہ اپنی غیر معمولی قانونی دسترس کے بل پر انکاؤنٹر کریں یہ کام انہوں نے بڑے خلوص اور بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا اس زمانہ میں میرے والد صاحب چیمبر آف پرنسز کے

سوال :- چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے آپ کی ملاقات کب اور کیسے ہوئی؟

جواب :- چوہدری صاحب سے میری ملاقات بھوپال میں ہوئی تھی جب کہ وہ نواب صاحب کے بلانے پر بھوپال میں سرورس کے سلسلہ میں آئے تھے اور صرف ملاقات ہی نہیں ہوئی بلکہ ان سے اور ان کے خاندان سے گہرے تعلقات استوار ہو گئے تھے۔ غالباً وہ چار پانچ سال وہاں رہے۔ قریباً روزانہ ملاقات ہوتی تھی اور وہ ہمارے گھر کے فرد محسوس ہوتے تھے۔

سوال :- آپ کے والد صاحب (نواب بھوپال) کے حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ کیسے مراسم تھے اور چوہدری صاحب نے ان کے قانونی مشیر کی حیثیت سے کیسی خدمات سرانجام دیں؟

جواب :- وہ ان پر بے حد اعتماد کرتے تھے۔ اور ان کا تعلق ایسا تھا جیسا بڑے بھائی سے ہوتا ہے۔ وہ چوہدری صاحب کی اعلیٰ شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ سر ظفر اللہ جیسے عظیم انسان شہرِ لہور کو اپنے بچے کی طرح زیرِ تربیت لے لیں تو یہ اسکی بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا عہد سے ذکر بھی کیا۔ لیکن سر ظفر اللہ کے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا وہ تو قیام پاکستان کی جدوجہد میں بے حد مصروف تھے۔ ان کے

خدا تعالیٰ کے فضل اور رسم کے ساتھ

"Marshal"

SYMBOL OF  
QUALITY

نمبر  
۶۲۹۵۶

نیشنل شوز گھنٹی (رجسٹرڈ) سرگودھا  
ہر قسم کے جوگو، ٹمک، شو، چیل (ورق بچکانہ جوتے تیار کئے جاتے ہیں)  
یہ جوتے مارشل شوز کے نام سے ملک بھر میں ہر جگہ دستیاب ہیں۔  
دیدہ زیبے، قدم قدم حسین ۱۸/۲ نذیر کالونی سرگودھا

سکول و کالج کے کتب اور  
سیٹرنی کے لیے۔

ظفر علی گڑھ

اردو بازار سرگودھا

فون ۶۵۳۳۸

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ

جائیداد کی خرید و فروخت کا مرکز

نشین  
۶۳۱۹۶

پراپرٹیز ڈیلر

نزد خیام سینما ریلوے روڈ سرگودھا  
پروپرائیٹر: چوہدری محمد اشرف



چائسلر تھے۔ اس حیثیت میں جملہ والیان ریاست کی طرف سے ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد تھی۔ اوصہ (نواب صاحب بھوپال) پاکستان کے زبردست حامی تھے اور ان کی پوری کوشش یہ تھی کہ زیادہ سے زیادہ علاقہ پاکستان میں آجائے۔ اس سلسلہ میں ظفر اللہ خان صاحب نے ان کے ایڈوائزر کے طور پر بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو اس ضمن میں چندال کامیابی نہ ہوتی۔

سوال: پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے چوہدری صاحب نے جو خدمات سرانجام دیں ان کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: وزیر خارجہ کی حیثیت سے بھی سر ظفر اللہ نے بہت شاندار خدمات انجام دیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی ان خدمات کو فی زمانہ گردانا نہیں جاتا۔ زمانہ ہی کچھ ایسا آگیا ہے کہ نیکی کی قدر مفقود ہو کر رہ گئی ہے۔ درحقیقت اہل پاکستان نے اپنی آزادی اور خود مختاری کی حقیقی قدر نہیں پہچانی۔ وہ کسی فرد کی قدر کریں گے وہ خواہ سر ظفر اللہ ہوں یا نواب بھوپال ہوں یا کوئی اور۔

سوال: کیا آپ سمجھتی ہیں کہ یہ جو ریاستوں کا الحاق پاکستان سے ہوا ہے وہ سر ظفر اللہ خان صاحب کی مساعی کی وجہ سے ہوا ہے؟

جواب: جونا گڑھ کا الحاق جہاں تک مجھے یاد ہے وہ خالصتہ ظفر اللہ خان صاحب کی کوششوں کا نتیجہ تھا کیونکہ اور جو ریاستیں تھیں وہ کٹ آتی تھیں۔ ان کا پاکستان سے ملنا مشکل تھا۔ مثلاً بھوپال جو اتنا زیادہ پاکستان کے لیے کام کر رہا تھا وسطی ہندوستان میں ہونے کی وجہ سے اس کا پاکستان سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے بھوپال رہ گیا مگر جونا گڑھ کا الحاق ہو سکتا تھا تو چوہدری صاحب نے اس معاملہ میں جو محنت کی اور والیان ریاست کی رہنمائی کرتے ہوئے انہوں نے جو کوشش کی اور تعلقات قائم کئے

اسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔

سوال: تحریک پاکستان میں چوہدری صاحب کی جو خدمات آپ کے ذہن میں ہیں وہ بیان فرمائیں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ وہ پاکستان کے لیے بے حد کوشاں رہے اور بہت زبردست کوششیں کیں، دن اور رات وہ اسی کوشش میں لگے رہتے تھے، بھاگتے پھرتے تھے کبھی اس والی ریاست سے ملے کبھی اس رئیس سے ملے کبھی ہمارے والد صاحب کے ساتھ جو اس وقت چیمبر آف پرنسز کے چائسلر تھے۔ صلاح مشورے ہو رہے ہیں اور کبھی ذاتی حیثیت سے دوستانہ گفتگو ہو رہی ہے بہر حال انہوں نے پاکستان کے قیام میں بے انتہاء کوشش اور بے انتہاء محنت کی ہے جسکی نظیر معدودے چند لوگوں کے سوا ملتی محال ہے۔

سوال: چوہدری صاحب اور جماعت احمدیہ نے حصول استحکام پاکستان کے ضمن میں جو خدمات سرانجام دیں تو کیا قوم نے ان کو وہ مقام دیا جس کے وہ مستحق تھے؟

جواب: نہیں دیا اور مجھے اس کی بے حد شرمندگی بھی ہے ہونی تو نہیں چاہیے کیونکہ میرا تو ان واقعات سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے بلکہ جس طرح چوہدری صاحب اور انکی پوری جماعت کے خلاف آئینی اقدام کر لیا گیا وہ میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ میرا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ وہ شخص جو کلمہ پڑھ لیتا ہے اور جو علی الاعلان اس کا اعلان کرتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت سے باہر نہیں نکالا اور اسکی ایک واضح مثال یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار کہلاتا ہے اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و احسان کا سلوک روا رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے حیثیت سے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

سوال: چوہدری صاحب کو حیثیت انسان آپ نے

کیسا پایا؟

جواب: بہت عظیم انسان تھے اور بہت زبردست انسان تھے اور انسان ہی کی حیثیت سے میرے دل میں انکی عزت ہے۔ وزرائے خارجہ روز آتے جاتے ہیں۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، وزرائے اعظم نئے نئے آتے ہیں اصل چیز تو انسانیت ہوتی ہے اور یہ صفت چوہدری صاحب میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور وہ اتنے مخلص اور باخدا انسان تھے کہ باوجود اس کے کہ بعض طبقوں کی طرف سے مذہب کی آڑ میں ان کی شدید مخالفت کی گئی۔ میرے خیال میں اتنی عالم اسلام کی خدمت کسی اور نے نہیں کی جتنی انہوں نے کی ہے۔

سوال: اقوام متحدہ میں بھی آپ کو چوہدری صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا وہاں ان کے کردار اور مصروفیات کے بارے میں اپنے مشاہدات اور تاثرات بیان فرمائیں۔

جواب: ۱۹۵۴ء میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندہ وفد میں مجھے بھی شمولیت کا موقع ملا۔ چوہدری صاحب ہر کھانے پر کہیں نہ کہیں مدعو ہوتے تھے۔ شاید ہی انہوں نے اپنی قیام گاہ پر کوئی کھانا کھایا ہو چونکہ وہ مجھ سے اچھی طرح واقف تھے، قدر کرتے تھے اس لیے ہر دعوت میں جانے سے پہلے وہ مجھ سے ضرور پوچھ لیتے تھے کہ اگر آپ چلیں تو مجھے خوشی ہوگی تو میں ساتھ جاتی تھی اور مجھے بھی خوشی ہوتی تھی کیونکہ وہ جو وہاں تقریریں کرتے تھے وہ قرآنی علوم و معارف سے بریز پڑتی تھیں اور طرز بیان ایسا دلکش ہوتا تھا کہ ہر بات لوگوں کے دل میں کھلب جاتی تھی جو لوگ آتے تھے وہ دین کے متعلق ان سے باتیں سننے کو آتے تھے پاکستان کے متعلق تو جو کچھ انہیں کہنا ہوتا تھا وہ اسمبلی کے باقاعدہ اجلاس میں کہتے تھے مگر یہ جو جگہ جگہ انکی دعوتیں ہوتی تھیں یہ پاکستان سے متعلق امور کے علاوہ اس لیے بھی ہوتے

تھیں کہ وہ بڑے پُر اثر طریقے سے مذہب کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور لوگ اس سے متاثر ہوتے تھے اور میں بھی بہت متاثر ہوتی تھی۔ میں نے نہیں سنا کہ کبھی بھی انہوں نے ہمارے عقائد کے خلاف ایک لفظ بھی کہا ہو۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے اتنی جان توڑ کوشش کی اور انکی عمر اس وقت عنفوان کی نہیں تھی وہ جوان نہیں تھے وہ ضعیف تھے۔ اس ضعیفی میں انہوں نے اتنی بھاگ دوڑ کی اور اپنی صحت کی یا کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور پاکستان کا نام روشن کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور اتنا زیادہ انہوں نے دین کا نام پھیلایا امریکہ میں جتنے دن ہم رہے ہیں مجلس اقوام میں جو میں نے دیکھا میں اس سے بے حد متاثر ہوئی مزید برآں بہت سی روحانی باتیں، قرآن کی آیات اور احادیث اور ان کی تفاسیر جو میرے علم میں نہیں تھیں وہ میں نے ظفر اللہ صاحب سے سنیں۔

اسی دوران ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے میرے دل میں انکی عظمت اور بڑھادی۔ اس سال میں پہلی بار امریکہ گئی تھی۔ اس لیے دل میں خوف بھی تھا اور کچھ عجیب سے خیالات تھے کہ میں کہاں آگئی ہوں۔ اس وفد میں میں تنہا عورت تھی۔ لہذا جب امریکہ پہنچ کر ایک ہوٹل میں ٹھہری تو وہاں دل نہیں لگا۔ انگریزوں سے تو کسی قدر مانوس تھی مگر وہاں بڑی اجنبیت محسوس ہوئی۔ امریکنوں کے اخلاق و کردار انگریزوں سے بہت مختلف ہیں اس لیے بڑی بیزاری کی کیفیت طاری رہی لہذا وہیں دل کے بعد دل میں خیال آیا کہ ہمارا اقوام متحدہ کا پاکستانی دفتر یہاں ہے تو وہیں جا کے کوئی کمرہ تلاش کر لوں اور اس کمرے میں جا کے سو جایا کر دوں۔ اس وجہ سے میں نے اس دفتر کا اوپر سے لے کر نیچے تک خاموشی سے معائنہ کیا کہ اس میں اگر کوئی مناسب کمرہ ایک طرف مل جائے تو میں یہیں رہا کروں چاہے اس کے کہ میں ہوٹل میں رہوں۔ چوتھی منزل کے اوپر ایک بہت ہی چھوٹا سا کمرہ تھا اس میں ایک ٹوٹا پھوٹا سا پلنگ پڑا



تھا اور دوسری عام ضروریات بھی اچھی طرح مہیا نہ تھیں تو میں نے یہ حالت دیکھ کے یہ سمجھا کہ غالباً یہاں جو کچھ رہتا ہوگا تو میں نے پوچھا کہ بھی یہ کس کا کمرہ ہے تو معلوم ہوا کہ یہاں پاکستان کے وزیر خارجہ رہتے ہیں مجھے تو بڑا تعجب ہوا میں حیران دیکھتی رہی یقین نہ آتا تھا۔ میں نے کہا کیا یہاں چوہدری ظفر اللہ خان رہتے ہیں تو کہنے لگے جی ہاں۔ مجھے تو بہت بُرا لگا میں نے کہا کہ یہ کیا ہے ان کو اتنا الاؤنس ملتا ہے اتنی تنخواہ ملتی ہے ان کے سارے اخراجات گورنمنٹ ادا کرتی ہے اور یہ ایسی پھیپھر جگہ میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ بات ہماری بدنامی کا باعث ہے کہ ہمارا وزیر خارجہ اس طرح پڑا ہوا ہے تو میں نے پوچھا اور کہا کہ طافات وغیرہ کہاں کرتے ہیں تو کہنے لگے کہ وہ دفتر میں کر لیتے ہیں اگر کوئی ملے آئے تو دفتر کے کمرے میں جا کے ملتے ہیں یہاں کوئی نہیں آتا یہاں تو وہ رات کو آکر سو جاتے ہیں اب مجھے بہت بُرا لگا چونکہ میرے اور ان کے بہت بے تکلفی کے اور برسوں پرانے تعلقات تھے۔ چنانچہ پہلی فرصت میں میں نے ان سے بہت جھگڑا کیا میں نے کہا ظفر اللہ صاحب آپ کو کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ آپ اس طرح پڑے ہوئے ہیں تو ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ ”آپ اس سے کیا سمجھیں؟“ میں نے کہا کہ میں یہی سمجھی کہ آپ سارا پیسہ بچاتے ہیں اور کسی اچھی جگہ میں نہیں رہتے آپ ایسی بیہودہ جگہ میں رہتے ہیں اگر کوئی سنے یا دیکھے تو کیا کہے کہ پاکستانی وزیر خارجہ اس حال میں زندگی بسر کرتا ہے تو ہنسنے اور کہنے لگے کہ دیکھیے کہ میں اپنی ذات پر صرف دو ڈالر میہ خرچ کرتا ہوں خواہ وہ ٹیکسی میرے خرچ ہو جائیں، خواہ وہ کھانے میں خرچ ہو جائیں یا کافی میں ہو جائیں، کیونکہ میں سگریٹ نہیں پیتا، شراب نہیں پیتا کچھ نہیں کرتا میرے تو اخراجات کچھ بھی نہیں اور آپ دیکھ رہی ہیں کہ صبح، دوپہر، شام کا کھانا مجھے مل ہی جاتا ہے دعوتوں وغیرہ کے ذریعہ تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ہوٹل میں جا کے اخراجات کروں حالانکہ میں بہترین ہوٹل میں

ٹھہر سکتا ہوں اور گورنمنٹ مجھے تمام اخراجات دیگی۔ مجھے جو الاؤنس ملتا ہے میں ان میں سے صرف دو ڈالر میہ اپنے لیے رکھتا ہوں باقی تمام رقم میں دفاتر کا کاموں کے لیے دے دیتا ہوں۔

میرے دل میں ان کیلئے بڑی عزت پیدا ہوئی کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی زندگی کی پوری کمائی کو اپنے عقیدہ اور ایمان کی خاطر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ کتنا ہی دیتے جاؤ ان کا پیٹ ہی نہیں پھرتا غرض اس واقعہ نے میری نظروں میں ان کو اور بھی اونچا کر دیا۔

سوال: کوئی ایسا واقعہ بھوپال میں قیام کے دوران جو آپ کو ہمیشہ یاد رہے انکی کوئی خوبی یا کوئی ایسا کام جس سے آپ بہت متاثر ہوئی ہوں؟

جواب: میں تو ظفر اللہ خان صاحب کے پورے ریکارڈ سے بہت متاثر تھی میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ میں کسی ایک واقعہ کا خاص طور پر تذکرہ کرے کہوں کہ میں اس بات سے متاثر ہوئی ہوں۔ انکی تو پوری زندگی اور شخصیت میرے لیے بہت قابلِ عظمت تھی وہ فی الحقیقت ایک بہت عظیم انسان تھے۔

سوال: آپ کو چوہدری صاحب کی وفات کا کیسے علم ہوا اور آپ نے کیا محسوس کیا؟

جواب: اس وقت میں اپنے بیٹے کے پاس اسلام آباد گئی ہوئی تھی انہوں نے مجھ سے بہت ہی تشویش کے ساتھ کہا کہ ظفر اللہ خان صاحب بیمار ہیں اور شدید بیمار ہیں تو ہم نے تار وغیرہ دی اور معلومات حاصل کیں کہ کیا ہوا ہے اور ان کی بیماری نے بہت تشویش پیدا کی۔ میرا دل بھی چاہا کہ میں واپس جاتے ہوئے لاہور ٹھہر کر انکی عیادت کر لوں اور اگر اجازت مل گئی تو دیکھ لوں گی مگر ان کی وفات ہو گئی یہ بھی میرے بیٹے نے ہی مجھے بتایا وہاں اسلام آباد میں ہی اور وہیں سے ہی ہم نے تار وغیرہ دیئے اور پھر جانے کو دل بھی نہ چاہا کہ اب کہاں جائیں کس کے پاس جائیں تعلقات

تو ظفر اللہ صاحب کے ساتھ تھے وہی نہ رہے تو اب کیا کریں دل کو یوں معلوم ہوا کہ ایک عظیم سہتی دنیا سے اٹھ گئی۔ سوال: اگر چند جملوں میں چوہدری صاحب کی پوری زندگی کا احاطہ کرنا ہو تو؟

جواب:

“He was a great man and a great scholar of Islam and other religions and a very sincere person who was very competent to be The president of Pakistan.”



## اگر آپ...

- اپنا بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی دے کر رنگین لینا چاہتے ہیں۔
- معمولی استعمال شدہ رنگین یا بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی بہت سستا خریدنا چاہتے ہیں تو ہماری خدمات حاصل کریں۔

— ڈم ڈم ٹی وی ہاؤس فاطمہ جناح روڈ سرگودھا

— ٹی وی پوائنٹ بالمقابل کوتوالی فیصل آباد

ہر قسم کے  
گوڑہ کناری، موتی تارے، کشمیری اور  
سندھی کڑھائی والے سوٹوں کی  
خرید و فروخت کے لئے ہمارے ہاں  
تشریف لاویں۔

میسز انیسٹریٹ کمپنی  
خواجہ بازار۔ فینہ بلاک  
اعظم کلاتھ مارکیٹ۔ لاہور  
فون: ۳۲۲۰۷۷



## ”ان کے پائے کا

## کوئی انسان

## ہم نے

## آج تک

## ”نہیں دیکھا“

## ”حضرت نبی اکرم سے

## انہیں بے پناہ عشق تھا“

جناب افضل حیدر

رکن پاکستان بار کونسل  
کے مشاہدات کانچوڑ

چوہدری صاحب کے میرے والد سید محمد شاہ صاحب کے ساتھ بڑے مگرے تعلقات تھے اور دونوں کا ایک دوسرے کے ہاں بہت آنا جانا تھا۔ چوہدری صاحب نے سیالکوٹ میں ہمارے ہی مکان میں پرنکٹس کا آغاز کیا۔ وہ بڑے منکسر المزاج اور مخلص انسان تھے۔ دوستوں سے بہت پیار کا تعلق رکھتے تھے۔ ان میں انسانی اقدار کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ ان کے پائے کا کوئی انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ چوہدری صاحب ایک عظیم انسان تھے۔ ہر مخاطب کے لحاظ سے ان کا رویہ بہت اعلیٰ اور قابل قدر ہوتا تھا۔

ان کی مجلس میں معاشرے کے اُوچے اور نیچے دونوں طبقوں کے لوگ ہوتے تھے مگر کسی کو شکوہ نہیں ہو سکتا تھا کہ حسب مراتب اس کی قدر نہیں کی گئی۔ ان کے گاؤں سے آنے والا پٹواری بھی ان کے گھر سے ویسا ہی خوش جاتا تھا جیسا کوئی مرکزی وزیر۔

چوہدری صاحب سادگی اور بے تکلفی کا مرقع تھے مگر اس کے ساتھ ہی ان کی طبیعت میں نفاست اور مناسبت بھی بہت تھی۔ مثلاً کپڑے قیمتی نہ ہوتے مگر صاف ستھرے اور بے شکن۔ سوٹ پہنتے یا شلوار قمیض پر شیروانی زیب تن کرتے۔ یہ چیز ان کی اصول پسندی کا بھی بین ثبوت ہے۔ وہ اپنے مذہبی عقائد پر بڑی سختی سے قائم تھے۔

حضرت نبی کریم سے انہیں بے پناہ عشق تھا۔ مجھے اکتوبر کے مہینہ کا ایک دن آج بھی یاد ہے اور اس موقع کی تصویر بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ جب محترم چوہدری صاحب اور میرے والد صاحب گلبرگ میں چوہدری بشیر احمد صاحب کی کوٹھی پر سارا دن بیٹھے رہے اور آنحضرت کی عظمت اور شان کے متعلق آپس میں باتیں کرتے رہے اور اس موقع پر مسلسل فارسی اور اردو کے اشعار ایک دوسرے کو سناتے رہے۔ میں کئی دفعہ ان کے پاس گیا ہر دفعہ ان کا انہماک ترقی پر ہی پایا۔ دونوں کی آنکھیں بار بار ڈبڈب جاتی تھیں اور شدت جذبات کی وجہ سے ان کا گلارندہ جاتا تھا اور بات جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔

وہ دن مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ یہ مخصوص ذکر مبارک پر چوہدری صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ کیا قادیانی واقعی نبی کریم کی شان کے منکر ہیں۔ اس دن کا نظارہ میرے لئے عجیب تجربہ ہے جسے

## ڈیلر

سہراب، ایگل، پیکو، ایٹل

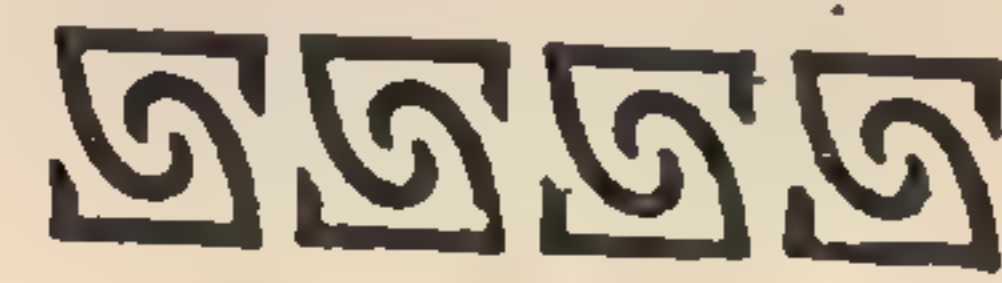
مینوفیکچر

ٹرائی وین ڈس ایبل، ٹرائی سائیکل، ویل چیر،  
ورزشی سائیکل اور ہر قسم کے بچوں کے سائیکل  
کی خرید کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

قائم شدہ ۱۹۰۱ء

میسرز ام موسیٰ اینڈ سٹرنز  
نیلہ گنبد لاہور

فون ۳۱۱۰۵۰ گھر ۵۲۷۸۵



آپ کی خدمت کے لئے حاضر و مستعد برائے:-

حسابات رکھنا۔ نگرانی حسابات۔ آڈٹ۔

رجسٹریشن بحیثیت فرم یا ملٹیڈ کمپنی۔

صنعتی کارخانہ جات کی مالی منصوبہ بندی۔

انکم ٹیکس۔ ویلٹھ و گفٹ ٹیکس کے مسائل۔

سیکرٹریل کام برائے کمپنی۔

رابطہ کے لئے

اوقات

صبح ۹ تا ۵ بجے شام

تشنہ ایسویسٹ

بیسمنٹ گارڈی ٹرسٹ بلڈنگ۔ تھارٹون روڈ۔ لاہور

فون دفتر ۲۲۳۳۲۸ — رہائش ۸۵۸۷۵۵



# جادو وہ تو سر چڑھ کر لو لے

کانگریس وکیل کو چوہدری صاحب کے دلالت کا لولہ ماننا شرط

مکہ پر وفیسر سعود احمد خان صاحب۔ ربوہ

آپ کی ایک تقریر کا اہتمام کیا۔ یہ کلب والی ایم سی ای کے سینئر اراکین پر مشتمل تھا اور Y'smen کا نام بطور WISE MEN کی آواز سے رکھا ہوا تھا یعنی عقلمندوں کا کلب۔ ایڈووکیٹ عبدالحق صاحب اس تقریب کے صدر تھے چونکہ جلسہ کا اعلان اخبار پاکستان ٹائمز میں بھی کیا گیا تھا۔ اور عوام کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی اس لیے عاجز بھی وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔

حضرت چوہدری صاحب نے انگریزی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ سامعین سمجھتے تھے کہ چوہدری صاحب موصوف عالمی سیاست پر کچھ ارشاد فرمائیں گے لیکن چونکہ ان دنوں محترم چوہدری صاحب عالمی عدالت کے جج تھے اس لیے کسی سیاسی تقریر سے گریز کرتے ہیں آپ نے مصلحت سمجھی۔ تقریر میں خاص نکتہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا تو اس کا کیا مطلب ہے اور اس مطلب کو کیسے حاصل کیا جائے۔ تقریر کے بعد صدر محترم نے کہا کہ چوہدری صاحب محترم بہت محتاط بزرگ ہیں اور اپنے فرائض کی ذمہ داریاں اور ان کے تقاضوں کو بھی خوب جانتے ہیں وہ اپنے آپ کو مجبور پاتے تھے کہ عالمی سیاست پر گفتگو نہ فرمائیں لیکن انہوں نے اس مضمون کو جس کو ہم ان کے پیشہ کے ساتھ متعلق نہیں سمجھتے علم و عرفان کے وہ جوہر دکھائے ہیں کہ گویا ہم بہت بڑے دینی مفکر اور عالم کے علم سے مستفیض ہو رہے تھے

تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت چوہدری صاحب نے بھٹو صاحب کو قائد اعظم محمد علی جناح نے بحیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی طرف پنجاب میں باؤنڈری کمیشن کے سامنے مغربی پاکستان کے مشرقی سرحد قائم کرنے کیلئے بطور وکیل مقرر کیا اور آپ نے بہت خوبی کے ساتھ اس قومی فریضہ کو سرانجام دیا۔ تمام ان لوگوں نے جو کسی نہ کسی طرح کمیشن کے ساتھ منسلک ہوئے یا پنجاب ہائی کورٹ میں جا کر انکو بحث سننے کا موقع ملا اس حقیقت کو فراخ دلی کے ساتھ تسلیم کیا کہ حضرت چوہدری صاحب نے نہ صرف وکالت کا حق ادا کیا بلکہ اپنی لیاقت کا سکہ بٹھادیا جبکہ اس کام کیلئے آپ کو خاطر خواہ نہ وقت میسر آیا اور نہ کوئی اور سہولت مہیا تھی مثیل مشہور ہے کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر لو لے میں اس ضمن میں تمام دوسری تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے جن کا علم بہت سے اہل دانش اور باخبر لوگوں کو ہے مندرجہ بالا مثل کے مطابق ایک روایت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو لاہور کے مشہور ایڈووکیٹ عبدالحق صاحب نے بیان فرمائی اور جس جلسہ میں انہوں نے اس کو بیان فرمایا میں بھی سامعین میں موجود تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ غالباً ۱۹۶۰ء کی ابتداء میں یعنی جنوری، فروری میں حضرت چوہدری صاحب جلسہ سالانہ ربوہ کے بعد لاہور تشریف لائے تو Y.M.C.A. یعنی یوگ کرپن ایسوسی ایشن کی ایک ذیلی تنظیم YSMEN CLUB نے بطور مہمان خصوصی

ستہ لواد نے یہ کہہ کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا اور میرے پاس یہ بات بطور امانت کے ہو گئی اور آج تیرہ سال بعد میں اس بات کو پہلک میں بیان کر کے اس سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اور میرا محترم چوہدری صاحب کو ان خدمات پر جو باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرتے ہوئے انجام دیں شکریہ کہنا صرف رسمی نہیں بلکہ ایک بصیرت پر قائم ہے۔ کیونکہ ان کے دلائل کا لوہا ان کے ہڈ مقابل کانگریس کے ہندو وکیل نے میرے سامنے اکیلے میں تسلیم کیا تھا۔ ہم مسلمانوں کا اپنے وکیل کی تشریف کرنا ایک جذباتی نگاہ کی بات کہی جاسکتی ہے۔ لیکن اس جادو کا کیسے انکار کیا جائے جو خود ہندوؤں کے وکیل کے سر چڑھ کر بولا۔ ایڈووکیٹ عبدالحق صاحب کی تقریر بھی انگریزی میں ہی تھی لیکن ان کی قوت گویائی اور صداقت بیان اسی طرح تھی جس کو میں نے اردو میں سپرد قلم کرنے کی کوشش کی ہے۔



ہمارا نصب العین

• خدمت • دیانت • امانت

اعلیٰ معیاری شین لیس سٹیل اور پیتل تانہ  
سلور کے برتن

نشین  
اعلیٰ معیاری واشنگ مشین خریدنے کے لئے  
ہمیں خدمت کا موقع دیں

نیشنل لیس سٹیل  
چوک چوہان  
چینیٹ

پروپرائٹر:- چوہدری سراج الدین اینڈ سنز

فون نمبر ۸۷۰

مگر میں بحیثیت صدر اپنے آپ کو مجبور نہیں پاتا کہ کسی سیاسی مسئلہ پر لب کشائی نہ کروں بلکہ میں اس سلسلہ میں ایک ایسی بات کا امین ہوں جس میں میں منہ ہوں اور اس کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قوم کو اسکی ایک امانت پہنچا کر سبکدوش ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ جب محترم چوہدری صاحب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کر رہے تھے میں بھی لاہور میں موجود تھا اور اس کا ردوائی کو سننے جایا کرتا تھا۔ میرا تاثر بھی وہی تھا جو سب مسلمانوں کا تھا کہ ہمارے دل محترم چوہدری صاحب کی اس خدمت پر تشکر و امتنان ہے برز تھے

چونکہ کانگریس کے وکیل مسٹر سیتلوا دہمبھی سے تشریف لائے تھے اور میرے دوست تھے اس لیے ان سے بھی ملا کرتا تھا اور ایک دن ان سے اپنے گھر دعوت پر تشریف لانے کی درخواست کی انہوں نے بحث کے اختتام پر ایک شب میرے گھر آنا قبول کیا لیکن اس شرط پر کہ کوئی تیسرا شخص اس میں نہ ہو صرف ہم دونوں دوست مل کر کھانا کھائیں گے۔ میں نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ وہ حسب وعدہ تشریف لائے اور کہا عبدالحق تم سمجھتے ہو گے کہ میں نے کسی تیسرے شخص کی موجودگی شاید اس لیے قبول نہ کی کہ میں بحث کر کے تھک گیا ہوں اور آرام چاہتا ہوں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے جو میں صرف تم سے کہہ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر حقائق پر فیصلہ کیا جائے تو میں تم کو تمہارے مسلمان ہونے کی حیثیت سے مبارکباد دیتا ہوں کہ مسلم لیگ کے کیس کو ایک بہترین وکیل میسر آیا اور اس اعتبار سے ظفر اللہ خان مسلم لیگ کے کیس کو اس سے کہیں زیادہ بہتر طور پر پیش کر کے جس طرح میں نے کانگریس کا کیس پیش کیا۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ فیصلہ دلائل کی بناء پر نہیں ہوگا اور اگر ہوا تو یقیناً مسلم لیگ کا پلہ بھاری ہوگا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ نے کہا کہ مسٹر



Digitized By Khilafat Library Rabwah

# چوہدری صاحب کا سفر آخرت

(انگریزی نظم کا آزاد اردو ترجمہ)

ہماری برطانوی نژاد احمدی بہن محترمہ سلمیٰ مبارکہ صاحبہ بیگم محترمہ ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب آف یارک شائر انگلستان سے لاہور اور پھر ریلوہ پہنچ کر لجنہ اماء اللہ انگلستان کی نمائندگی شریعت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے جنازہ میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئی تھیں۔ انہوں نے جنازہ میں شرکت کے بعد ۳ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ایک انگریزی نظم میں اپنے جذباتِ محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ ان کی انگریزی نظم مع اردو ترجمہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

- میری زبان گنگ ہے، اُس پر نہ نالہ و شیون ہے اور نہ آہ و بکا،
- مگر شدتِ غم کے زیرِ اثر آنکھوں سے ایک سیلِ اشک رواں ہے۔
- وہ اب وہاں جا پہنچے ہیں جہاں جانے کے وہ متمنی تھے اور جس کے لئے وہ دعا گو رہتے تھے،
- یعنی ابدِ آباد میں اپنے خالق و مالک کے حضور۔
- ان کی میت پر پہلی نظر پڑی، دیکھا وہ کتنے حسین نظر آ رہے ہیں،
- بایں ہمہ جذباتِ غم کی شدت نے میرا گلا پکڑا ہوا ہے۔
- ان کے وفات پانے کے بعد نظروں میں ان کی قدروں و منزلت اور بھی بڑھ گئی ہے، اور وہ کندن کی طرح دمک رہے ہیں۔
- ان کے گلابی رخسار کتنے دلکش ہیں اور وہ خود کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔
- کلمہ طیبہ بڑے فخر سے سینہ پر اب بھی آویزاں ہے۔
- خدا کا یہ بندہ ہر امتحان میں پورا اُترا ہے۔
- کمروان کا بُرت کی منکوں سے تاج بستہ ہے۔
- سرخ گلاب کی شاداب پتیاں ان کے وجود کی برکت سے اور بھی زیادہ شاداب نظر آ رہی ہیں۔
- اس ذاتی احساس کے زیرِ اثر کہ ان کی روح ابھی یہیں موجود ہے، اور ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

## عائشہ ٹریننگ سنٹر

کٹائی • سلائی • کشیدہ کاری  
ٹننگ • پیٹنگ اور دیگر کورسز  
کی ٹریننگ کا بااعتماد ادارہ نیز  
آرڈر کا کام تسلی بخش اور بارعایت کیا  
جاتا ہے۔

۴۴۰ بی میلز کالونی رانزورجانیہ تحصیل آباد

دیدہ زیب لباسِ خواتین کے ذوق  
اور نفاس کے گواہ کرتا ہے  
ٹیلرنگ کے دنیا میں ایک ہی نام

کسیپا لڈیز ٹیلرز  
ڈی گراؤنڈ تفصیل آباد

فون نمبر ۴۶۲۶۳

نیز ہمارے ہاں خوبصورت لیڈیز گرم چادر سے  
دیدہ زیب اور خوشنما رنگوں میں دستیاب ہیں

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے

کریمر جیولرز  
فون ۶۸۵۵۱۱ (ایئر کنڈیشنڈ)

بازارِ فصیل - کریم آباد (چورنگی) کراچی

پروپرائٹر: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز



حرکت کر رہی ہے،

- اور اس خوف کے زیر اثر کہ کہیں میری کوئی حرکت میرے محبت کو ناگوار نہ گزرے،
- میں اپنے خیالات اور جذبات کو مجتمع اور منضبط رکھنے پر مجبور ہوں،
- اور سرتاپا دعا بنی ہوئی ہوں کیونکہ ایسے موقعوں کے لئے ہمیں یہی تو تعلیم دی گئی ہے۔
- بڑی ہی حسنین اور پیاری یادیں رہ رہ کر آتی ہیں پر ابھر رہی ہیں،
- یعنی یہ کہ وہ ملاقات کرنے والوں سے کیسے باتیں کرتے تھے،
- کس طرح وہ باتوں میں لاجواب کر دیتے تھے اور پھر خود ہی حوصلہ افزائی کرتے تھے،
- وہ باتیں کرتے تھے اپنے مرحوم والد بزرگوار اور بھائی کی،
- اور علی الخصوص اپنی والدہ مرحومہ سے اگلے جہان میں متوقع ملاقات کی جس کے انتظار میں وہ عرصہ دراز سے
- رگن رگن کر دن گزار رہے تھے۔
- سالہا سال سے وہ مجھے اپنی وفات کا صدمہ برداشت کرنے کے لئے تیار کر رہے تھے،
- اور انہوں نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ توقع رکھتے ہیں کہ اگلے جہان میں ان کے لئے دائمی خوشی مقدر ہے،
- باوجود اس کے کہ گفتگوں ان سے اس موضوع پر باتیں ہوتی تھیں،
- پھر بھی میں نہیں چاہتی تھی کہ میں یہ دن دیکھوں۔
- مجھے اس بات کی تو خوشی ہے کہ ان کا انجام بخیر ہو اور انہوں نے اپنی مراد کو پالیا،
- لیکن وہ دور پورا ہونے کے بعد ہم جو پیچھے رہ گئے ہیں،
- ہم سب نے ہی محسوس کیا کہ جو روشنی ان کے دم سے وابستہ تھی وہ اب مدھم پڑ گئی ہے۔
- لیکن جہاں تک ان کی اپنی ذات کا تعلق ہے جنت کی دائمی خوشیاں ان کے لئے مقدر ہیں۔
- جدائی کی گھڑی ہمیشہ بھاری ہوتی ہے لیکن جدائی کی یہ گھڑی تو بہت ہی بوجھل ہے۔
- مجھے دل گرفتہ خیالات کو ذہن سے جھٹک دینا چاہیئے اور خوش ہونا چاہیئے،
- بھلا دینا چاہیئے مجھے اپنے ذاتی دکھ اور صدمہ کو کیونکہ
- میرے خدا نے مجھے استفادہ کا خوب موقع دیا، مجھے کلمہ شکوہ زیب نہیں دیتا۔
- اٹھارہ سال سے مجھے ان کے ساتھ تعلق خاطر تھا۔
- محض اس لئے کہ وہ وفات پا گئے ہیں یہ تعلق ختم نہیں ہو سکتا۔
- محبت اور دعائیں کبھی ختم نہیں ہوا کرتیں، ان کا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے،
- اُس پریش بہانہ کی طرح جو سدا بڑھتا رہتا ہے۔
- مجھے نماز جنازہ کے لئے موٹر کار میں پولو گر اوڈے لے جایا گیا،
- میں کار میں ہی بیٹھی رہی کیونکہ وہاں خواتین نہیں تھیں۔
- لوگ بہت بڑی تعداد میں وہاں جمع تھے جن پر خاموشی طاری تھی۔ نماز جنازہ ادا کی گئی اور ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔

- ان کا تابوت ہمارے پیچھے ہے اور ہم ٹریفک میں سے گزرتے ہوئے اپنا راستہ بنا رہے ہیں۔
- راستہ بھر پولیس کا ایک دستہ تابوت کے آگے آگے چلتا رہا۔
- دن کی گرمی میں ہم ربوہ جا پہنچے۔
- اس طرح ربوہ کی جانب ان کا آخری سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔
- یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اس موقع پر یہاں آنے کی سعادت نصیب ہوئی،
- تاکہ میں ان کے سفر آخرت کے آخری مراحل میں شریک ہو سکوں جو بہت خیر و خوبی سے طے ہوئے۔
- میں نے دیکھا کہ قطاروں میں کھڑے ہوئے ہینڈلر لوگ انہیں آخری سلام اور الوداع کہتے آئے ہوئے ہیں۔
- ان سے لوگوں کو کس قدر محبت ہے یہ بتانا چندان مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے کیونکہ انسانوں کے اجتماع عظیم سے یہ از خود عیاں ہے۔
- سات بجے شام کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی۔
- میں چہرہ پر نقاب ڈالے گا میں ہی بیٹھی رہی۔
- اس کے بعد انسانوں کے جم غفیر کے ہمراہ جنازہ بہشتی مقبرہ روانہ ہوا۔
- یہ خاموش گواہی اُس محبت کو آشکار کر رہی تھی جو لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے جاگزیں ہے۔
- بہشتی مقبرہ میں رات ہو جاتی ہے۔ وہاں انسانوں کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔
- خاموشی کے عالم میں جنازہ انسانوں کے اس سیلاب میں سے گزرتا ہوا اپنی منزل پر پہنچتا ہے عقل حیران ہے کہ حقیقت ہے یا خواب!
- یہ کیسی خوش نصیبی ہے! ان کے جسدِ خاکی کو چار دیواری کے اندر دفنایا جاتا ہے،
- وفات یافتہ ائمہ سلسلہ اور رفقاء کے پہلو میں۔
- قبر پر اینٹیں نصب کرنے اور بڑی صفائی سے انہیں باہم مربوط کرنے کی ساری کاروائی کا میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتی ہوں۔
- کنکریٹ کی تہہ جمائی جاتی اور اُس پر پلاسٹک کی بڑی چادر بچھائی جاتی ہے۔
- بعض پرانے رفقاء اپنے ہاتھوں سے قبر کو مٹی دیتے ہیں۔
- پھر جلد ہی مٹی کی ایک بڑی ڈھیری کی شکل میں قبر تیار ہوئی۔
- ہم سب نے خاموشی سے قبر پر دعا کی اور لوگوں کا جم غفیر چھٹنا شروع ہوا۔
- ان کے افراد خاندان پھر میری خاطر مدارات میں مصروف ہو گئے وہ سارا ہی دن میری دیکھ بھال میں لگے رہے تھے۔
- میں مہمان خانہ میں واپس لوٹی اور بارے مجھے وہاں تنہائی نصیب ہوئی۔
- اپنے آپ کو اکیلا پا کر میں سسکیاں بھر کر رونے لگی۔
- اسی حال میں تین دن گزر گئے۔ ان کی روح اب مادی جسم کی جگر بندی سے آزاد ہو چکی ہے۔
- میری آنکھوں سے آنسو اب بھی بہتے ہیں اور بہتے چلے جاتے ہیں لیکن انجام بخیر پر دل بالآخر تسلی پا جاتا ہے۔
- اے پیارے وجود! تیری جدائی شاق گزرتی ہے اور آئندہ بھی گزرے گی۔ میں پہلے ہی کی طرح اب بھی تجھ سے
- محبت رکھتی ہوں۔
- میں تیرے لئے دعا کرتی رہوں گی اور اگلے جہان میں پھر تجھ سے جا ملوں گی۔



Digitized By Khilafat Library Rabwah

For 18 years he's been my friend.  
 Just because he's dead it doesn't end.  
 Love and prayers go on for ever  
 Like adding to a precious treasure.  
 I'm driven to the polo ground for his funeral prayer.  
 I stay in the car as no ladies are there.  
 A large silent crowd, prayers over we leave  
 And with his coffin behind us through traffic we weave.  
 A police guard escorts throughout the way  
 And Rabwah is reached in the heat of the day.  
 His last journey to Rabwah, I'm so glad I could come.  
 And witness the last rites so beautifully done.  
 The crowds queue to see him  
 Bid salams and farewell.  
 How much he is loved is so easy to tell.  
 Just after 7pm the prayer takes place;  
 I sit in the car with my veil covered face.  
 Then off to the graveyard in crowds they all go  
 And this silent witness is also taken to show.  
 It's dark in the graveyard  
 And crowded the scene;  
 We quietly drive through it  
 It's unreal — it's a dream!  
 Oh greatful delight! he's laid here inside  
 Along with ..... and friends who have died.  
 I watch as the bricks are laid firm and neat.  
 And concrete is added and then plastic sheet.  
 A few old ..... throw soil on the ground  
 And soon there's a heap, a quite sizeable mound.  
 We all pray in silence and the crowds move away.  
 His family take care of me as they have done all day.  
 And back to the guesthouse, for a while I'm alone  
 And at last I indulge in a low anguished moan.  
 The three days are over — his soul at last free.  
 Tears flow now unchecked but  
 Relief brings to me.  
 Oh darling I'll miss you — but love you the same  
 And pray in the next life I can meet you again.

## Choudhri Sahib's Funeral 3.9.85

(Selma Khan)

I utter neither sound or sighs  
 But tears are streaming from my eyes.  
 He's where he longed & prayed to be  
 With his Creator in Eternity.  
 He looks so well, I quickly note,  
 As fierce emotion grips my throat.  
 He's put on weight, he looks aglow,  
 His cheeks are pink — I love him so.  
 The Kalima still worn proudly on his chest,  
 This 'servant of God' has passed every test.  
 The room is packed with blocks of ice  
 Red flower petals mirrored twice.  
 The idea his soul still lingers here  
 And fear of offending my friend so dear  
 Compels me to discipline all thought  
 And simply pray as we are taught.  
 Memories haunting but very sweet  
 Of what he'd say to those he'd meet,  
 And how he'd tease and how he'd greet.  
 He'd spoken of his father & brother  
 And the long awaited reunion with mother.  
 For years he'd prepared me for all this  
 And allowed me to know, for him, it would be bliss.  
 Despite the hours we'd talked this way  
 I still was not ready for this day.  
 I rejoiced for him for his freedom at last  
 But for those of us left an era had passed.  
 We all I'm sure felt that now dimmed  
 Was *our* light  
 But now he would taste the gardens delight.

Farewells are tough, but this one is bad.  
 I must brainwash my self to feel happy-glad.  
 Forget my personal sorrow and pain  
 I had so much — must not complain;



# دلوں میں گنگے والی عظمت اور اس کا ایک نقشہ جمیلہ

مکرم حافظ قدس سرہ اللہ صاحب سالک مرید  
ہالینڈ و انڈونیشیا حال لندن

نے چند ایک دفعہ نہایت ادب سے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی زندگی اور اس میں ہونے والے واقعات کا تعلق صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق تو پوری جماعت اور قوم کے ساتھ ہے بہتر ہے آپ انہیں تحریر میں بھی لے آئیں تا یہ حالات قوم کی رہنمائی کا باعث ہوں۔ مگر آپ ہر دفعہ یہی فرماتے رہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں کوئی عجب یا خود نمائی کا احساس کسی رنگ میں پیدا نہ ہو جائے مگر جب آپ کو آپ کے قریبی احباب نے قرآن کی آیہ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّث کی روشنی میں اس کی طرف توجہ دلائی اور اس کی تحریک کی گئی تو پھر آپ نے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے تعلق میں جہان تک ذاتی تاثرات کا سوال ہے۔ انہیں اور انکی کیفیات کو بیان کرنا کوئی سہل کام نہیں۔ مگر اس میں سبھی شک نہیں کہ اہم اور عظیم اشراف واقعات سے قطع نظر آپ کی زندگی کے متفرق واقعات کو خواہ کتنے ہی مختصر کے ساتھ الگ الگ بیان کیا جائے پھر بھی وہ اپنی افادیت کے لحاظ سے یقیناً اپنے اندر بہت سے اہم پہلو لیے ہوئے ہیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کی شہرت کے پیش نظر اس کا ذکر غائبانہ سنا ہو تو اس کا طبیعت پر غیر معمولی اثر ہوتا ہے مگر جب اس شخص کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے تو اس کی عظمت کا غائبانہ احساس اکثر اس رنگ میں قائم نہیں رہتا۔ مراد یہ کہ اس میں کمی آجاتی ہے لیکن حضرت چوہدری صاحب کو جس قدر سبھی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے آپ کی عظمت کے احساس میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ کیونکہ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا آپ جو کہتے تھے وہی کرتے تھے۔ ہالینڈ کے قیام کے دوران ایک لمبا عرصہ آپ کو قریب سے دیکھنے۔ اور آپ سے فیضیاب ہونے کے مواقع اس عاجز کو میسر آئے۔ اور میں اس بنا پر علی وجہ البصیرت یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ کو اعلیٰ بلند پایہ اوصاف سے متصف پایا آپ کی عظمت دل میں گھر گرتی چلی گئی اور احترام کا جذبہ بے پناہ مسلسل ابھرتا چلا گیا۔

بے نفسی | عجز و انکساری کا وصف ایک سچے احمدی کا خاصہ ہوتا ہے۔ میں نے اس وصف کو نہایت عمدہ رنگ میں آپ کی ذات میں جلوہ گر پایا۔ اس ضمن میں آپ کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب ”تحدیثِ نعمت“ کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ مجھے یاد ہے اور یہ اس کتاب کے وجود میں آنے سے پہلے کی بات ہے۔ کہ میں

اور بنیادی مراحل میں تھا۔ اس وقت حضرت چوہدری صاحب کی رہنمائی اور آپ کا مشورہ ہمارے لیے بہت ہی برکت کا موجب ہوا۔ اور ہم نے وہ زمین خرید لی۔ اس کے بعد بیت الذکر کی تعمیر کے ضمن میں نقشے وغیرہ کے مراحل تھے۔ ان امور میں بھی حضرت چوہدری صاحب کا صلاح مشورہ ہمارے بہت کام آتا رہا۔ آخر تعمیر کی ابتدا ہوئی اور تکمیل پر افتتاح عمل میں آیا۔ ان دونوں اہم مواقع یعنی تعمیر کی ابتدا اور افتتاح کا اعزاز حضور کے ارشاد پر حضرت چوہدری صاحب کے حصہ میں آیا۔ بلکہ اس کے بعد حضور ہی کے ایما سے حضرت چوہدری صاحب نے کچھ عرصہ اپنی رہائش بھی اسی بیت الذکر جو بیت اللہ کا کے نام سے موسوم ہے کے ایک کمرے میں اختیار فرمائی۔ حضرت چوہدری صاحب اپنے ہالینڈ کے عرصہ قیام کے دوران اکثر اہم جماعتی تقریبات میں بھی اپنے بابرکت حاضری سے جماعت کو مستفیض فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب عرب کے پرنس فیصل جو سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کے لارڈ میئر تھے جماعت کی دعوت پر احمدیہ مشن میں تشریف لائے تو اس موقع پر حضرت چوہدری صاحب بھی موجود تھے۔ بلکہ حضرت چوہدری صاحب کی موجودگی اور آپ کی ملاقات سے لارڈ میئر بہت ہی خوش تھے۔ خاکسار نے عربی زبان میں انکی خدمت میں ایڈریس پیش کیا اور تحفہ کچھ کتب بھی پیش کیں۔ اسی طرح ایک موقع پر ہالینڈ کے وزیر اعظم تنکو عبد الرحمن جب تشریف لائے اور پھر ایک اور موقع پر جب نائیجیریا کے وزیر اعظم ڈاکٹر سیرا ابوبکر تفاقاوا بلیو تشریف لائے تو ان مواقع پر بھی حضرت چوہدری صاحب کی موجودگی ہمارے لیے اور معزز مہمانوں کے لیے بڑی مسرت اور شادمانی کا باعث تھی

ہالینڈ کے وزیر خارجہ ڈاکٹر جوزف لٹز جو بعد میں

جبور ہو کر یہ قدم اٹھایا چنانچہ اسی مناسبت سے پھر آپ نے اس کا نام بھی ”تحدیثِ نعمت“ رکھا۔ آپ کو اپنے حالات کے بیان کرنے میں لفظ ”میں“ کا استعمال مرغوب نہیں تھا۔ اور اس لفظ سے آپ ہمیشہ بچنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے اپنے سوانح کو جب انگریزی میں ڈھالا تو وہاں لفظ ”I“ سے بچنے کے لئے آپ نے HE کا لفظ استعمال فرمایا۔ جس سے پڑھنے والے کو کچھ الجھن سی ضرور ہوتی ہے۔ مگر آپ نے I کی بجائے HE سے ہی کام چلانا بہتر خیال فرمایا اور پھر یہیں تک بس نہیں آپ نے انکساری کے خیال سے اس انگریزی سوانح کا نام بھی SERVANT OF GOD رکھا تا HE کے پیچھے بھی جو جذبات کا قریب ہو سکتے ہیں انکا بالکل ہی خاتمہ ہو جائے۔

ہالینڈ کی جماعت سے تعلق | اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت

چوہدری صاحب کا اپنی زندگی میں جہاں بھی قیام ملا۔ ان کا وجود ہر جگہ ہی دینی خدمات کے ضمن میں وہاں کی جماعت کے لیے بہت مفید اور برکات کا موجب رہا۔ چنانچہ اس لحاظ سے ہمارا ہالینڈ کا مشن اور وہاں کی جماعت بڑی خوش قسمت ہے۔ کہ انہیں سالہا سال حضرت چوہدری صاحب کے وجود کی برکات سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ بلکہ کچھ اتفاق ایسا ہے کہ جب سے ہالینڈ میں اللہ کے گھر کی تعمیر کا پروگرام شروع ہوا حضرت چوہدری صاحب کا خاص تعلق اس بیت الذکر سے رہا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے ۱۹۵۰ء میں حضرت مصلح موعود کی طرف سے جب ارشاد موصول ہوا کہ ہالینڈ میں بیت الذکر کی تعمیر کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کی جائے۔ تو ان ایام میں بھی حضرت چوہدری صاحب کا گور ہالینڈ سے ہوا اس وقت بیت الذکر کے لیے زمین کی خرید کا معاملہ بھی ابھی ابتدائی



ایک لمبا عرصہ NATO کے جنرل سیکرٹری بھی رہے وہ تو حضرت چوہدری صاحب کے بہت مداح تھے ایک دفعہ جب ہم نے حضرت چوہدری صاحب کو ایک موقع پر پارٹی دی تو ڈاکٹر گنڈاپڑے شوق سے تشریف لائے اور کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب حضرت چوہدری صاحب سے جو گفتگو رہے۔ یہی کیفیت ڈاکٹر سرابوکر تفاقاً بلیو صاحب کی تھی۔ وہ بھی جب آئے تو دیر تک حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ بے تکلفانہ باتیں کرنے میں مشغول رہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر بھی بہم سب کیلئے لطف کا باعث تھا۔ یعنی ستمبر میں پاکستان کی عالمی چیمپئن باکی ٹیم اولمپک گولڈ میڈل جیتنے کے بعد ہالینڈ سے گزری تو جماعت نے اس کے اعزاز میں پارٹی دی اور ایڈریس پیش کیا اس موقع پر بھی حضرت چوہدری صاحب کی موجودگی ہم سب کے لیے ایک لطف کا موجب تھی۔

**یہ آپ نے کیا تکلف کر دیا** | آپ کی طبیعت کا ایک خاصہ

یہ تھا کہ آپ فضول خرچی سے اور ظاہری تکلفات سے احتراز کرتے تھے۔ اس تعلق میں آپ کی شادی کے ایام کا ایک واقعہ ذہن میں آ رہا ہے۔ جو گو بظاہر ایک معمولی سی بات ہے مگر اپنی نوعیت کے لحاظ سے کچھ منفرد ہے ہالینڈ ہی کا واقعہ ہے جبکہ کچھ عرصہ کے لیے آپ کی رہائش مشن ہاؤس کے ایک کمرہ میں تھی آپ کی شادی کی تقریب تھی۔ میں نے اپنے رفیق مولانا ابوبکر صاحب سے کہا کہ اگرچہ حضرت چوہدری صاحب کو ظاہری قسم کے تکلفات سے کوئی لگاؤ نہیں اور آپ انہیں پسند نہیں فرماتے مگر آج جو تک شادی کی تقریب ہے۔ اگر حضرت چوہدری صاحب کے کمرے میں تھوڑے سے پھول گلدان میں لگا کر رکھ دیئے جائیں تو کیا حرج ہے چنانچہ میں نے پھول گئے میں لگا کر آپ کے کمرے میں رکھ دیئے۔ لیکن اس کے بعد

جب چوہدری صاحب باہر سے تشریف لائے اور کمرے میں داخل ہوئے تو باہر آکر فرمانے لگے "یہ پھولوں کا آپ نے کیا تکلف کر دیا۔"

**وہ جگہ اس سے بھی تنگ ہوگی** | ایک دفعہ میرا بیٹا عزیزم عزیز اللہ

جب ہالینڈ آیا تو حضرت چوہدری صاحب اُسے مشن ہاؤس میں اپنا کمرہ دکھانے لگے کہ وہ اس کمرے میں رہا کرتے تھے۔ میرے لیے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کا سلوک میرے بڑے عزیزم عزیز اللہ کے ساتھ بھی بڑا مشفقانہ تھا۔ آپ بعض دفعہ بڑی بے تکلفی سے اس کے ساتھ گفتگو فرماتے اور اسے نصائح کیا کرتے حضرت چوہدری صاحب نے جب اسے اپنا کمرہ دکھایا تو وہ کمرہ چونکہ چھوٹا سا تھا اس لیے عزیز نے بے ساختگی سے کہا کہ آپ اس کمرے میں رہا کرتے تھے؟ تو اس پر حضرت چوہدری صاحب نے بھی بے تکلفانہ اور بلا توقف یہ اظہار فرمایا کہ "عزیز اس جسم نے آگے جس جگہ رکھا جاتا ہے وہ جگہ اس سے بھی تنگ ہوگی" یہ گفتگو بظاہر بہت سادگی کی حامل تھی۔ مگر یہ سادہ سی گفتگو آپ کے پاک خیالات کی ترجمان ضرور ہے اور آپ کے اخلاق کی عمدگی کے ساتھ عکاسی کر رہی ہے کہ اس دنیا میں خواہ کیسے بھی رہ رہے ہوں آپ نے اپنے انجام کو دل سے کبھی اوجھل نہیں ہونے دیا۔

**حوال عزم** | حضرت چوہدری صاحب اگرچہ میرے بیٹے عزیز اللہ کی صحت کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ اس کی صحت کچھ عرصہ سے خراب کیوں جا رہی ہے تو میرے پوچھنے پر عزیز نے جواباً لکھا کہ اسکی وجہ کیا بتاؤں کہ بس اب تو بڑھاپا ہی ہے (غالباً وہ ان ایام میں انصاف اللہ میں داخل ہو رہا تھا) چنانچہ اس کا یہی جواب میں نے

پابندی کے ضمن میں فرمایا کہ زندگی میں میرا سیر کا وقت بھی بالکل معین ہوا کرتا تھا۔ اسی حد تک کہ لوگ مجھے دیکھ کر بعض دفعہ اپنی گھڑیاں درست کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ خود میرے ساتھ ہی ایک واقعہ گزرا کہ حضرت چوہدری صاحب کے کسی عزیز کی شادی تھی جسکے لیے دو بجے کا وقت دیا ہوا تھا۔ اس تقریب کا انتظام یا اس کی نگرانی حضرت چوہدری صاحب ہی فرما رہے تھے اتفاق سے جب میں لندن مشن کے "محمود ہال" میں پہنچا تو حضرت چوہدری صاحب ابھی وہاں موجود نہ تھے ادھر دو بج رہے تھے صرف ایک آدھ منٹ کی کمی ہوگی میرے دل میں خیال گزرا کہ حضرت چوہدری صاحب تو وقت کے بہت پابند ہوتے ہیں خدا جانے ابھی آپ کیوں تشریف نہیں لائے۔ میں دروازہ میں کھڑا یہ خیال ابھی کر رہا تھا اور اپنی گھڑی سے وقت دیکھ رہا تھا کہ حضرت چوہدری صاحب ادھر سے نمودار ہوئے اور مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا "گھڑی دیکھنے کی کیا ضرورت ہے میں جو آگیا تھا"

حقیقت یہ ہے کہ ایسی نامور ہستیاں جن کو ایک طرف روحانی برکات اور دینی خدمات سے وافر حصہ ملا ہو اور دوسری طرف انہیں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور بے پناہ قابلیتوں کے باعث بین الاقوامی شہرت سے بھی نمایاں حصہ ملا ہو بہت کم وجود میں آتی ہیں۔

**دعا** | اللہ تعالیٰ ہماری جماعت میں ایسے بزرگوں لاکھوں ظفر اللہ خان پیدا کرے جو اپنے اعلیٰ کردار سے جماعت کے نام کو بلند کرنے والے اور اس کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں بھٹانے والے اور احمدیت کی نیک شہرت کو چار چاند لگانے والے ہوں۔ (آمین)



بے تکلفی سے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ میرا جواب سنتے ہی حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میری طرف سے اسے لکھ دینا کہ تم خواہ مخواہ بوڑھے بن رہے ہو میں جو تمہارے باپ سے بھی ۲۵ سال بڑا ہوں اب بھی اگر کوئی مجھے بوڑھا کہتا ہے تو طبیعت اسے آسانی سے قبول نہیں کرتی۔ تم نے ابھی سے اپنے آپکو بوڑھا کہنا شروع کر دیا ہے۔

**ایک گلڈر** | ایک چھوٹا سا واقعہ ہالینڈ ہی کا ہے ایک دفعہ آپ کو اپنی گھڑی ضرورت کے لیے کچھ مکھن کی ضرورت تھی۔ اتوار کا دن تھا دکانیں بند تھیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس مکھن کا کوئی زائد پیکٹ ہوگا مگر ساتھ ہی فرمایا کہ میری جیب میں اس وقت صرف ایک گلڈر ہی ہے۔ ان دنوں مکھن کے پیکٹ کی قیمت ایک گلڈر سے کسی قدر زائد ہی ہوا کرتی تھی۔ فرمایا بس مجھے ایک گلڈر کی قدر کا اس پیکٹ میں سے کاٹ دیجیے۔ زیادہ نہیں اور پھر باوجود اصرار کے انہوں نے اسی قدر ہی اس میں سے لیا۔

**گھڑی دیکھنے کی کیا ضرورت تھی** | ایک اور صفت جو

آپ کی زندگی میں ہمیشہ ایک نمایاں کردار ادا کرتی رہی وہ وقت کی پابندی تھی جس کا آپ ہمیشہ خیال کیا کرتے تھے۔ آپ جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے تو اس وقت آپ کی یہ صفت خاص طور پر اجاگر ہو کر دنیا کے سامنے آگئی۔ عام طور پر اسمبلی کے ممبران کا یہ طریق تھا کہ مقررہ وقت تاخیر سے آتے تو اسے محسوس نہ کیا جاتا تھا۔ مگر جب تک یہ نظام آپ کے سپرد رہا سب کو وقت کی پابندی کا احساس ہو گیا۔ اور اجلاس کی تمام کارروائی اپنے وقت پر ہونے لگی۔ ایک دفعہ وقت کی



سچائی سے پیار

۱۹۷۹ء میں بریڈ فورڈ میں واقعہ وائی ایم سی ہاؤس ہال میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ حضرت چوہدری صاحب کو شرکت کیلئے دعوت دی گئی۔ چنانچہ آپ تشریف لائے۔ تلاوت اور نظم کے بعد میں نے مکرم چوہدری صاحب کا تعارف ایک رسالہ (جو کہ افریقہ سے چھپ کر آیا تھا)



پڑھ کر سنایا جس میں مکرم چوہدری صاحب کے کارنامے نمایاں کا ذکر اور تعارف تھا۔ اس رسالہ میں یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ مکرم چوہدری صاحب پہلے... ہیں جو اقوام متحدہ کے صدر ہوئے اس تعارف کے فوراً بعد مکرم چوہدری صاحب نے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ "میں اقوام متحدہ کا پہلا... صدر نہیں تھا بلکہ ایران کے ایک نمائندے پہلے مسلمان صدر تھے۔ یہ اخبار کے رپورٹر کی غلطی ہے۔ میرے بھائی محمد انیس الرحمن صاحب کی غلطی نہیں ہے۔" اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ کو سچ سے کتنا پیار تھا۔

۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی کے اختتام اور پندرہویں صدی کے آغاز کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام بریڈ فورڈ میں واقع مشن ہاؤس میں کیا گیا اس موقع پر مکرم چوہدری صاحب کو مدعو کیا گیا جسے آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔ چنانچہ آپ جب جلسہ میں تشریف لائے تو آپ سے میں نے درخواست کی کہ چونکہ یہ ایک خاص اور اہم جلسہ ہے اس کے صدارت آپ فرمائیں۔ فرمانے لگے کہ تم اس علاقہ کے امیر اور مربی ہو تم ہی اس کی کارروائی شروع کرو اور چنانچہ جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی مگر مجھے پھر بھی نزدیک ہوا کہ مکرم چوہدری صاحب کی موجودگی میں کس طرح صدارت کروں۔ میں نے پھر درخواست کی کہ کہ آپ بزرگ ہیں اور بڑے بڑے جلسوں کے صدارت کر چکے ہیں حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت بھی آپ نے کی۔ آپ کی موجودگی میں مجھے جرات نہیں ہو رہی۔ فرمانے لگے کہ پہلے بھی میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم نے صدارت کرنی ہے اب کھڑے ہو کر یہ اعلان کرو کہ ظفر اللہ تقریر کرے

گا۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اس موقع پر آپ نے ایک نہایت ہی مدلل اور پُر شوکت تقریر "ظہور امام مہدی اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر کی۔ آپ کی تقریر کے بعد کسی اور نے تقریر کرنی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ مجھے آج تمام ابھی ابھی لندن واپس جاتا ہے اس لیے اب اجاب مجھے اجازت دیں اور بقیہ پروگرام بھی دہجی اور دیکھی ساتھ سماعت فرماویں۔ چنانچہ آپ اجازت لے کر لندن تشریف لے گئے۔

ایک مرتبہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جرمنی کے ایک دوست بشیر احمد صاحب امینی نے مکرم چوہدری صاحب سے دریافت کیا کہ

آپ کتنی لینگویجز جانتے ہیں فرمانے لگے میں وہی زبان جانتا جو آپ بول رہے ہیں۔ چوہدری صاحب نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ امینی صاحب اردو اور انگریزی زبان کے الفاظ ملا کر ایک ساتھ بول رہے تھے آپ سخت ناپسند فرماتے تھے کہ اردو بولنے کے دوران اس میں خواہ مخواہ انگریزی الفاظ استعمال کئے جائیں ایک دفعہ مانچسٹر کے صدر جماعت مکرم عبدالرشید صاحب بٹ نے ملاقات کے وقت دعا کی درخواست کی اور بڑے اصرار سے دعا کے لیے عرض کیا فرمانے لگے کہ تم بھی تو دعا کیا کرو۔ ہم تو دعا کریں گے ہی تم خود بھی تو دعاؤں میں شغف پیدا کرو۔

مکرم چوہدری صاحب کو جماعت کے باہمی تنازعات اور ان کے مسائل حل کرنے کیلئے بھی وقتاً فوقتاً درخواست کی جاتی تھی۔ آپ نہایت جانفشانی محبت اور محنت سے فریقین میں مصالحت کرواتے اور مسائل کا حل تجویز فرماتے تھے۔

مکرم چوہدری صاحب حق و صداقت کی بات

کو مقدمہ میں فوراً پہچان جاتے اور عدل و انصاف سے فیصلہ فرماتے۔ ساتھ ہی دعا اور استغفار سے کام لیتے۔

لین دین کے معاملات میں آپ بہت سخت گیر تھے۔ معاملات میں قرآنی حکم کے تحت ہر معاملہ کو ضبط تحریر میں لاتے معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

صرف ظفر لکھا کرو

ایک انگریز احمدی ہوئے تو میں نے انہیں چوہدری صاحب کی کئی کتب پڑھائیں۔ اور ایک دفعہ کہا کہ آپ بھی مکرم چوہدری صاحب کو دعا کے لیے خط لکھیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کس طرح مخاطب ہوں میں نے سمجھایا کہ جواب کا طریق ہے اسی کے مطابق مخاطب کریں چنانچہ انہوں نے بعض القاب سے مخاطب کر کے خط لندن کے پتہ پر بھجوا دیا۔ اس خط کا جواب اس انگریز احمدی نے مجھے بھی دکھایا کہ میں نے دعا کی اللہ تعالیٰ کا میاں عطا کرے نیز لکھا کہ مجھے زیادہ القاب سے مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں صرف My dear friend ہی لکھا کرو۔

ایک دفعہ روزنامہ جنگ لندن میں حضرت چوہدری صاحب کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا۔ اور تاریخی حقائق کو مسخ کر کے بعض باتیں بیان کی گئیں۔ آپ نے اخبار سے غیر ذمہ دارانہ ردیہ کی جواب طلبی فرمائی اور فرمایا میں انگلستان میں مقیم ہوں فون میسر ہے مجھ سے حقیقت دریافت کرتے۔ اس پر اخبار کے متعلق ایڈیٹر نے کہا کہ رپورٹ اور مضمون لکھنے والا ایک متعصب شخص ہے اور جماعت احمدیہ کے خلاف بغض کینہ رکھتا ہے اور گالی گلوچ کرتا ہے۔ اس لیے اس نے آپ سے رابطہ کرنے سے اجتناب کیا ہے۔ فرمانے

لگے کہ مجھے اس کا پتہ اور فون نمبر دو میں اسے فون کروں گا کہ جتنی گالیاں دیتا چاہو مجھے دو۔ میں اشتعال میں نہیں آؤں گا بلکہ صبر کروں گا۔ اور اس کے حق میں دعا کروں گا۔ میں اسے یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہ تاریخی حقائق کو مسخ نہ کرے۔

حضرت چوہدری صاحب کو جماعت کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رہتا۔ ایک مرتبہ ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر جبکہ مکرم چوہدری صاحب شمالی انگلستان کے ایک اجتماع پر تشریف لائے اور جماعت کے عمومی اخلاقی تربیتی امور کے متعلق دریافت فرمایا۔ اس دوران میں نے آپ سے کہا کہ فلاں جماعت کے افراد چندوں میں بہت کمزور ہیں اور سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ فرمانے لگے تم قرآن شریف کی یہ تعلیم انہیں بتایا کرو جس میں اتفاق فی سبیل اللہ کی تعلیم اور ہدایت کی گئی ہے۔ پھر خود ہی یہ آیت تلاوت فرمائی ہَا اَنْتُمْ هُوَ لَاۤءِ تَدْعُوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ فَمَنْکُمْ مِّنْ یَّبْخُلُ وَّمَنْ یَّبْخُلْ فَاِنَّہٗ یَنْجِلْ عَنِ نَفْسِہٖ۔

چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے خطبات اور تربیتی کلاس میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی ہوئی

ادب کا طریق

ایک مرتبہ ایک اجتماع کے موقع پر بہت سے احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ نماز عصر کا وقت تھا بعض لوگ رومال سر پر باندھ کر نماز پڑھنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ ایک دوست کے پاس گئے اور کہا کہ اسلام صفائی کی طرف بہت توجہ دیتا ہے تم خدا کے حضور پیش ہونے والے ہو اور اس قسم کے



مہرِ یاران

شفق

اعلیٰ وجود

مکرم چوہدری حمید نصیر اللہ خالص صاحب

امیر جماعت احمدیہ لاہور

آسان حل

ایک مرتبہ ایک نوجوان حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک بہت لمبا اور از قسم تقریر سوال چوہدری صاحب سے کیا۔ محترم چوہدری صاحب خاموشی سے اس کے سارے سوال کو سنتے رہے اور آخر میں فرمایا عزیزم آپ اس فلاسفی کی مشکل اور بڑی دقت میں پڑ گئے ہیں اگر آپ پسند کریں تو آپ کی اس مشکل کا ایک آسان حل بتلا دوں اس نے شوق سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان ننھی مشکلات میں پڑنے کی بجائے آپ صرف اتنا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات جو قرآن مجید میں ہیں ان پر عمل کیا کریں آپ کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔

حسن تربیت

حضرت چوہدری صاحب ننھی نسل کی تربیت کی طرف خاص

توجہ فرمایا کرتے تھے اور انداز انتہائی مشفقانہ ہوتا تھا۔ میری بڑی بیٹی عزیزہ عائشہ نے مجھے بتلایا کہ جب میں آٹھ نو برس کی تھی تو اپنی سہیلی کے ہمراہ گھر کے صحن میں سیر کر رہی تھی اور میں نے دوپٹہ پھانسی نہیں لی ہوئی تھی اتنے میں ابا بھی سیر کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔ مجھے پیار کیا اور فرمایا بیٹی کمرہ سے باہر نکلا کرو تو چادر یا کوئی اور کپڑا لیا کرو کہیں تمہیں سردی نہ لگ جائے۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں فوراً سمجھ گئی کہ میرا سر ڈھکا ہوا نہ تھا اور آٹھ نو برس سہیلی کی موجودگی کا لحاظ کرتے ہوئے مجھے اس انداز میں سمجھایا ہے۔

خدا پر ایمان

مکرم چوہدری صاحب ایسی بحث کو پسند نہ فرماتے تھے

جو محض بحث کی خاطر ہو اور اگر اس امر کو بھانپ جاتے کہ دوسرا شخص محض بحث کی خاطر اپنی ضد پر قائم رہے گا تو خاموش ہو جاتے تھے یا موضوع کو تبدیل کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ خاکسار سے ذکر کیا کہ میں نے دین حق کے متعلق تقریر کی اور اس کے بعد چند سوالوں کے جواب دیے۔ ایک شخص نے جو معلوم ہوتا تھا کہ لحد ہے (سوال کیا کہ تم بتلاؤ تم خدا پر کیوں ایمان رکھتے ہو تو میں نے جواب دیا کہ I have experienced it۔ میرا یہ جواب اس کیلئے شنائی جواب تھا اور پھر وہ شخص کچھ اور نہ کہہ سکا۔

جو آپ مجھے سمجھتے ہیں

۱۹۵۳ء کی تحقیقات میں

ایک وکیل صاحب اپنے ساتھیوں سے بہت کہا کرتے تھے کہ ظفر اللہ خان کو بیان دینے کے لیے آنے دو میں ایک ہی سوال میں ظفر اللہ خان کو ایسا پھانسیوں کا کہ وہ نکل نہ سکے گا۔ جب حضرت چوہدری صاحب تشریف لائے تو وکیل صاحب نے کہا کہ چوہدری صاحب ایک

تم لوگ حضور کی تقریر کو غور سے سنو۔

یہ وجود بہت بابرکت ہیں غالباً ۱۹۷۹ء کے جلسہ سالانہ

کی بات ہے کہ ہمارے موجودہ امام "احمدیت نے دنیا کو کیا دیا" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے تقریر کے بعد آپ سیٹج سے نیچے اتر کر اپنی جوتی کی طرف جارہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت چوہدری صاحب حضور کی جوتی اپنے ہاتھ سے اٹھا کر نیچے جارہے ہیں میں قریب ہی کھڑا تھا میں نے کہا کہ ہم آپ کے خادم ہیں آپ تکلیف کیوں فرما رہے ہیں۔ فرمانے لگے "میاں حضرت بانی سلسلہ کی اولاد کی قدر کیا کرو۔ یہ وجود بہت ہی مقدس اور بابرکت ہیں۔"



گندے رومال کو بطور ٹوپی استعمال کرتے ہو۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایک یہودی بھی جب کسی عبادت گاہ میں جاتا ہے تو خاص طور پر سر پر ٹوپی استعمال کرتا ہے۔ آپ نے یہ بات مجھے نہایت عمدہ طور پر دلنشین انداز میں سمجھائی کہ وہ دوست ٹوپی استعمال کرنے لگ گئے۔

حضور کی تقریر سنو مرکز سلسلہ ربوہ میں

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ ہم تن گوش ہو کر پنڈال کے قریب اپنی کاریں بیٹھے تقریریں رہے تھے۔ اس دوران میرا گزر آپ کے قریب سے ہوا دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ کو سلام کروں اور مصافحہ کا شرف حاصل کروں آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وقت ملاقات کا مناسب نہیں حضرت صاحب تقریر فرما رہے ہیں

کریم میڈیکل ہال

انگریزی ادویات، ٹیکہ جات، قسم کنٹرول ریٹ پر بارعایت خرید فرماویں

بہت تشخیص مناسب علاج

نیز کمپوٹریو میڈیسن کی جملہ ادویات بھی دستیاب ہیں

کریم میڈیکل ہال گول امین پو بازار فیصل آباد



سیدھا سا سوال آپ سے کرتا ہوں " آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ " چوہدری صاحب نے فوراً جواب دیا " جو آپ مجھے سمجھتے ہیں " ایسا جواب ملا کہ وکیل صاحب اس کے بعد کوئی اور سوال نہ کر سکے۔

**عظمت کا راز** | اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت چوہدری صاحب کو اپنی نعمتوں سے ایسا نوازا تھا کہ اسکی مثال کم نظر آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری صاحب کو یہ توفیق بھی عطا فرمائی کہ انہوں نے ان نعمتوں کو صحیح طور پر اور اپنی استطاعت کی حد تک استعمال کیا۔ اس کا راز مکرم چوہدری صاحب نے بار بار بتلایا ہے اور وہ ہر ایک کو معلوم بھی ہوتا ہے لیکن انسان اپنی کمزوری اور کم ظرفی کی وجہ سے اس پر پوری طرح عمل نہیں کرتا اور چوک جاتا ہے، اور وہ راز ہے اطاعت یہی عظمتوں کی کنجی ہے اور رفعتوں کا دروازہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت چوہدری صاحب کے نقش قدم پر چل کر دین و دنیا میں ہر قسم کی بلندیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ہو الناصر  
جنرل سٹور، ہوزری، دول، کراچی  
ماڈرن شوز، سکول کتب، بیٹری  
لائبریری کتب، بیگ اور بستوں کے لئے

**رحمن جنرل سٹور**  
نزد رحمان پورہ چوکے سرگودھا

حکومت پنجاب سے منظور شدہ

RG/H&PP/TP 581/897

آپ کے خیالوں کے عین مطابق آپ کے خوابوں کی حسین تعبیر  
خوبصورت پلیننگ اور احساس آسائش کا حسین امتزاج

**کہکشاں ہاؤسنگ سکیم ربوہ**

حدود کیٹی میں بہت الاقصیٰ سے تھوڑی دور سا ہیوال  
چنیوٹ روڈ پر ضروریات زندگی کی تمام سہولتوں کے ساتھ  
حق شفعہ سے بہتر فوری و بھری قبضہ۔ مزید تفصیلات کیلئے

**العارف اسٹیٹس ڈیولپرز گول بازار ربوہ**  
فون نمبر ۲۷۷۸

**ڈیڑ لائچ برکس**  
کمپنی

**چک ۹ شمالی بھلووال**

فون: ۱۴۰  
اعلیٰ و معیار سے اینٹ کا مرکز

پروپرائیٹرز: چوہدری اختر نواز ڈیڑ لائچ  
چوہدری ظفر اللہ خان ڈیڑ لائچ

علم و عرفان کی ایک خصوصی نشست

Digitized By Khilafat Library Rabwah



لاہور پلٹن میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے اعزاز میں استقبال تقریب۔ حضور حاضرین کے سوالوں کے جواب دے رہے ہیں

حضرت چوہدری صاحب نکات معرفت سننے میں محو ہیں۔



ہواؤں کے دوش پر آواز کی پرواز



بی بی سی سے انٹرویو نشر ہونے کا منظر۔ عاشق حسین بٹالوی انٹرویو لے رہے ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مکرم ادریس احمد صاحب آف زیمبیا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب  
سابق صدر عالمی عدالت (ہیگ) سے مصافحہ کر رہے ہیں  
ان کے ہمراہ مکرم عبدالملک صاحب نمائندہ خالد و تشیذ لاہور  
کھڑے ہیں (فولوم ۲ جنوری ۱۹۷۹ء)



نصیحت کا دلکش انداز۔



بعض نوجوان مرتیان کو ہدایات سے نوازا رہے ہیں



جامعۃ احمدیہ لاہور کی طرف سے استقبال۔ چوہدری صاحب کے عتب میں محترم شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم کھڑے ہیں



تجہ کو ڈھونڈنے کی تری جو دو سخیاترے بعد

## بیسویں صدی کا ایک ناگزیر روزگار سچے

المکرم چوہدری اور لیس نصر اللہ خان صاحب

لاکھوں روپے کے وظائف بیوگان اور یتیموں کی امداد کے طور پر دینے کی سعادت حاصل کی۔ ہاں اس دوران اگر کوئی مہمان آپ کے پاس رہنے کیلئے آیا جس کے متعلق خیال ہوا کہ اس کو سواری کے بغیر تکلیف ہوگی تو جتنا عرصہ وہ عہد رما اس کے شایان شان نئی موٹر خرید لی اور اس کے جانے کے بعد اسی دن بیچنے کے لیے بھیج دی۔

اس بات کا کہ اپنی ذات پر ضرورت سے زیادہ خرچ نہ ہو، اتنا خیال تھا کہ بعض دفعہ حیرت ہوتی تھی آپ اسی خیال سے اپنی ہر چیز کا خیال رکھتے تھے کہ ضائع نہ ہوتا کہ دوسری نہ خریدنی پڑے۔ ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہے ایک دفعہ ایک عزیز نے پوچھا آپ کے پاس رومال ہے؟ فرمایا ہاں ہے اور اپنا رومال دے دیا۔ اس نے سارے رومال سے اپنے دونوں ہاتھ پونچھ لئے۔ نہایت شفقت سے فرمایا "آپ کو دراصل تولیہ کی ضرورت تھی رومال تو ہنگامی ضرورت کے لیے ہے" پھر فرمانے لگے "میں رومال کی مختلف تہیں کر کے ایک تہہ عموماً ایک ہفتہ استعمال کرتا ہوں اور پھر دوسری اور پھر تیسری اور اس طرح ایک دفعہ کا دھویا ہوا رومال تقریباً دو ماہ کفایت کرتا ہے میرے پاس دو رومال ہیں اور جس دوست نے یہ رومال تحفہ دیئے تھے انکی وفات کو ۲۷ سال ہو چکے ہیں" اس طرح کسی اور بات کے ضمن میں فرمایا "میں اپنے

بابا جی انتہائی درجہ کے سخی تھے لاکھوں اور کروڑوں روپے کمائے لیکن اپنی ذات کیلئے محض ضروریات کی حد تک رکھ کر باقی سب کچھ ضرورتمندوں کی بھلائی اور خدمت میں صرف کرتے رہے آخر کار معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اپنی ضروریات کے لیے ۶۰ یا ۷۰ پونڈ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ باقی آمدنی کو ذہنی طور پر اپنی آمدنی کا حصہ ہی تصور نہیں کیا کرتے تھے۔ سامانی تقیش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس لشٹوں کے معاملہ میں بھی بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ موٹر کار جیسی چیز جسے آجکل کی ضروریات میں شمار کیا جاتا ہے اپنے لیے ضروری نہ سمجھتے تھے اور لمبا عرصہ یورپ میں بغیر گاڑی کے گزارہ کرتے رہے ۱۹۶۳ء سے لے کر اپنی وفات تک آپ نے کبھی کار نہیں رکھی۔ آپ کا قیام ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۴ء تک بطور حج عالمی عدالت انصاف اور آخری تین سال بطور صدر عالمی عدالت انصاف بالینڈ میں اور فروری ۱۹۷۴ء سے لیکر نومبر ۱۹۸۳ء تک انگلستان میں رہا۔ گویا یورپ میں رہتے ہوئے اور دنیا کی سب سے اعلیٰ عدالت کا جج اور صدر ہوتے ہوئے بھی اپنی تن آسانی کیلئے یہ خرچ ان کو گوارا نہ ہوا۔ پیدل دفتر تشریف لے جاتے اور بس پر واپسی ہوتی۔ انہی دنوں میں آپ نے لاکھوں روپے کے خرچہ سے لندن مشن ہاؤس کی موجودہ عمارت بنوانے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور

عالم پر اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا

عالم پر اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا

جناب  
ثاقب  
زیدی



دل سے فریب زبیت کے پردے ہٹا گیا  
کیا شخص تھا کہ بانٹنے آیا تھا رنگ و نو  
گفتار میں تھا کھلتی بہاروں کا بانگین  
دین خدا کی آبرو تھی مقصد حیات  
لگتا تھا دیکھنے میں جو انسان کم سخن  
تھی اس کی ذات مشعل انوار آگئی  
آیا تھا جس طرف سے مسافر چلا گیا  
تاریکیوں کا نام جہاں سے ہٹا گیا  
رفتار سے ہواؤں کو چلنا سکھا گیا  
پہنچا جہاں بھی پیار کا دریا بہا گیا  
جب بولنے پہ آیا۔ زمانے پہ چھا گیا  
جینے کا زندگی کو قرینہ سکھا گیا

ظفر اللہ خان نے قائمِ عظم کا دست است  
عالم پر اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا



رومال بنیان، جراب اور قمیص وغیرہ مالینڈ میں خود دھوتا ہوں " اور اس وقت انکی ماہوار آمد تقریباً ساٹھ ہزار روپے سے زائد تھی اور ان کا خرچ تقریباً بارہ سو روپے ماہوار تھا۔ اور باقی سب رقم خدا کے راستہ میں اور حاجت مندوں کی ضروریات پورا کرنے میں خرچ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ گلے کا ٹپن کپڑے پہنتے ہوئے گویا براہِ مکرم حمید صاحب اسے ڈھونڈنے لگے تو فرمایا " تم رہنے دو میں خود ڈھونڈتا ہوں تم ابھی کہہ دو گے کہ نہیں ملتا میں اور لادیتا ہوں اور میرے پاس یہ ٹپن ۲۵ سال سے ہے " اکثر فرماتے تھے کہ تم تن آسانی ہو۔ یورپ جا کر زمین دوز ریل میں سفر کر لیتے ہو لیکن اس طرح کرایہ زیادہ ہوتا ہے اگر فلاں فلاں بس کے ذریعے فلاں جگہ اتر کر چند قدم پیدل چل کر دوسری بس لے لو تو کافی رقم بچ جاتی ہے۔ میں تو ۱۹۲۰ء سے تقریباً اسی طرح کرتا ہوں اور ہر دفعہ کے قیام میں ایک معقول رقم بچ جاتی ہے جو جماعت کو دے دیتا ہوں۔

آپکے کفایت شعاری اور اتفاق فی سبیل اللہ کے واقعات تو پرانے زمانے کی حیرت انگیز داستانیں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت اور امر واقعہ ہے جس کے بے شمار لوگ عینی شاہد ہیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا مگر اطمینان و سکون اور رضائے الہی کی لازوال دولت اسے میسر تھی۔ ہزاروں گھروں میں اسی کے دم سے چراغ جلتے تھے۔ ان کی دعائیں ہی اس بے نفس وجود کا سرمایہ اور جائیداد تھیں۔ گو جہاں تک مجھے علم ہے اس سنی کی وفات کے وقت اسکی کوئی ظاہری جائیداد نہ تھی۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے آمین

۵۰ سالہ عوامی خدمت کا نام

۶۴ء کے بعد نئی اس نئی شان

ممتاز اپیکل برس

پکھری بازار فیصل آباد

زیور سہرستی

ڈاکٹر ممتاز احمد قادیان والے

ہمارے ہاں معیاری اور ڈاکٹری نسخہ کے مطابق عینکیں فٹ کی جاتی ہیں۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ہمارا نصب العین - خدمتِ خلق

الطاف فرشتہ

بالمقابل فیصل فلوئر شیخ پور روڈ

حاجی آباد - فیصل آباد

میں گئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ " عائشہ تم مجھ سے کتنا پیار کرتی ہو؟ اس پر میں نے کہا کہ ابابا میں آپ سے بے پناہ پیار کرتی ہوں تو آپ نے فرمایا " اچھا پھر تم میرے لیے دعا کیا کرو کہ میرا خاتمہ بالحدید ہو اور آسان ہو "۔

اولاد سے محبت  
(۱)  
انکی تربیت کے  
دلکش انداز

● میرے آبا کو احمدیت سے بے پناہ محبت تھی نمازوں کے بے حد پابند تھے اور وقت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب ولایت سے آتے تو یہ سوال ضرور کرتے کہ نماز فجر کس وقت ہوتی ہے؟

جب ابابا بیمار ہوئے تو اکثر میں رات کو ان کے پاس سویا کرتی تھی۔ رات کو متعدد بار مجھے بلا کرتے اور پوچھتے کہ تم مجھے فجر کی نماز کے وقت جگا دو گی؟ میں ہر بار کہتی کہ ابابا آپ فکر نہ کریں میں آپکو ضرور جگا دوں گی تو پھر ابابا کہتے کہ وعدہ خلافی بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے رات کو آواز دی۔ میں گئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نماز کے وقت مجھے جگا دو گی؟ میں نے کہا کہ جی آبا میں آپ کو جگا دوں گی تو آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس پر میں نے کہا کہ عائشہ۔ آبا نے کہا تم جانتی ہو کہ یہ نام کس کا تھا؟ تو میں نے کہا جی آبا میں جانتی ہوں۔ اس پر آبا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عزیز حرم کا نام تھا عائشہ رضی اللہ عنہا اگر یہ نام کسی کا ہو اور وہ وعدہ خلافی کرے تو یہ کتنے

بڑے گناہ کی بات حضرت چوہدری صاحب کے نواسی محترمہ عائشہ نصرت جہاں کے خوبصورت تحریر ہے۔ یہ کہتے ہوئے ابابا کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں میں نے کہا کہ ابابا میں بفضل اللہ آپکو ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جگاتی ہوں آپ ہرگز فکر نہ کریں۔ میں آپکو جگا دوں گی۔ اس پر آبا نے کہا کہ " ہاں یہ تو میں جانتا ہوں مگر اپنی تسلی کے لیے کہہ رہا تھا " میں ہمیشہ کالج سے آنے کے بعد سیدھا آبا کے پاس جاتی تھی کیونکہ آپ نے یہ کہا ہوا تھا کہ ابھی برقعہ بھی نہ اُتارے اور میرے پاس آجیا کرے اپنا ہوم ورک میرے پاس ہی کیا کرے۔ ایک دفعہ

جب میں چھوٹی سی تھی تو آبا مجھے اپنے ساتھ سلاتے تھے۔ آپ مجھے سلاتے کیلئے کہانیاں سنایا کرتے تھے پھر صبح میں اپنی امی سے کہتی کہ اب میں جناب عالی (آبا) کے پاس نہیں سوؤں گی ایک دن امی نے آبا کو بتا دیا کہ یہ تو آپ کی کہانیوں سے بہت



ڈرتی ہے اس پر ابانے کہا کہ میں تو بہت وقت لگا کر اس کے لیے کہانیاں بنانا ہوں۔ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ بچوں کو ایسی ہی کہانیاں پسند ہوں گی۔ دہیں آٹھ نو برس کی عمر تک ابا کو جناب عالی کہا کرتی تھی) میرے چار بھائی ہیں اس لیے میں اپنے آپ کو ہم کہہ کر اور بالکل ٹٹکوں کی طرح مخاطب کرتی تھی اور کپڑے بھی بھائیوں کی طرح پہنتی تھی ابا ان دنوں گیت تک سیر کیا کرتے تھے میری عمر تین ساڑھے تین سال کی تھی اور میں اپنی آیا کے ساتھ گیت پر کھڑی تھی میں نے نیکو اور لیش شرٹ پہن رکھی تھی۔ ابا نے مجھے جب وہاں دیکھا اور وہ بھی اس جیلے میں تو آپ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا تم فوراً اندر جاؤ میں روتے ہوئے اندر چلی گئی۔ ابا اندر آئے اور مجھے پیار کیا اور چپ کر لیا اور بہت دیر تک میرے کان میں باتیں کرتے رہے۔ آپ بہت پریشان ہو گئے تھے ایک تو اس حال میں اور دوسرے بغیر کسی مرد کے میں گھر سے اتنی دور کھڑی تھی یعنی ان کو پردے اور حفاظت دونوں کا خیال تھا۔

میں نے تقریباً دس سال کی عمر میں برقع پہنا تھا۔ اس پر ابانے مجھے بہت پیار کیا اور اکثر کہتے تھے کہ اس کو اپنے پردے کا بہت خیال ہے۔ میری پڑھائی کی طرف خاص توجہ دیتے تھے کہتے تھے کہ امتحانوں میں مجھے ہرگز خط نہ لکھنا ہاں امتحان ختم ہوتے ہی فوراً مجھے خط لکھ دیا کرو مجھے اکثر کہتے تھے کہ تم اپنی اردو کی طرف خاص توجہ دو اور اس کے لیے سب سے مفید طریقہ یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتابیں پڑھو یہ تمہاری دین کی سمجھ میں بھی اضافہ کریں گی۔ یہ بھی فرماتے کہ چاہے کچھ الفاظ نہیں سمجھ نہ آئیں مگر یہ ضروری ہے کہ حضور کی ہر کتاب

کم از کم تین مرتبہ ضرور پڑھنی چاہیے پھر سمجھ تو خدا عطا کرے گا۔ انشاء اللہ۔ ایک دفعہ میرے دانت میں بہت تکلیف ہو گئی تو آپ آئے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے سینے سے لگائے بہت دیر تک بیٹھے رہے اور دعا مانگتے رہے۔

ابا میرے لیے ایک دفعہ بہت ہی خوبصورت گڑیا لائے اور اسے ڈبہ سے نکال کر مجھے اس کا نام پڑھ کر سنایا چونکہ نام ذرا مشکل تھا۔ اس لیے مجھ سے کئی بار نام دہرایا تاکہ مجھے یاد ہو جائے۔ جب گڑیا لے کر میں اپنے کمرے میں گئی تو میں نے فوراً اس کے کپڑے بدل دیے اور اس کو نہلایا اور اس کے بالوں کو بھی دھو دیا۔ میری اسی اچانک اندر آگئیں ان کو میری یہ عادت بری لگتی تھی۔ انہوں نے ایک ہاتھ سے مجھے پکڑا اور دوسرے سے میری گڑیا کو پکڑا اور سیدھا ابا کے پاس لے گئیں اور ابا سے شکایت کی کہ آپ اس کے لیے اتنی قیمتی گڑیا لائے ہیں اور اس نے اسکا برا حال کر دیا ہے دیکھیں اس نے گڑیا کو بالکل فقیرنی بنا ڈالا ہے۔ اس پر ابا بہت ہنسے اور آماں سے کہا کہ آپ اسے چھوڑ دیں میں تو یہ گڑیا اس کے لیے لایا تھا۔ پھر کیا ہوا اور آجائے گی۔ جب اماں چلی گئیں تو ابانے کہا کہ تم میرے پاس ہی رہو اب باہر مت جانا ورنہ تمہیں پھر ڈانٹ پڑے گی۔

میں رات کو ابا کے CONTACT LENS اتار کر کرتی تھی۔ یہ طریقہ مجھے بھائی نے سکھایا تھا۔ لیکن پھر ابا مجھے ہی بلواتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کو اتارنے دو۔ یہی اس کام میں EXPERT ہے۔

ابا کو اپنی والدہ محترمہ بے بے جی سے بہت محبت

کرتے تھے۔ کہ بھیا نے ابا کی بہت خدمت کی۔ آپ کی جب بھی طبیعت زیادہ خراب ہوتی تو آپ کہتے تھے کہ بھیا کو بلا دو۔ ایک دفعہ آپ اس قدر بے چین ہو گئے کہ بھیا کو انگلستان سے پاکستان بلوایا گیا۔ ابا پاکستان میں تھے۔ پھر بھیا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہیں دو فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ ایک جلسہ سالانہ میں شمولیت اور دوسرے تمہارے آنے سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔

مصطفیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ابا کی بہت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ابا جب لاہور میں منتقل قیام پذیر ہوئے تو مصطفیٰ اپنے پاکستان میں قیام کے دوران باقاعدگی کے ساتھ آپ کو نماز پڑھاتا رہا اس نے ابا کے لیے Intravenous ٹیکہ لگانا سیکھا اور ابا کو Drip بھی لگاتا تھا اور ابا کو ادویات بروقت دینا بھی اس کی ذمہ داری تھی ابراہیم سے آپ کو خاص محبت تھی اس کو بہت چوماکرتے تھے۔ اس کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرتے تھے جو خاص وجودوں کیلئے ہوا کرتے ہیں اور اپنے خطوں میں یہ ہدایت کیا کرتے تھے کہ ابراہیم کو خاص طور پر دعا کیلئے کہا جائے آپ فرماتے تھے کہ اس بچے کا خاص درجہ ہے۔

بیماری کے آخری دو ماہ میں بھیا۔ بھاجی اور مصطفیٰ لاہور آگئے تھے اور بھابی نے بھی ابا کے بہت خدمت کی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میری جی کی زندگی ابا کے بعد بالکل بدل گئی ہے اور ہم سب بچوں کا بھی حال کچھ ایسا ہی ہے۔ ابا بہت یاد آتے ہیں اور انکی کمی ہر وقت محسوس ہوتی ہے لیکن ہم سب اللہ کی پر راضی ہیں۔ گو اداسیاں بہت ہیں اور ابا کے بغیر

تھی۔ آپ جب بھی اُن کا ذکر کرتے تو آبدیدہ ہوجاتے آپ ہمیشہ فرماتے کہ میری والدہ کے ذریعہ سے ہی احمدیت ہمارے خاندان میں آئی۔ آپ کی ہم سب کو یہ خاص ہدایت تھی کہ ہم اپنی پڑوسی کے لیے کثرت سے دعائیں کریں۔ ابا کے پاس بے بے جی کی ایک تصویر تھی جسے وہ بیٹھے والے کمرے کی انگیٹ پر رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری نگاہ جب بھی اس تصویر پر پڑتی ہے میں بے بے جی کے لیے دعا کرتا ہوں۔

ابا کو اپنی والدہ کے ساتھ بہن بھائیوں سے بھی بہت محبت تھی ایک روز مجھ سے کہا تم چٹار بھائی اور ایک بہن ہو اسی طرح ہم بھی چار بھائی اور ایک بہن تھے اور پھر کہا کہ میرا ایک بھائی جو کہ بہت نیک تھا مجھے بہت پیارا تھا اس کی وفات کا مجھے بہت غم ہے۔ اس کی وفات کا مجھے بہت ہی غم ہے۔ اس کی وفات کا مجھے بہت ہی غم ہے اور اس فقرہ کو بہت مرتبہ دہرایا اس پر میرے ابو نے جو پاس ہی کھڑے تھے دریافت کیا کہ آپ کے اس بھائی کا کیا نام تھا تو ابانے ان کی طرف دیکھ کر کہا عبداللہ خان اور اس وقت آپ کے آنکھوں میں آنسو تھے۔

ابا کو بھیا (مفضل) سے بہت محبت تھی آپ ان کی کامیابی کے لیے بہت دعا کیا کرتے تھے جب بھیا نے لندن سکول آف اکنامکس میں ایم ایس سی میں امتیازی پوزیشن حاصل کی تو ابانے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں یہ پہلا شخص ہے جس نے اتنی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ یہ تو اب مجھ سے بھی زیادہ پڑھ گیا ہے۔ ابا بھیا کی تعریف میں خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا



وہ جسکی ایک ملاقات عمر کا حاصل

## حاصل زینت

محترمہ سعیدہ محمد صاحبہ

محترمہ سعیدہ محمد صاحبہ حضرت چوہدری صاحبہ کے رضاعی نواسی اور حقیقی نواسی کے رفیقہ حیات ہیں۔ آپ کے تاثرات ہدیہ قارئین ہیں۔

ہوتی تھی۔

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد پہلی مرتبہ لاہور تشریف لائے تو حضرت بڑے باباجی بھی لاہور میں ہی تھے ان دنوں میں آپ دونوں کی مصروفیات تو قابل دید تھیں۔ مگر اس کے باوجود ایک دن مجھے حضرت بڑے باباجی سے ملنے کا موقع مل گیا۔ اس مرتبہ انکی شفقت اور محبت کا ایک اور انداز تھا۔ بظاہر زبان سے آپ نے کچھ نہ کہا لیکن نظر میں گہرائی تھی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ آپ سے ملاقات ہوئی اور ہر بار اس شفقت میں میں نے اضافہ پایا۔ میرے دل میں آپ کے لیے ہمیشہ وہی ادب و احترام اور مقام رہا جو بچپن سے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس لیے میں نے آپ سے کبھی نظر اٹھا کر بات کرنے یا بات کا جواب دینے کی جرأت نہیں کی جب ملاقات ہوتی تو سلام کرتے ہوئے جو پہلی بار نظر پڑ جاتی وہی آخری نظر ہوتی تھی۔ آپ نے کئی مرتبہ اپنے قریب کی نشست پر بیٹھنے کیلئے اشارہ کیا جہاں

جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس وقت سے ہم بڑے باباجی کا نام اور تعریف سنتے آرہے تھے اور کم سنی میں کئی بار ان سے ملے بھی ہوں گے لیکن خاص ملاقات کا شرف چھ سات سال کی عمر میں ملا۔ جلسے کے ایام تھے اور بڑے باباجی ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے مجھے شدید خواہش تھی کہ میں آپ سے ملوں کیونکہ آپ کا ذکر ہمیشہ ہمارے گھر میں ہوتا رہتا تھا اور میری امی کو آپ کے خط بھی آتے تھے جو دعاؤں سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔

مجھے امی نے ان کے اصولوں کے متعلق خوب سمجھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے میرے دل میں ڈر بھی تھا اور ملنے کا شوق بھی۔ ایک دن امی مجھے آپ سے ملانے کے لیے لے گئیں۔ میں نے سلام کیا اور بہت ڈر، ادب اور خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی آپ سے دعا کی درخواست کی۔ تھوڑی دیر بعد امی مجھے وہاں سے لے آئیں۔ اس کے بعد کئی بار میری حضرت بڑے باباجی سے ملاقات ہوئی مگر ادب کی وجہ سے آپ سے بات کرنے کی ہمت نہیں

## میاں المیٹرک سٹوڈنٹ

گورنمنٹ وائٹنگ کنٹرکٹر

فیصل آباد میں احمدی بھائیوں کا

ایکٹرک کا واحد ادارہ

پروپرائیٹر: میاں محمد اورس

مقبول وڈ فیصل آباد

فون ۴۶۸۷۳

”مال اندرون ملک بھجنا ہو یا بیرون ملک“

”گتہ کی معیاری پیکنگ کیلئے منفرد ادارہ“

”بلال پیچرز“

BILAL PACKAGES

نزد شادمان سینما

شادمان وڈ فیصل آباد

فون ۲۶۲۴۱

زندگی نامکمل معلوم ہوتی ہے۔ وہ اب میرے پاس موجود نہیں ہیں جن کے لاڈ اور پیار کی مجھے عادت تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے اس عظیم فضل اور رحم کی میں ہمیشہ شکر گزار رہوں گی کہ ایسے بابرکت اور پُر نور وجود مجھ سے اتنی محبت کی اور میرے دل میں بھی ان کے لیے محبت کا شدید جذبہ پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ اس محبت کی برکات سے ہمیشہ ہدایت حاصل کرتی رہوں اور جب اللہ تعالیٰ وہ وقت لائے کہ ان سے ملاقات ہو تو وہ مجھ سے خوش ہوں۔ (آمین)

XXXXXXXXXXXX

اکل کمیشن شاپ کمیشن اینڈس

۹۱ نیو گرین مارکیٹ ڈچکوٹ روڈ فیصل آباد  
زرعی اجناس کی خرید و فروخت کے لئے باہتمام ادارہ  
نیز چاول، ٹوٹہ اور کوکی خرید و فروخت بھی ہوتی ہے

فون نمبر دکان: ۲۲۷۴۴ گھر: ۳۱۲۴۴

معیاری اور اعلیٰ سوئیاں

انعامی سوئیاں

خالص سوچی اور عمدہ سے تیار شدہ  
سیلش اور گوند سے پاک انعامی سوئیاں  
تیار کردہ انجناز برادرز۔ دکان نمبر ۶۳۶ مکی کلاتھ مارکیٹ  
سابقہ پرانی غلہ منڈی فیصل آباد

سعید اللہ کلاتھ مرچنٹ

ریل بازار فیصل آباد



آپ اشارہ کرتے ہیں پر بیٹھ جاتی اس سے مجھے آپ کے بہت قریب بیٹھنے کا بھی موقع ملا۔

شادی کے دن میں آپ سے ملنے کیلئے جب آپ کے کمرے میں گئی تو بڑی محبت سے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ دعائیں دیں اور اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ اور چند روز بعد مجھے اپنے ملازم کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ آپ مجھے بلا رہے ہیں میں بہت حیران بھی ہوئی اور ڈر بھی لگا کہ نہ جانے کون سی بات ہے کہ مجھے اکیلے بلایا ہے۔ میں نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئی کچھ باتیں کرنے کے بعد مجھے پوچھا "Do you treat you well?" (کیا یہ یعنی میرے میاں) تم سے اچھا سلوک کرتے ہیں) اس بات سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ کو میرا کتنا خیال ہے۔ اور یہ کتنا منصفانہ رویہ ہے کہ اپنے نواسے کے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ ان کا تم سے کیا سلوک ہے۔ باوجود اس بات کے کہ آپ اپنے نواسے کو ساری عمر سے جانتے ہیں اور ان سے اتنی محبت کرتے ہیں پھر بھی مجھے موقع دیا کہ میں اپنی کیفیت بیان کروں۔

آپ کی بیماری کے دوران بہت سے غیر معمولی واقعات ایسے ہوئے کہ ایک عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آپ اتنے شدید غلیل تھے اور کئی روز تک گہری نیند میں رہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا حافظہ بہت اچھا رہا۔ جب بھی آپ کی آنکھ کھلتی تو آپ اپنی نماز کے متعلق پوچھتے اور کہتے کہ کیا وقت ہے۔ مجھے نماز پڑھاؤ۔ اپنے کئی پرانے عزیزوں اور خدمت گزاروں کو (جو کہ فوت ہو چکے تھے) یاد کرتے اور ان کا ذکر کرتے۔

آپ کی بیماری کے ایام میں خدا تعالیٰ نے

مجھے ان کی خدمت کرنے کا موقع بھی عطا فرمایا۔ ایسی ہستی جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کی خدمت بہارے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ باوجودیکہ میری رہائش انگلستان میں ہے مجھے دو ماہ کا عرصہ متواتر آپ کی صحبت میں گزارنے کا موقع ملا۔ اور آپ کی خدمت کی توفیق پائی۔ ان ایام نے میری زندگی پر ایک بہت گہرا اثر چھوڑا ہے اور میں نے آپ کی صحبت میں بہت کچھ پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بلند سے بلند درجات عطا فرمائے اور اپنا قرب عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

یڈیز اینڈ پبلیکیشنز ہر قسم کی ورائٹی کے لئے تشریف لائیں  
شیخ نشونہاؤس۔ انارکلی فیصل آباد

رحیم پولٹری فیلڈ

گول این پور بازار فیصلہ آباد

مرغیوں کی خوراک کے علیحدہ اجزاء کامرکز

فون نمبر ۳۱۲۹۰

فیصل آباد میں

فون پی پی ۳۲۵۸۳

معیاری سونا چاندی کے معیاری زیورات بنوانے کیلئے

چوہدری جیولرز

سلیمن چوک ستیانہ روڈ فیصلہ آباد

پروپرائٹر: مبشر احمد خاں چوہدری اینڈ برادرز



محکم محمود نصر اللہ خاں صاحب ابنے مکرم شکر اللہ خاں صاحب

بننے کے بعد پانچ گھنٹن روڈ پر جو مکان محترم باباجی کو سرکاری رہائش کے تھا۔ ان کی بیگم صاحبہ نے ان کو کہا کہ اس کا فرنیچر اور قالین وغیرہ بوسیدہ ہیں P.W.D والوں کو کہہ کر اس کو بدلوادیں۔ محترم باباجی نے فرمایا کہ اس وقت پاکستان کے خزانہ کی حالت میں جانتا ہوں اور ہمارا گزارہ ٹھیک ٹھاک ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ مکان کا فرنیچر بدلوانے کیلئے میں خزانے پر بوجھ ڈالوں۔

میں نے ہمیشہ انکی یہ عادت دیکھی کہ جب وہ اپنے سونے والے کمرے میں سے غسل خانے میں جاتے تو غسل کی بتی جلا کر اپنے سونے والے کمرے کی بتی بجھا دیتے۔ اور غسل خانے سے نکلتے تو سونے والے کمرے کی بتی جلا کر غسل خانے کی بتی بجھا دیتے۔ میں نے کبھی بھی ان کی دہنیاں بیک وقت جلتے ہوئے نہیں دیکھیں۔

۱۹۴۳ء کی بات ہے کہ گرمیوں کے دنوں میں آپ کسولی تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ایک ضروری سرکاری کام کیلئے ان کو کسولی سے دہلی جانا پڑا اور جاتے وقت گھر میں بتا گئے کہ میں فلاں تاریخ کو دوپہر کے کھانے پر گھر واپس پہنچ جاؤں گا۔ جس دن انہوں نے پہنچنا تھا دوپہر کا ایک بجنے والا تھا دوپہر کا کھانا وہ ایک بجے کھایا کرتے تھے کہ ملازم نے بیگم صاحبہ کو آکر کہا کہ بیگم صاحبہ ایک بجنے والا ہے کھانے کا وقت ہو گیا ہے اور چوہدری صاحب ابھی تک واپس نہیں آئے کھانے

کیلئے کیا حکم ہے۔ انکی بیگم صاحبہ نے ملازم سے کہا کہ تم کھانا ایک بجے میز پر رکھ دو ہم اپنا فرض ادا کر دیں جو بھی ایک بجے تو محترم باباجی تشریف لے آئے اور آتے ہی سیدھے کھانے کی میز پر پہنچ گئے۔ میں نے دریافت کیا۔ باباجی آپ نے تو کھانے سے قریباً آدھ گھنٹہ قبل نسو لین کا ٹیکہ لگوانا ہوتا ہے وہ نہیں لگویا۔ انہوں نے جواب فرمایا کہ راستے میں میں نے وقت دیکھ لیا تھا اور اندازہ کر لیا تھا کہ آدھے گھنٹے کے بعد میں گھر پہنچ جاؤں گا۔ اس لیے میں نے عبدالکریم ڈرائیور کو کہا کہ گاڑی ایک طرف کھڑی کر دو تاکہ میں ٹیکہ لگوا لوں اس طرح میں نے دوران سفر ہی ٹیکہ لگوا لیا تھا اور اب میں وقت پر ہی کھانا کھا رہا ہوں۔

پاکستان بننے سے قبل شام کی چائے پر چند دوست آجایا کرتے تھے جن میں عموماً محترم میجر جنرل نذیر احمد صاحب (مرحوم) محترم چوہدری بشیر احمد صاحب (مرحوم) اور محترم شیخ اعجاز احمد صاحب (اللہ تعالیٰ ان کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے) ہوتے تھے۔ ان کیساتھ یہ بات طے تھی کہ جو بھی فقرہ جس زبان میں بھی بولا جائے پورا فقرہ اسی زبان میں ادا کیا جائے۔ یعنی پنجابی کے فقرہ میں تمام پنجابی کے الفاظ ہوں۔ اردو کے فقرے میں تمام اردو کے الفاظ ہوں۔ اور انگریزی کے فقرے میں تمام انگریزی کے الفاظ ہوں کسی دوسری زبان کا لفظ استعمال نہ کیا جائے اور جو بھی اپنے فقرے میں دوسری زبان کا لفظ استعمال کرے تو اس کو دو آنے فی لفظ جرمانہ ہوا



## ریکارڈ کے

حضرت چوہدری صاحب کی اولیت

• پہلے احمدی اور ہندوستانی خیریتے "لنگر" سے ایل ایل بی کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

• جماعت احمدیہ لاہور کے پہلے امیر  
• پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مسلسل سات سال تک اس عہدہ کے فرائض سرانجام دینا بھی ایک ریکارڈ ہے۔  
• اقوام متحدہ میں پہلے پاکستانی وفد کے قائد۔  
• پہلے فرد جنہوں نے اقوام متحدہ میں مسلسل سات گھنٹہ تقریر کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

• اردن کا اعلیٰ ترین اعزاز "ستارہ اردن" حاصل کرنے والے پہلے پاکستانی۔

• عالمی عدالت انصاف کے پہلے پاکستانی جج، نائب اور صدر۔

• اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پہلے پاکستانی صدر۔  
• پہلے فرد جنہوں نے اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف دونوں کی سربراہی کا اعزاز حاصل کیا۔

• عالمی عدالت انصاف کے پہلے ایشیائی صدر۔

• اقوام متحدہ کے پہلے صدر جن کے دور میں سالانہ اجلاس کا ایجنڈا بروقت ختم ہو گیا۔

• قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع کی پہلی بیعت کرتے وقت سب سے پہلا ہاتھ جو حضور کے ہاتھوں میں آیا۔ وہ حضرت چوہدری صاحب کا تھا۔

• پہلے احمدی جو ظاہری لحاظ سے خاندانِ بانیِ مسلمہ احمدیہ میں نہ ہونے کے باوجود بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن ہوئے۔

• حضرت بانیِ مسلمہ احمدیہ کے واحد رفیق جنہوں نے یہ تمام اعزازات حاصل کیے۔

کر لگا۔ مجھے یاد ہے کہ ان تمام دوستوں کو اس شرط پر ہمیشہ جرات نہ ہونے مگر محترم باباجی کو کبھی بھی کوئی جرات نہ ادا کرنا پڑا۔

جب باباجی دفتری کام کرتے کرتے تھک جاتے تو فیصلہ کرتے کہ میں پندرہ منٹ کے لیے اب سو جاؤں کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو جاتے اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد جاگ جاتے۔

جب وہ فیڈرل کورٹ کے جج تھے تو محوِ فی دیر کیلئے ہاتھ پر محوِ فی رکھ کر آنکھیں بند کر لیتے۔ ایک دفعہ اس حالت میں وکیل صاحب نے جو عدالت میں بحث کر رہے تھے۔ انگریزی میں کہا کہ جج صاحب تو سو رہے ہیں میں بحث کس کو سن رہا ہوں۔ محترم باباجی نے سر اٹھایا اور وکیل صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "میرے محترم وکیل صاحب نے ایک پوائنٹ یہ کہا ہے دوسرا پوائنٹ یہ کہا ہے اور تیسرا پوائنٹ یہ کہا ہے۔ کیا وکیل صاحب اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ میں سویا ہوا ہوں۔"

یہ بات سن کر وکیل صاحب حیران ہو گئے اور انہوں نے معذرت چاہی۔

وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم باباجی کو اپنے فضل سے جو اجر رحمت میں جگہ دے اور ان کے اخلاقِ عالیہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## النور سہیل

ایکٹروپریوٹیک سنٹر نیچرل کیوریٹیو سسٹم  
۱۶۰۳ پیپلز کالونی نمبر ۲  
نزدیکی سپارٹس فیصل آباد

کلیٹک فون: ۳۳۸۳۳۸۳۳ رات: ۳۳۰۳۳۰۳۳

## کوئی کہاں سے تمہارا جواب لائے گا

## اخلاقِ کریمانہ کی ایک پرکھ



حضرت  
چوہدری  
صاحب  
خادم  
خاص  
کی نظر  
سے

۱۹۷۴ء میں جماعتی ڈیوٹی کے

سلسلہ میں اپنے بھائی مکرم

ریاض احمد صاحب حج کے ساتھ

موضع گھنوکے جہ ضلع سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ کچھ

دنوں کے بعد مکرم عبدالملک صاحب کے ذریعہ مختبر

بیگم امہ الحی صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے بعض

سوالات دریافت فرمائے اور مجھے اپنا ملازم رکھ لیا

اور اس وقت سے آج تک محترم چوہدری حمید نصر اللہ

خان صاحب اور محترمہ بیگم امہ الحی صاحبہ نے مجھ سے

اپنے بچوں جیسا سلوک کیا اور میں نے بھی ان باب

کی طرح بفضلِ خدا خدمت کی توفیق پائی۔ الحمد للہ

جب حضرت چوہدری صاحب ۱۹۸۳ء میں پاکستان

تشریف لائے تو محترمہ امہ الحی بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے

پاس بلایا اور فرمایا "نصیب اللہ! میں تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی

ہوں اس لیے آج سے تمہاری ڈیوٹی حضرت چوہدری

صاحب کے ساتھ ہوگی" یہ سراسر ان کی شفقت تھی

ورنہ من آنم کہ من دائم

## خاکسار

میرے ذمہ کام یہ لگایا گیا کہ رات کو حضرت چوہدری صاحب کے پاس سونا ہوتا تھا۔ باقی اکثر کام مکرم مصطفیٰ نصر اللہ خان صاحب کے سپرد کئے جواں کے نواسے ہیں۔ نیز بیگم صاحبہ نے مجھے فرمایا کہ "بیٹے آج سے اباجان کو نماز بھی آپ پڑھائیں گے" اس حکم پر خاکسار لڑ گیا اور بہت رویا کہ کہاں حضرت چوہدری صاحب کے تقویٰ کا بلند مقام اور کہاں یہ گنہگار عاجز و کمزور انسان۔ خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب سے بھی دعا کی التجا کی اور جہاں تک میرے رب نے مجھے توفیق دی یہ ڈیوٹی سدا انجام دی اور کوشش کی کہ حضرت چوہدری صاحب کو کوئی شکایت نہ ہو۔ حضرت چوہدری صاحب میری غلطیوں کی پردہ پوشی فرماتے۔ اور ساتھ ساتھ میری اصلاح بھی کرتے تھے جب غلطی ہوتی تو فرماتے "پریشانی کی کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا"



# وہ جو انسانیت کا قد دادا تھا

## محبت و شفقت، لطف و احسان اور نصیحت کا دل موہ لینے والا انداز

مکرم شہزاد احمد قمر صاحب کو وسط ۱۹۸۴ء میں ۳ ماہ تک حضرت چوہدری صاحب کے خاص کے طور پر خدمت کی توفیق ملے۔ ان کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

مل جائیں۔ ہم سب ننگے سر تھے اور اس حالت میں آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم محسوس کرتے تھے جلدی جلدی کسی نے رومال باندھا اور کسی نے ٹوپی لی اور باری باری اندر گئے اور ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔ اب یہ اتفاق تھا کہ میرے گریبان کے اوپر کاٹن کھلا تھا جب میں اندر داخل ہوا تو چوہدری صاحب صوفہ پر تشریف فرما تھے میں نے جاکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور شرف مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے۔ چوہدری صاحب بجائے مصافحہ کرنے کے اپنے دونوں ہاتھ میرے گریبان تک لے گئے اور ہٹن بند کرنے لگے اور فرمایا کہ ”پہلے یہ ہٹن بند کرو اس کے بعد مصافحہ کیونکہ اس طرح ہٹن کھلے رکھنا شریف آدمی کا کام نہیں“ یہ لطیف انداز نصیحت مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ گو میں عام طور پر ہٹن کھلا نہیں رکھتا تھا اور اگرچہ بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ مکرم چوہدری صاحب کے متعلق پہلے بھی میں کسی سے سن چکا تھا اس کے باوجود پتہ نہیں اس دن کیسے غلطی ہو گئی بہر حال اس کے بعد فرمایا کہ ”یہ ڈیوٹی جو تم دے رہے ہو دل میں یہ خیال

ماہ کی قلیل مدت میں خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب کی ہستی کو کیسا پایا؟ اس بات کا جواب میں محسوس تو کر سکتا ہوں مگر الفاظ تحریر میں لانا میرے بس سے باہر ہے۔ حضرت چوہدری صاحب سے پہلی ملاقات کا شرف کچھ اس طرح سے حاصل ہوا کہ (قیادت گلبرگ لاہور) کے ہم چار خدام چوہدری صاحب کی کوٹھی پر ڈیوٹی کیلئے گئے۔ ہم باہر برآمدے میں بیٹھے تھے کہ چوہدری صاحب ویل چیئر (WHEEL CHAIR) پر باہر گھومنے کیلئے تشریف لائے اور ہم اپنی اپنی جگہ جہاں پر ڈیوٹی تھی کھڑے ہو گئے۔ ہمیں کھڑے ہوئے دیکھ کر انہوں نے ملازم سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو یہاں کھڑے ہیں؟ ملازم نے بتایا کہ یہ خدام ہیں جو ڈیوٹی کے لیے آئے ہیں

تقریباً آدھ گھنٹہ سیر کرنے کے بعد چوہدری صاحب

اندر تشریف لے گئے اور ملازم سے فرمایا کہ جو لوگ باہر ڈیوٹی پر ہیں۔ ان سے کہیں باری باری اندر آکر

چنانچہ جب بھی ذکر کرتے تو فرماتے ”میں اپنے رب کے کس کس انعام کا شکر ادا کروں جو اس نے محض شفقت و احسان سے مجھ پر فرمائے۔“ اور یاد الہی میں آپکی تڑپ خاکسار الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہے۔ جب بھی آپ کو بیماری کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوتی تو صرف نماز کا ہی پوچھتے اور اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو فرماتے مجھے نماز پڑھا دو۔

آخری بیماری میں اور اس سے قبل بھی آپ رسالہ خالد اور تشیخ الاذمان کا باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے جب الفضل شائع ہوتا تھا تو صبح انگریزی اخبار کے ساتھ اس کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔

حضرت چوہدری صاحب خاکسار سے بے حد پیار اور محبت کرتے ایک دن کی بات ہے خاکسار کسی دوائی کے سلسلہ میں بازار گیا وہاں دیر ہو گئی جب واپس آیا تو آپ نے فرمایا۔ تم کہاں گئے تھے؟ عرض کی دوائی لینے۔ فرمایا دوائی ضروری ہے یا دعا بھی نے کہا دعا۔ فرمایا دعا کا بہترین ذریعہ نماز ہے اس لیے آئندہ جب بھی نماز کا وقت ہو مجھے پہلے نماز پڑھائیں پھر کوئی اور کام کریں۔

بعض اوقات شدت بیماری کی وجہ سے طبیعت بے چین ہوتی اور رات کو نیند نہ آتی تو مجھ سے پہلے نماز کا پوچھتے۔ میں عرض کرتا ابھی اتنا وقت باقی ہے تو پھر مجھ سے باتیں کرتے ان میں اپنی والدہ صاحبہ اور والد صاحب کی قبول احمدیت کا واقعہ پھر بین الاقوامی واقعات کا ذکر کرتے تھے اور فرماتے ”میں تو بچہ کمزور تاجیز اور گنہگار ہوں مگر اس رب کا کس طرح شکر ادا کروں جس نے مجھ پر بے پایاں انعام فرمائے جو اس کا فضل و احسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو انکی خوبیاں اپنانے کی توفیق دے۔“

جب خاکسار موجود نہ ہوتا اور گھر کے ضروری کام کے سلسلہ میں باہر جاتا تو محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب نماز پڑھا دیتے اگر وہ بھی جماعتی کام میں مصروف ہوتے تو کسی اور کو بلاتے اور فرماتے۔ ”دیکھو مولوی ایسٹ اینڈ ویسٹ کو کہہ دیں کہ مجھے نماز پڑھا دیں۔“ یہ نام انہوں نے پیار سے عبدالمالک صلیب کا رکھا ہوا تھا۔

اس سارے وقت میں مکرم مصطفیٰ نصر اللہ خان صاحب، محترمہ عائشہ نصرت جہاں صاحبہ، محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب اور خاکسار ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتے لیکن جب مصطفیٰ نصر اللہ خان صاحب اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے تو محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب، محترمہ عائشہ نصرت جہاں صاحبہ، محترم محمد فضل صاحب جو ان کے بڑے نواسے ہیں اور محترمہ بیگم امہ الحی صاحبہ نے کمال خدمت کا حق ادا کیا جو سر امر اللہ کا ان پر فضل و احسان ہے خاکسار کو دن اور رات کا اکثر وقت ان کے پاس گزارنے کا موقع ملا۔ آپ دعاؤں اور ذکر الہی میں اپنا وقت گزارتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہتے۔ انتہائی بیماری کے وقت بھی آپ نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور حضور اور جماعت کے لیے استقرا انہماک سے دعا کرتے جس کا ذکر کرنا خاکسار کے لیے بہت مشکل ہے اور میں ان کی وہ کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ امام جماعت کے ہر ارشاد کی تعمیل کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے۔ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ یا ان کے نائبین کا ذکر کرنے لگتے تو دیکھنے والا کہتا کہ کاش اس عاشقِ حق کی طرح عقیدت کا کچھ حصہ مجھے بھی نصیب ہو۔ خدا نے آپ کو عاجزی کا بھی اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا



نہ کرنا کہ میرے لیے دے رہے ہو کیونکہ حفاظت کرنا تو خدا کا کام ہے۔ اس لیے اس ڈیوٹی کو محض اللہ کی رضا اور جماعت کی اطاعت کرتے ہوئے ادا کرو۔ اس کے بعد اَسْلَامٌ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ کہہ کر مصافحہ کیا اور خاکسار اس ملاقات کی مسرت محسوس کرتا ہوا باہر آ گیا۔

ابھی تھوڑے دن گزرے تھے کہ قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ گلبرگ لاہور مکرم عبدالحلیم طیب صاحب کو مکرم نائب امیر صاحب جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے فرمایا کہ کوئی ایسا خادم ڈیوٹی کیلئے دیں جو ہر وقت حضرت چوہدری صاحب کے پاس رہے اور آپ کو نماز وغیرہ پڑھائے کیونکہ آپ نماز باجماعت کے غامدی ہیں نیز چوہدری صاحب کا خیال بھی رکھے مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کو ہمیشہ یہ شرف حاصل رہا ہے کہ جب بھی چوہدری صاحب کے لیے یا دوسرے جماعتی کاموں کے لیے خدام کی ضرورت پڑی یہ قیادت اور خاص طور پر حلقہ گلبرگ سب سے آگے نظر آتا ہے اور ویسے بھی چوہدری صاحب کی کوٹھی قیادت گلبرگ میں ہی آتی ہے۔ کچھ اس نسبت سے بھی اس قیادت کو چوہدری صاحب کی خدمت کرنے کا خاصا موقع ملا۔ جس سے مجلس خدام الاحمدیہ گلبرگ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ خاکسار نے اُن دنوں ایف۔ اے کا امتحان دیا تھا اور فارغ تھا۔ اس لیے مکرم قائد صاحب نے خاکسار کو اس خدمت کے لیے چنا۔ اس طرح خاکسار کو یہ خدمت بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلے دن قائد صاحب خاکسار کو چوہدری صاحب کی کوٹھی پر چھوڑ آئے۔ چوہدری صاحب کے چھوٹے نواسے مکرم مصطفیٰ نظر اللہ خان صاحب مجھے اندر چوہدری صاحب کے کمرے میں لے گئے اور چوہدری صاحب سے خاکسار

کا تعارف کروایا اور آپ سے کہا کہ یہ یہاں آپ کے پاس رہیں گے۔ اور جب آپ کو ضرورت پڑے بلا لیا کریں۔

**فارسی اور پنجابی پر دسترس** | ان کے چلے جانے کے بعد

چوہدری صاحب نے خاکسار کو اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ میرا نام شمشاد احمد ہے "شمشاد" کا لفظ سن کر چوہدری صاحب نے اندازاً سات آٹھ شعر فارسی کے ایسے پڑھے جن میں شمشاد کا لفظ آتا تھا ان میں سے یہ ایک شعر میرے ذہن میں ہے مراد خانہ سرورے بہت کا ندر سایہ قدش

فراغ از سرو بلتانی و شمشاد چمن دارم آپ کی انگلش کے متعلق تو بہت چرچے سنے تھے مگر فارسی میں دسترس دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ شعر پڑھنے کے بعد خاکسار سے پوچھا کہ تمہیں فارسی آتی ہے؟

عرض کیا جناب مجھے تو فارسی بالکل نہیں آتی۔ فرمانے لگے کہ آتی چاہیے کیونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کلام کا بہت سا حصہ فارسی میں ہے۔ یہ حضور کے کلام کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ پھر پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو؟ عرض کیا کہ ہمارا اصل گاؤں تو تخت ہزارہ ضلع سرگودھا ہے مگر اس وقت لاہور میں ہی رہتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اچھا وہی تخت ہزارہ جہاں کا لہجہ تھا۔ میں نے کہا جی ہاں وہی تخت ہزارہ۔ فرمایا پھر تو بڑے مشہور گاؤں کے رہنے والے ہو۔ پھر کوئی چھ سات شعر میر وارث شاہ کے پڑھے میں نے عرض کیا آپ کو تو پنجابی اشعار بھی کافی تعداد میں یاد ہیں۔ فرمایا کہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے یہ حافظہ عطا فرمایا ورنہ میری کیا طاقت تھی کہ یہاں تک پہنچ جاتا۔ پھر فرمایا کہ اس کتاب کے یہ شعر اب بھی میری نظر کے سامنے ہیں کہ میں نے کس صفحے سے پڑھے تھے۔ اس صفحے کا نقشہ کیا تھا

اور کیسی عبارت تھی۔ یہ سب میرے ذہن میں ہے۔ آپ کا لباس بالکل سادہ تھا سفید رنگ کی شلوار قمیص ہوتی تھی۔ سرویوں میں کوٹ وغیرہ پہنتے تھے۔ لیکن تین مہینوں میں آپ کو سفید رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے نہیں دیکھا۔ لباس کا ہر طرح خیال رکھتے۔ صفائی و نفاست اور وقار خوب جھلکتا تھا۔

ایک دفعہ نماز کا وقت ہو گیا فرمانے لگے نماز پڑھا دو۔ میں ہاتھ روم سے وضو کر کے نکلا اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھانے لگا میں نے آستینیں کھینچ کر چڑھائی ہوئی تھیں فرمایا پہلے آستینیں نیچے کر کے بٹن بند کرو۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

**روزمرہ کا پروگرام** | مطابق صبح تہجد ادا کرتے اور اس کے بعد نماز فجر

ساڑھے چار بجے پڑھتے تھے پھر لیٹر پر لیٹے ہی صبح و تحمید میں مصروف رہتے یا اگر نیند آجاتی تو سو جاتے ناشتہ تقریباً ساڑھے سات بجے تک کرتے اس کے بعد ساڑھے آٹھ نو بجے تک اپنے کمرے سے نکل کر باہر ہال میں آجاتے اور ایک بجے تک مطالعہ میں مصروف رہتے مطالعہ میں اخبار رسائل اور دوسری کتابیں رہتی تھیں۔

ڈیڑھ بجے نماز ظہر اور عصر جمع کر کے پڑھتے اور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ڈھائی بجے کے قریب اپنے لیٹر پر استراحت فرماتے۔ شام سے ایک گھنٹہ پہلے دوبارہ اٹھتے اور پھر ہال میں تشریف لے آتے۔ اس دوران اگر کوئی دوست یا کوئی اور ملاقات کرنے والا ہوتا تو اس سے ملتے تھے یا پھر مطالعہ کرتے تھے۔ پونے آٹھ بجے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھتے اور اسکے

بعد شام کا کھانا کھاتے اس دوران یعنی کھانے کے وقت آپ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الحجی بیگم صاحبہ آپ کے پاس بیٹھتی تھیں اور شام کا کھانا وہ خود اپنے ہاتھ سے آپ کو کھانا کھلاتیں۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ آپ کے ساتھ آپ کی وغیرہ کرتیں۔

ویسے تو سارا دن آپ کے پاس چکر لگاتی رہتیں لیکن رات کو کھانے کے وقت خصوصاً آپ کے پاس بیٹھیں پھر دوا وغیرہ کھلا کر آپ کو لیٹر پر لٹا کر چلی جاتیں اور رات کو بھی افراد خانہ آپ کی طبیعت دیکھنے کیلئے چکر لگاتے رہتے۔

آپ سب نمازیں باجماعت ادا کرتے اور خاکسار کو آپ کی نماز کی امامت کروانے کا شرف حاصل رہا۔ بیماری کی وجہ سے کھانا بہت نرم کھاتے تھے۔ سبزیوں کو باریک کر کے ان کی ٹیکیاں بغیر مریج کے کباب کی مانند بنی ہوتی تھیں جو آپ کھاتے تھے۔ اور ان کے علاوہ پھلوں کا جوس نوش فرماتے۔

کسی دن طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے روزمرہ کے کاموں میں بے قاعدگی بھی ہو جاتی تھی۔

بیماری کی وجہ سے خود نہیں اٹھ سکتے تھے بازو سے پکڑ کر خاکسار یا کبھی اور کوئی اٹھاتا اور سہارے سے ہی چلتے تھے۔ جس دن کبھی طبیعت اچھی ہوتی ویل چیر (WHEEL CHAIR) پر باہر سیر بھی کرتے تھے۔ بنیادی طور پر آپ کا علاج مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب ہی کرتے لیکن طبیعت زیادہ خراب ہونے پر مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب اور ڈاکٹر مرزا بشیر احمد صاحب ربوہ سے اور ڈاکٹر نور علی صاحب اسلام آباد سے اور ڈاکٹر جنرل محمود الحسن صاحب راولپنڈی سے تشریف لاتے تھے۔

ویسے تو تمام افراد خانہ چوہدری صاحب کی بہت خدمت کرتے اور ہر وقت آپ کا خیال رکھتے تھے لیکن آپ



کے نواسے مکرم مصطفیٰ نصر اللہ خاں صاحب نے آپ کی بہت سی خدمت کی۔ انہوں نے ڈاکٹروں اور نرسوں والی ڈیوٹی پورے طور پر نبھائی۔ لمحہ لمحہ آپ کا خیال رکھتے اور ساری رات آپ کے پاس وقفہ وقفہ سے چکر لگاتے رہتے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں رات کی نیند کو بھی اپنے لیے حرام کر لیا تھا آج تک میں نے کسی نواسے کو اپنے نانا کی اتنی خدمت کرتے نہیں دیکھا جتنی مکرم مصطفیٰ نصر اللہ خاں صاحب نے کی۔

### نماز کا خیال

مکرم چوہدری صاحب کو

نماز کی بہت فکر رہتی تھی صرف اور صرف نماز کا خیال تھا جو آپ کو بار بار آتا تھا۔ رات کو بہت کم سوتے تھے تقریباً ہر پون گھنٹے یا گھنٹے کے بعد جاگتے اور خاکسار کو آواز دے کر بلاتے اور نماز کا پوچھتے کہ کتنا وقت رہتا ہے اور تاکید فرماتے کہ خیال رکھنا کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے خاکسار چوہدری صاحب کے پاس ہی باہر ہال میں سوتا تھا۔ وہ کمرہ جس میں میں سوتا تھا اس کے اور آپ کے کمرے کے درمیان دروازہ نہیں تھا۔ صرف پردہ درمیان میں ہوتا تھا۔

### اسوہ رسولؐ پر عمل

ایک دفعہ رات کو

خاکسار باہر سویا ہوا تھا۔ چوہدری صاحب نے آواز دی میں اندر گیا۔ بتی جلائی اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ فرمایا کچھ نہیں چلے جاؤ۔ میں واپس آکر لیٹے لگا تھا کہ پھر آواز آئی میں پھر اندر گیا لیکن فرمایا کہ چلے جاؤ کچھ نہیں۔ میں واپس پھر لیٹے ہی لگا تھا کہ پھر آواز آئی میں تیسری مرتبہ اندر گیا۔ آپ غصہ سے فرمانے لگے کہ دیکھو میں نے تمہیں تین مرتبہ بلایا لیکن تم نے ایک مرتبہ بھی سلام نہیں کیا۔ منہ اٹھائے کمرہ میں چلے آئے تمہیں

کسی نے نہیں بتایا۔ کہ جب کسی سے ملیں تو پہلے سلام کیا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں سمجھ رہا تھا ایک ہی کمرے میں تو ہیں اس لیے میں نے سلام نہ کہا فرمایا کہ بے شک ایک ہی کمرہ میں لیکن درمیان میں پردہ تو ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب ایک دوسرے سے ملو تو سلام کرو اگر درمیان میں ایک پتھر حائل ہو جائے تو دوبارہ ملنے پر پھر سلام کرو ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنا ہے۔ میں نے معذرت کی اور عرض کیا غلطی ہو گئی آئندہ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

اس کے بعد آپ نے وقت پوچھا اور پوچھا کہ نماز میں کتنا وقت باقی ہے میں نے عرض کیا ابھی تین گھنٹے باقی ہیں۔ فرمایا سو جاؤ اور خیال کرنا کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے۔ میں واپس آکر لیٹے لگا لیکن آپ نے پھر آواز دی میں اندر گیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا کہ میں نے تمہیں پھر اس لیے بلایا ہے کہ کہیں تم نے میری بات کا غصہ تو نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا میری کیا مجال کہ میں غصہ کروں فرمایا میں نے تمہیں یہ بات غصہ میں نہیں کہی تھی بلکہ تم میرے بچوں کی طرح ہو اور بچوں کی تربیت ہمارا فرض ہے اس لیے برا نہیں ماننا جاؤ اب آرام کرو اور سو جاؤ۔ اس قدر انکساری اور نرمی دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اس قدر بلند شخصیت ہونے کے باوجود آپ نے اپنے ایک ادنیٰ خادم کا اتنا خیال رکھا کہ کہیں میری وجہ سے اس کے دل کو تکلیف نہ پہنچی ہو میں نے دل ہی دل میں بہت شرم محسوس کی۔

### امام کی اتباع

ایک دفعہ خاکسار نے عرض

کیا کہ میرے لیے دعا فرمائیں میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ دعا

کہ حضرت صاحب کہاں ہیں اور کیسی طبیعت ہے اور فرماتے کہ حضور کی طرف سے جماعت کو کوئی حکم آئے تو فوراً بتانا تاکہ میں امام جماعت کی کسی حرکت سے محروم نہ رہ جاؤں اور خاکسار کو نظام جماعت سے وابستہ رہنے کے متعلق بہت ہی نصیحتیں کرتے تھے اور فوائد بیان کرتے۔

خاکسار نے جامعہ احمدیہ میں داخلے کا فارم پُر کیا اور آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ بہت اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ منظور کرے۔

### السانیت کا احترام

ایک دفعہ آپ رات کو اپنے بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے میں بھی وہیں اس کمرے میں نیچے قالین پر لیٹ گیا۔ مجھے نیچے لیٹے ہوئے دیکھ کر فرمایا یہ تو ٹھیک نہیں کہ میں اوپر سوؤں اور تم نیچے زمین پر۔ تم بھی میری طرح بستر پر سوؤ۔ میں نے عرض کیا نہیں کوئی بات نہیں فرمانے لگے نہیں بات تو ہے۔ یا پھر میں بھی نیچے ہی سو جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا نہیں سر میں یہاں تو ویسے ہی لیٹ گیا تھا سوتا تو میں پردے کے اس طرف ہوں یہ کہہ کر میں السلام علیکم کہہ کر جلدی سے پردے کے اس طرف آگیا ورنہ چوہدری صاحب کو بے چینی کی وجہ سے نیند نہ آتی۔

اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے تھے اور تکبر یا بڑائی نام کی کوئی چیز آپ کے قریب سے بھی نہ گزرتی تھی۔

ایک دفعہ خاکسار آپ کو کھانا کھلا رہا تھا۔ فرمایا کہ میں کھا رہا ہوں تم ویسے ہی میرے پاس بیٹھے ہو جاؤ تم بھی میرے ساتھ کھاؤ۔

میں کھانا کھا چکا تھا میں نے عرض کیا کہ میں نے کھا کھا لیا ہے فرمایا نہیں کچھ نہ کچھ کھاؤ اور اپنے

تو میں ضرور کروں گا اور کتنا بھی ہوں نہ صرف آپ کے لیے بلکہ سب کیلئے کرتا ہوں۔ مگر یہ جو تم نے فقرہ بولا کہ "دعا فرمائیں" یہ غلط ہے۔ کیونکہ دعائیں بہت ہی عاجزی ہوتی ہے۔ اور عاجز انسانوں کے لیے "فرمائیں" کا لفظ نہیں بولتے۔ میں تو ایک عاجز انسان ہوں اس کی بجائے کہا کرو کہ "دعا کریں" حضرت امام جماعت نے لفظ "دعا فرمائیں" کو ناپسند کیا ہے۔ لہذا ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی اس کو ناپسند کریں۔

### والدہ سے محبت

آپ اپنی والدہ سے بہت محبت کرتے تھے ان کے متعلق آپ نے "میری والدہ" کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ خدا نے میری سب خواہشیں پوری کی ہیں بس اب ایک خواہش اور ہے وہ یہ کہ میں اپنی والدہ کے پاس پہنچ جاؤں اور انکی خدمت کروں۔ آپ نے اپنی والدہ کی ایک بڑے سائز کی تصویر اپنے سامنے لگائی ہوئی تھی ایک دفعہ میں آپ کو بازو سے تھام کر اندر سے باہر کے کمرے میں لا رہا تھا۔ سامنے تصویر تھی۔ تصویر کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے انگریزی میں فرمایا

Do you know who is This lady? یعنی کیا تم جانتے ہو یہ خاتون کون ہیں؟ میں نے کہا No Sir I do not know نہیں جناب میں نہیں جانتا فرمایا This is my mother کہ یہ میری والدہ صاحبہ ہیں اور پھر اردو میں فرمایا کہ یہ میری پیاری والدہ ہیں۔ میں تو کچھ چیز نہ تھا۔ جو کچھ بھی مرتبہ مجھے ملا محض خدا کے فضل اور حضور کی شفقت اور میری والدہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

جماعت سے بہت محبت رکھتے تھے اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق روزانہ دریافت فرماتے



اور دعا کی اور فرمایا اچھا جاؤ اللہ تعالیٰ آپ کا حاجی و ناصر ہو۔

اس کے بعد خاکسار کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل گیا اور اس طرح پر پھر یہ موقع دوبارہ ہاتھ نہ آسکا۔ اب وہ لمحے جب یاد آتے ہیں تو دل میں حسرت سی رہتی ہے کہ کاش کچھ دن اور خدمت کر لی ہوتی۔ مگر خدا کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے اتنی خدمت کی بھی تو فائق بخشش۔

### میڈیکل یونیورسٹی سسٹم

وی سی آر اور ٹیلیوژن کی معیاری سروس کے لئے تشریف لائیں  
ستیاندر وڈ میں گریٹ نزد فائر بریگیڈ  
فیصل آباد

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کا قابل اعتماد ادارہ

## خضر اسٹیٹ ایجنسی

جرٹانوالہ روڈ۔ پرانی چونگی۔ فیصل آباد

ہر قسم کے تعمیراتی کام کروانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

فون دفتر ۲۲۳۷۲  
۲۵۰۲۷  
گھر ۲۳۹۶۰

احمد بلڈرز  
خضر اسٹیٹ ایجنسی کا ذیلی ادارہ

عاجز کو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے اس فضل سے یہ سعادت بخشی کہ مختدم چوہدری صاحب سے کبھی کبھار ملاقات کے شرف سے مشرف ہوں۔ اس ضمن میں چند واقعات عرض خدمت ہیں۔

### سرنش کا پر حکمت انداز

حضرت چوہدری صاحب موسم سرما میں تین چار ماہ کیلئے پاکستان تشریف لاتے تو قیام لاہور چھاؤنی میں اپنی صاحبزادی کے پاس فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ دن میں ایک دوبار کھانے کے بعد ہاضمہ کا مکسچر پی لیا کرتے تھے جو میں شاہنواز میڈیکل سٹورز لاہور سے تیار کروا کر بھجواتا تھا۔ شروع میں ایک دو دفعہ تو آپ نے کچھ نہیں فرمایا حالانکہ ڈسپنسر کا تیار شدہ مکسچر لندن میں تیار شدہ مکسچر سے ذائقہ میں مختلف تھا۔ پھر ایک دن عاجز کو ٹیلیفون پر یاد کیا اور فرمایا کہ تمہارے کمپونڈر کا تیار شدہ مکسچر لندن میں تیار شدہ مکسچر سے کچھ مختلف محسوس ہوتا ہے جبکہ نسخہ تو وہی ہے۔ لاہر واہی تو نہیں ہو گئی۔ شاید یہاں کی دواؤں میں کچھ فرق ہو۔ بہر حال کمپونڈر کو کسی وقت بتا دیتا۔ اس دن کے بعد یا تو میں اپنے موجودگی میں کمپونڈر سے ادویات کا پورا وزن اور ناپ کروا کر مکسچر تیار کرواتا رہا یا خود مکسچر تیار کر کے بھجواتا رہا اور پھر کبھی شکایت نہ ہوئی۔ اس سے عیاں ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کس حکیمانہ انداز سے غلطی یا کوتاہی کی طرف توجہ دلاتے تھے۔

### بڑھاپے میں بھی شدید محنت

آپ اپنی کتاب *Servant of the* لکھواتے تھے مسودہ کی کاپیاں اس عاجز کے پاس بھجوا دیتے

کروار کے



مکرمہ چوہدری عبدالرشید صاحب لاہور

تاکہ میں اپنی نگرانی میں اپنے سٹینوٹے ٹائپ کروا کر اور پھر ٹائپ شدہ مسودہ کا اصل سے مقابلہ کر کے چوہدری صاحب کی خدمت میں بھجوا سکوں۔ روزانہ اتنا زیادہ کام موصول ہو جاتا تھا کہ سٹینوٹے پورے دن میں مکمل نہیں ہو سکتا تھا اس لیے بعض دفعہ مجھے کسی دوسرے دوست سے بھی ساتھ ساتھ ٹائپ کروانا پڑتا تھا مگر کام پھر بھی مکمل ختم نہ ہوتا تھا جبکہ محترم چوہدری صاحب نہ صرف روزانہ ٹائپ شدہ مسودہ کو پڑھ بھی لیتے تھے بلکہ مزید مسودہ کیلئے بھی کافی صفحات لکھوا کر مجھے بھجوا دیتے تھے۔ ہم سب حیران تھے کہ چوہدری صاحب اس بڑھاپے کی عمر میں اتنا زیادہ کام کیسے کر لیتے ہیں جو آج کل کے اکثر نوجوانوں سے بھی ہوتا مشکل ہے۔ آپ کو بھی زیادہ کام کا احساس ہو جاتا تھا تو کبھی کبھی ٹیلیفون پر فرمادیتے۔

”رشید صاحب کام کچھ زیادہ ہے سٹینوٹے کہیں دو دن میں کر لے مگر غلطیاں نہ ہوں میں آپ کو تمام صفحات بھجوارہا ہوں آپ سٹینوٹو کو صرف اتنے کاغذات دیں جتنے



روزانہ احسن طور پر ٹائپ کر کے اور باقی اپنے پاس رکھیں

### ۵۔ درویشی - قصہ ایک کوٹ کا

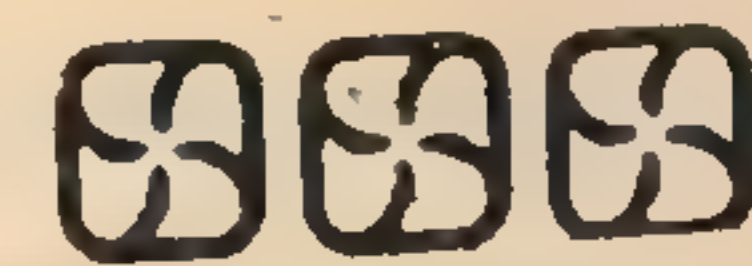
یہ واقعہ حضرت چوہدری صاحب کی سادگی اور درویشی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت مال و دولت عطا کیا جو دین کے لیے خرچ کر دیتے۔ مساکین و غریب کو ہر ماہ وظائف جاتے جس کا انتظام پاکستان میں ہم نے افسر صیغہ خزانہ ربوہ کے ذریعہ کروا رکھا تھا۔ مگر آپ اپنی ذات پر بالکل نہ ہونے کے برابر خرچ کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ موسم سرما کے شروع میں لندن سے لاہور تشریف لانے والے تھے۔ مجھے محترمہ امینہ الٰہی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ آیا تشریف لارہے ہیں اور ان کا کوٹ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے میں اسے بھجوا رہی ہوں اسے مرمت کروادیں۔ کوٹ کا نہ صرف استریچنگ چکا تھا بلکہ بیرونی کپڑے میں بھی جگہ جگہ سودا ج ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نئے کپڑے کے چند ٹوٹے بھجوا رہا ہوں آپ پسند کر لیں میں اب حضور کی آمد سے پہلے درزی سے نیا کوٹ سلوادوں گا بیگم صاحبہ نے فرمایا رشید! یہ ناممکن ہے ابابہرگز نیا کوٹ نہیں پہنیں گے بلکہ ہم پر شدید ناراض ہوں گے کہ میری ذات کے لیے یہ خرچ کیوں کیا ہے۔ چار و ناچار میں نے بیڈن روڈ کے ایک درویش درزی حاجی بشیر احمد صاحب سے اس مشکل کے متعلق عرض کیا چنانچہ وہ آستینوں کے لیے پہلے جیسے استر کے بالکل مشابہ کپڑا لائے پھر اسے مسل کر پرانے کپڑے کی طرح ہم نے بنایا اور وہ کپڑا آستینوں میں اس احتیاط سے لگوا کر معلوم نہ ہو سکے۔ اسی طرح بڑی منت سماجت سے ایک رفوگر کو راضی کیا کہ وہ ان دو درجن کے

قریب سو راخوں کو رفو کر دے اور پھر اس کی منہ مانی اجرت ادا کی کیونکہ کوئی بھی رفوگر اس کوٹ کو رفو کرنے کو تیار نہ تھا۔

اور ایسا ہی واقعہ آپ کے ایک جوتے کی مرمت کا بھی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بادشاہی میں فقیری اور فقیری میں بادشاہی کے چلن رکھتے ہیں۔

### ۶۔ میں دعا کر رہا ہوں

حضرت چوہدری صاحب اس عاجز پر بہت شفقت فرماتے تھے اور اکثر دعائیں یاد رکھتے تھے۔ میرا بڑا بیٹا عبدالعزیز جب M.B.A (ایم اے بزنس ایڈمنسٹریشن) میں یونیورسٹی میں اول آیا تو اس کی ملازمت کے لیے مجھے ارشاد فرمایا کہ اس کی درخواست اور سندرات مجھے لادینا میں فلاں صاحب کو دے دوں گا اور کہندوں گا کہ وہ عزیز کو اپنی (پاکستانی) فرم میں رکھ لیں۔ میں نے درخواست بھجوا دی۔ تین دن کے بعد ٹیلیفون پر مجھے حضرت چوہدری صاحب نے بتایا کہ درخواست ان صاحب کو دے دی تھی۔ میں دعا کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ملازمت کا وہ انتظام کرے جو عزیز کے لیے دینی اور دنیوی لحاظ سے بہتر اور اعلیٰ ہو۔



### مراد کلاتھ ہاؤس

اُونی، سوتی، ریشمی کپڑے کا مرکز  
برانچ مراد کلاتھ ہاؤس  
بالو بازار  
فیصل آباد

حبیب العزیز قریب سے ملے گئے

## چاہتوں کے دلفریب اسٹان سفر کے

محکمہ شایعہ محمد حسن صاحب - لندن

اور تمہارے دونوں کے لیے بہتر ہے۔ ایک غرض بعد خاکسار افریقہ سے لندن آگیا اور حضرت چوہدری صاحب کو اور قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ایک بار بیت الفضل لندن میں ایک نکاح پڑھا گیا آپ کو کسی نے لڈو دیئے آپ ان کو ہاتھ میں اٹھا کر مال میں گھومتے رہے اور ایک کونے میں آکر میرے ہاتھ پر رکھ دیئے یہ دیکھ کر امام بشیر رفیق خان صاحب نے مجھے مبارکباد دی۔ یہ آپ کے پیار کے چند چھینٹے تھے جو آہستہ آہستہ موسلا دھار بارش میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔

آپ سے میرا قریبی تعلق اس طرح شروع ہوا کہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کو مشن چھوڑ کر باہر جانا تھا اس طرح مشن

ہاؤس قریبی تعلقات کا آغاز میں صرف انکی فیملی اور حضرت چوہدری صاحب رہ جاتے تھے چنانچہ اس عاجز کو مشن کی حفاظت کی خاطر وہاں جا کر سونے کو کہا گیا اس دوران صبح کی ڈاک چوہدری صاحب تک پہنچانا بھی میرا کام تھا۔ اس طرح سے میری اور آپ کی قریبی شناسائی ہونے لگی اور قریب ہونے کا موقع ملتا رہا۔ ان دنوں جمعہ کے بعد باہر سے آئے ہوئے ہماروں اور دفاتر میں کام کرنے والے دوستوں کے لیے خاکسار

کادون تھا ہر سو یہی چرچا کہ سخت گرمی چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بیت الفضل فیصل آباد میں تشریف لارہے ہیں۔ پریس کا نفرنس ہوئی لوگ بڑے شوق سے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ بجلی وغیرہ ان دنوں ابھی بیت الفضل میں نہ مٹی باری باری ہاتھ کا پٹکھا ہلایا جاتا تھا۔ اس موقع پر مجھے بھی پٹکھا ہلانے کا موقع ملا۔ ایسے حلیل اللہ بزرگ کی یہ قربت مجھے پہلی دفعہ نصیب ہوئی۔ اس شے کی ہوا کچھ ایسی چلی کہ اس کی مہک میری زندگی میں گھل گئی۔ اور وہ چاہت اور پیار کی خوشبو ہمیشہ میرا پیچھا کئے رہی۔ لیکن پھر بھی میرا اور آپ کا تعلق ایک عام آدمی کا تعلق رہا۔ جب آپ افریقہ کے دورہ پر تشریف لائے تو خاکسار بھی ان دنوں ملازمت کے سلسلہ میں نیروبی میں موجود تھا وہاں خاکسار نے آپ کو اپنی یہ خواب سنائی کہ آپ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور میں آپ کی ٹانگیں دبا رہا ہوں۔ خاکسار نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تا خواب کو کسی حد تک ظاہری طور پر بھی پورا کر سکوں۔ مگر آپ نے اپنی ٹانگیں پیچھے کرتے ہوئے فرمایا "میری ٹانگوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ یہ خواب میرے



چائے وغیرہ کا انتظام کرتا اور بعض اوقات ساتھ پکڑے وغیرہ بھی بنا لیتا جو سب کو پیش کر دیے جاتے ایک روز خیال آیا کیوں نہ حضرت چوہدری صاحب سے پوچھ لیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے آپ سے اندر آنے کی اجازت لی اور پکڑوں کی پلیٹ آپ کے سامنے رکھی آپ مسکرائے اور ایک پکڑا اٹھالیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ کی مسکراہٹ نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ پھر ہر جمعہ کو یہ سلسلہ جاری رہا اور آپ ازراہ شفقت پکڑوں کی دعوت قبول کر لیتے صرف ایک پکڑا لیتے جو بقول آپ کے ”روڑا“ ہوتا تھا۔ آپ کو ہمیشہ دوسرے کے جذبات اور وقت کا خیال رہتا۔ ایک جمعہ کے بعد مجھے بلایا جبکہ آپ کار میں بیٹھے تو فرمایا ”آج نہ آتا کیونکہ میں باہر جا رہا ہوں اور ایک روز فرمایا ”آج کے بعد پکڑے نہ لانا۔ کیونکہ یہ میرا پیٹ خراب کر دیتے ہیں“ خاکسار نے اس ہدایت کی پابندی کی تو دوسرے جمعہ فرمایا ادھر آؤ وہ میری عزیز رشتہ دار عورتیں آئی ہیں وہ کہتی ہیں ہم نے پکڑے کھانے ہیں ان کے لیے لے آؤ اور پھر یہ سلسلہ ان کے نام سے جاری رہا یہ بظاہر معمولی راہ و رسم کا تعلق تھا لیکن میں سمجھتا ہوں پہلے دن کی مسکراہٹ نے مجھے آپ کے دوستوں اور تعلق والوں میں شامل کر لیا چونکہ بعد کے آنے والے دنوں میں اس کی شہادت ملتی ہے آپ کے کسی عزیز کی شادی ہوئی تو صرف ۴۰ افراد کو ولیمہ پر بلایا گیا۔ ان میں اس خاکسار کو بھی شامل کیا گیا۔

ایک روز آپ کے ہاں گیا تو آپ نے فرمایا میرا بستر تو ٹھیک کر دو خاکسار اس کو اپنی عزت سمجھتے ہوئے آپ کے سونے والے کمرہ میں داخل ہوا

کیا دیکھتا ہوں ایک بہت ہی سادہ سا بستر ہے۔ نہ اٹلس و کچاب کا اور نہ ہی (بادشاہی میں فقیر کی) کسی امیر زادے کا کمرہ خلوت محسوس ہوا۔ معمولی چادروں کو کنبیوں کے ساتھ جوڑ کر ایک رضائی کی شکل دی ہوئی تھی خاکسار نے ان کو تنہ کیا اپنے سر پر برکت کی خاطر رکھا اور اپنی طرف سے بڑے سلیقہ سے ایک طرف رکھنا گیا۔

ایک روز گیا تو آپ کا ہاتھ بندھا ہوا تھا جس پر خاکسار نے پوچھا۔ چوہدری صاحب ہاتھ کو کیا ہوا ہے تو فرمایا کچھ گرم کرنے لگا تھا کہ ہاتھ جل گیا ہر کام کو خود کرنے کی پوری کوشش کرتے بعض دفعہ اجنبات بیت الذکر میں نماز کے بعد آپ کی جوتی پکڑنے کے کوشش کرتے تو آپ کہتے اسے چھوڑ دو یہ میری جوتی ہے آپ کی نہیں۔ غرض یہ تھی کہ مجھے اتنی اہمیت نہ دو میں تو ایک عام آدمی ہوں اور بس۔

ایک روز بشیر رفیق خان صاحب نے کہا کہ چوہدری صاحب کا فلیٹ دیکھ لیا جائے کیونکہ آپ امریکہ سے واپس آ رہے تھے۔ ہم نے بلب جلانے کیلئے ہاں دبائے مگر کوئی بلب بھی نہ جلا ہم نے سمجھا کہ شاید بلب فیوز ہیں لیکن بشیر رفیق خان صاحب نے فرمایا آپ چوہدری صاحب کے گھر کا جائزہ لے رہے ہیں اس لیے میں سوچ کر دیکھیں کہیں وہ بند تو نہیں دیکھا تو ایسا ہی تھا۔ یعنی باہر جاتے وقت اپنے فلیٹ کا میں سوچ ہمیشہ بند کر جاتے تھے تاکہ اسراف نہ ہو جن دنوں آپ نے کتاب ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھی آپ نے اس کی اشاعت کے لیے وعدے لیے کہ دوست کتنی کتب خریدیں گے۔ بینگلن میں ایک شادی کے موقع پر آپ نے دوستوں سے کہا کہ

نظارہ کہ ایک روز فیصل آباد کی بیت الذکر میں گرمی سے بچانے کیلئے خاکسار پنکھا چل رہا تھا اور آج اسی جلیل القدر رفیق بانی سلسلہ کے پہلو میں کھڑا ان کی دعائیں لے رہا تھا۔ اُس وقت اجنبیت کے سبب حائل تھے اور آج قربت کی بلند منزلیں طے ہو رہی تھیں ایک دن بڑے پیار اور بڑے جلال سے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا دیکھو مجھے علم ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور سنو میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں یہ ایسے الفاظ تھے جنہوں نے مجھے درطہ حیرت میں ڈال دیا اور یہی میرے اور آپ کے تعلقات کی انتہا تھی انہی محبتوں سے بندھے رشتہ میں ایک دن ایسا بھی آیا جب آپ لندن سے روانہ ہو رہے تھے۔ آپ جاتے ہوئے میرے لیے تبرک کے طور پر اپنا سوٹ چھوڑ گئے ایسا نظارہ آنکھوں نے دیکھا جس سے محسوس ہوتا تھا کہ آپ سے یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ آنکھ باتی تھی کہ کوئی بات ہے تبھی تو پر غم ہے۔ یہ چین سے کون چلا گیا کہ کئی کئی کوفتار سے آپ کی وفات کی خبر سے تمام مناظر آنکھوں کے آگے گھومنے لگے جس دن آپ کا جنازہ تھا خاکسار نے تحذیثِ نعمت کے طور پر آپ کا عنایت کیا ہوا سوٹ پہنا اور بوجھل قدموں سے بیت الفضل کو رواں ہوا اور حسن اتفاق یہ کہ جہاں آپ ہمیشہ نماز کے لیے بیٹھے تھے خاکسار بھی وہیں آپ کی چاہتوں اور محبتوں کا لطیف بوجھ لیے آپ کا جنازہ غائب پڑھ رہا تھا۔

کیونکہ کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل  
پیارے مجھے بھی تیری محبت پہ ناز ہے

اس کی اشاعت میں حصہ لیں اور ساتھ ہی فرمایا مجھے ذاتی لاپچ نہیں کہ کتاب بچے گی اور مجھے کوئی مالے قائم ہوگا۔ میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھ کر اس پر عمل کریں اور پھر آپ نے اپنی ذات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا اور فرمایا میرے اندر تو اس قدر نقص ہیں کہ اتنے چھلنی کے سوراخ نہیں ہونگے جتنے مجھ میں نقص ہیں۔

یہ کتاب آپ نے اپنے ملنے والوں کو دستخط کر کے تحفہ دے دی پھر آپ نے بڑے بڑے (کیا خوب سودا لگے) دنیا و دینا و حیات رکھنے والوں کو دی۔ آپ نے مکرم غوری صاحب کو فرمایا کہ اس کی جلد بند کی کر دانی جائے۔ خاکسار کا نام سامنے آیا تو فرمایا ٹھیک ہے آپ نے ایک روز فرمایا مجھے یہ دو کتابیں فوری طور پر چاہئیں کل جمعہ ہے میں نے کسی کو دینی ہیں اس لیے جمعہ پر مجھے پہنچا دیں۔ خاکسار وقت پر کتابیں سفید کاغذ میں لپیٹ کر لے گیا تو دوسری جانب آپ بھی پوری تیاری کر کے آئے تھے۔ ہر کام میں ذمہ داری اور اللہ کے بتائے ہوئے اصول ذہن میں رکھتے اور ان پر عمل کرتے جب خاکسار نے کتابیں دیں تو فوراً محنت کا معاوضہ ادا کر دیا۔ آپ نے گھر سے اتنی ہی رقم الگ کر کے جیب میں رکھی ہوئی تھی کہ جب میں جاؤں گا تو وہ رقم بھی اسی وقت ادا کر دی جائے گی۔ کوئی ادھار نہیں کوئی بھول چوک نہیں۔

آپ دوستوں کی فرمائش پر کتب پر دستخط کرنے کے لیے بیٹھے تھے مجھے فرمایا ادھر آؤ اور اس کے صفحات کو میرے سامنے کھولتے جاؤ اور میں دستخط کرتا جاتا ہوں۔ ایک عجیب شان تھی اور ایک عجیب



وہ جس کے دل کی آنکھیں نور قرآن سے روشن تھیں

# ایک عالم با عمل

محترم شیخ احمد صاحب طاہر سابق مریض انگلستان

مشن کی پرانی عمارت ۴۳ میلروز روڈ کے ایک  
میرے کان اس کی لذت سے آشنا ہیں  
۴۱ میلروز روڈ میں سندس سکول لگا

ہوا تھا۔ اس میں داخلہ کے لیے اور باہر جانے  
کیلئے الگ الگ دروازے تھے۔ ایک غیر از جماعت  
دوست حضرت چوہدری صاحب کے دیدار کے شوق  
میں وہاں تشریف لائے۔ لیکن اس دروازے سے  
ہال میں داخل ہوئے جو باہر نکلنے کیلئے تھا۔ آپ نے  
انہیں واپس بھجوا دیا اور فرمایا اصل دروازہ سے  
اندر آئیں۔ چنانچہ جب وہ صحیح راستہ سے ملنے کیلئے  
آئے تو آپ ہمہ تن گوش ہو کر انکی طرف متوجہ ہوئے  
اور گفتگو فرماتے رہے۔

اپنی خوراک میں بھی یہی نظم و ضبط ہمیشہ مد نظر  
رکھتے۔ نہ کم نہ زیادہ کھاتے ایک دفعہ فرمانے لگے کہ  
ہالینڈ میں میں صبح کے ناشتے کیلئے وہ انڈہ استعمال  
کرتا ہوں جس میں دو زردیاں ہوتی ہیں۔ ایک زردی  
میں ایک دن کھاتا ہوں اور دوسری اگلے روز۔  
چند نوجوان کھڑے تھے۔ فرمانے لگے تم لوگوں  
نے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو پاؤنڈ کی قیصیں پہن رکھی ہیں  
میری یہ قیص دیکھ رہے ہو جو میں نے پہنی ہوئی ہے  
یہ امریکہ سے میں نے صرف دس شلنگ میں خریدی تھی۔  
فرمانے لگے (اور یہ واقع میں نے آپ سے بار بار

لندن کمرہ میں پندرہ بیس دوست  
بیٹھے تھے ہماری عبدالباسط مصری کی تلاوت کے  
کیسٹ لگی ہوئی تھی۔ سبھی اس سے لطف اندوز ہو کر  
تبصرہ بھی کر رہے تھے۔ اتنے میں حضرت چوہدری صاحب  
تشریف لائے ایک منٹ کے لیے دروازہ میں کھڑے  
تلاوت اور مبصرین کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔  
"یا تو تلاوت سنیے یا باتیں کیجئے۔ دونوں کام ایک  
ساتھ مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں  
ارشاد فرمایا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو  
خاموشی سے سنیں۔

مجھے آپ کی یہ بات بہت پسند آئی اور معاذ اللہ  
ایا کہ یہ ہے قرآنی تعلیم کا حقیقی مرقع۔ عالم با عمل۔  
آپ تقریر فرما رہے تھے۔ سیدنا حضرت بانی  
سلسلہ احمدیہ کی کسی بات کا حوالہ دیتے لگے اور فرمانے  
لگے کہ حضور نے ایک چھوٹی سی بات یہ بھی فرمائی ہے  
یہ کہہ کے یکدم رک گئے اور فرمانے لگے "نہیں نہیں  
حضور کی ہر بات ہی بڑی عظیم تھی۔ آپ کی بات چھوٹی  
نہیں ہو سکتی۔ آپ تو وقت کے امام ہیں" آپ نے  
اس عشق اور وابستگی سے یہ تذکرہ فرمایا کہ آج تک

انگریزی ادبیات ٹیکہ جاہر قسم

بارعایت خرید فرماویں

شاہ میرٹو ٹیکو

اقصی روڈ۔ ریلوے

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتے

بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

مقبول پیرمارٹ

گنپت روڈ۔ لاہور

فون ۶۳۸۴۹  
۵۲۶۶۷

ملک عبد اللطیف ستکوھی

نوریمکینی  
کراچی



محترم چوہدری محمد شریف صاحب سبکی مرتبی بلاذریہ

# جسٹس سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ارض مقدس

فلسطین کو یہودی تسلط سے بچانے کی مساعی پر عرب اخبارات کے تبصرے

ایک نہایت ہی مخلص احمدی بزرگ دوست (الشیخ ابو سلیم عبد الرحمن السعیدان) نے آپ کی پر تکلف دعوت کی اور اس میں معززین قصبہ کو بھی مدعو کیا۔ جس سے آپ بہت محظوظ ہوئے۔ پھر وہاں سے دمشق اور دمشق سے بذریعہ کار جماعت احمدیہ کے مرکزی مشن کے ہیڈ کوارٹر کبائر واقع حنیفا میں بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء تشریف لائے اور جماعت احمدیہ ارض مقدسہ کو آپ کی زیارت و رفاقت و ضیافت کی توفیق خدا تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوئی اور اس کا مختصر تذکرہ آپ کی خود نوشت سوانح حیات (تحدیث نعمت) میں بھی درج ہے۔

ارض مقدسہ میں آپ کے شب و روز کیسے گزرے اس کی رپورٹ فلسطین کے اخبارات سے پیش کی جاتی ہے فلسطین سے ان ایام میں تین روزانہ اخبارات (دوعربی: الدفاع) (ایڈیٹر مسلمان عرب) فلسطین (ایڈیٹر عرب عیسائی) اور یروشلم پوسٹ (انگریزی اخبار یہودیوں کا) شائع ہوتے تھے۔ ان تینوں میں آپ کے متعلق روزانہ خبریں شائع ہوتی رہیں اور ہڈل ایسٹ براڈ کاسٹنگ سٹیشن (واقع فلسطین) سے بھی روزانہ

جنگ عظیم کے خاتمہ پر عالم اسلام کے سامنے جو بہت بڑے اور گہمیر مسائل تھے ان میں سے ایک ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ تھا اور دوسرا فلسطین کی آزادی کا۔ جسٹس محمد ظفر اللہ خان نے ان دونوں مسائل میں اعلیٰ قابلیت کے ساتھ مسلمانوں کے لیے تاریخ ساز خدمات سر انجام دیں۔

جسٹس سر ظفر اللہ خان کو ہندوستانیوں کے حقوق کے متعلق سب حالات کا گہرا علم تھا۔ لیکن ارض مقدس (فلسطین) کے متعلق آپ کو زیادہ گہری معلومات کی ضرورت تھی۔ اس لیے آپ نے اکتوبر ۱۹۸۵ء میں امریکہ و انگلستان میں اپنے مفوضہ فرائض ادا کرنے کے بعد مناسب سمجھا کہ آپ ارض مقدسہ میں خود تشریف لائیں اور قریب سے نہایت ضروری جملہ معلومات حاصل کریں۔ اس لیے آپ برطانیہ سے بذریعہ ہوائی جہاز قاہرہ (مصر) پہنچے اور مصر سے سیدھے بذریعہ ہوائی جہاز شام کے دار السلطنت دمشق میں پہنچے اور وہاں سے بیروت (لبنان) تشریف لے گئے۔ بیروت کے قریب ہی ایک مشہور قصبہ (بوجا) میں ہمارے

میں نے اپنی طرف سے یہ عمارت اس جوہلی کے عطیہ کے طور پر بنوا دی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے قبول فرمائے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا آپ کو ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ کئی سال تک ہر اتوار کے روز دو تین گھنٹے کیلئے نوجوانوں کے لیے جنرل نالج کی ایک کلاس منعقد ہوتی رہی۔ اس کے روح رواں حضرت چوہدری صاحب ہی تھے۔ نوجوان دیوانہ وار اشتیاق سے اس میں شرکت کرتے۔ آپ اس کلاس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعض کتب امتحان کیلئے بھی مقرر فرماتے۔ چنانچہ ایک بار آپ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" امتحان کے لیے مقرر فرمائی۔ طلبہ کے تفصیلی پرچوں کے خود نمبر لگائے اور اپنی طرف سے الغامات تقسیم فرمائے۔

بڑے درد کے ساتھ نوجوان نسل کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے تھے نیلی ویژن سے پریز کی تلقین فرماتے اور بار بار کہتے کہ اس کی وجہ سے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔ ٹی وی تو سینما کو گھر گھر لے آیا ہے اور نئی نسل کے اخلاق کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ جو لوگ جواباً یہ کہتے کہ اسکی خبریں نہایت عمدہ ہیں وغیرہ۔ تو فرماتے ہیں تو صرف The Times of London کا مطالعہ کرتا ہوں وہ کونسی خبر ہے جو تمہیں معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں۔

عورتوں کو ہمیشہ پردہ کی تحریک کی لیکن آپ کی تحریک میں نفرت کا پہلو کبھی نہ ہوتا تھا بلکہ ایک دردمند دل کی تڑپ کا اظہار ہوتا تھا۔ اس لیے لوگ ادب سے بات سنتے اور آپ کی نصائح سے پاک اثر لے کر اٹھتے تھے۔

کبھی ہوائی جہاز میں تلخوس کی تاریخ پکس کے صفحہ اول پر لوگ نماز پڑھتے

سنا) کہ میں جب شہر سے لندن مشن آیا کرتا تھا تو عموماً Ecost Putney سٹیشن پر اتر جایا کرتا تھا (لندن مشن درمیان میں واقع ہے ایک طرف Southfields Station ہے) ایسٹ پٹنی سٹیشن سے مشن کا فاصلہ دوسرے سٹیشن کی نسبت چند قدم زائد ہے۔ آپ کے ایک انگریز دوست ہمیشہ کہتے کہ "ظف" آخر تم نے ایسٹ پٹنی سٹیشن پر اتار کر بچایا کیا۔ آپ فرماتے ایک پٹنی "وہ پھر کہتے آخر بچایا کیا۔ آپ فرماتے ایک پٹنی۔ وہ پھر کہتے آخر بچایا کیا۔ آپ فرماتے "ایک پٹنی"۔ وہ پھر کہتے پھر بھی بچایا تو کیا بچایا "آپ کا جواب وہی ہوتا کہ ایک پٹنی۔ گویا آپ ایک پیسہ کے ضیاع کے بھی تامل نہ تھے۔ اور اس بات میں ذرہ بھر بھی حجاب محسوس نہ فرماتے کہ کوئی کیا کہے گا۔ یہ ضرور مد نظر رہے کہ آپ جو پائی پائی بچاتے تھے وہ اللہ کی راہ میں ہی صرف ہوتی تھیں۔

۱۹۷۰ء کا واقعہ ہے قدرت ثانیہ کے تیسرے منظر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب مغربی افریقہ کے دورہ کے بعد لندن تشریف لائے۔ حضور کو اس موقع پر لندن مشن، محمود ہال اور مریان کے رہائشی فیلڈس کا افتتاح فرمایا تھا۔ اس موقع پر ایک مقامی اخبار میں خاکسار کا انٹرویو شائع ہوا۔ جس میں خاکسار نے یہ ذکر بھی کیا کہ اس عمارت کا خرچ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب نے ادا کیا ہے۔ اگلے دن دوپہر کے کھانے پر بیٹھے تھے آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ نے یہ کیوں چھپوایا کہ اس عمارت کے اخراجات میں نے ادا کئے ہیں۔ میں تو اسکی تشہیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر فرمایا کہ سیدنا حضرت فضل عمر کی خواہش تھی کہ جماعت کی صد سالہ جوہلی پوری شان و شوکت سے منائی جائے



(صبح، دوپہر، رات) آپ کا تذکرہ نشر ہوتا رہا۔ یہاں ہم ارض مقدسہ کے تین عربی اخبارات میں سے صرف ایک ایک رپورٹ بطور نمونہ ترجمہ کر کے پیش کرتے ہیں:-

(۱)

روزنامہ الدفاع (دفاع) نے لکھا:-

ہندوستانی... لیڈر فلسطین کے متعلق کہتے ہیں:-

”جیسا کہ از نامہ نگار خصوصی الدفاع۔ جیسا کہ ہندوستانی لیڈر سر ظفر اللہ خان احمدی۔ جنہوں نے ۱۹۳۷ء میں برطانیہ کے ہاؤس آف لارڈز میں اپنے مشہور خطاب میں بڑی تفصیل سے بیان کیا تھا کہ: ”فلسطین کو تقسیم کرنا ساری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو ایک ایسا زخم لگائے گا جو کبھی مندمل نہیں ہوگا۔“ اور آپ اس ہندوستانی وفد کے لیڈر ہیں، جو سلطنت برطانیہ کی کانفرنس میں شرکت کے لیے ہندوستان سے لندن بھیجا گیا۔۔۔۔۔ یہ ہمارے خوش قسمتی ہے کہ ہمیں آپ سے ملاقات کرنے کا موقع دیا گیا ہے تاکہ ہم آپ سے ان کوششوں کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں جو مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کیلئے کی جا رہی ہیں۔ آپ نے ہماری درخواست کو منظور فرمایا اور ہمارے سوالوں کے جواب میں بتلایا کہ: ”میں لندن میں چار ماہ بٹھرا ہوں، وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز دمشق پہنچا۔ چند دن وہاں ٹھہرا اور وہاں کے بعض چیدہ چیدہ عرب لیڈروں سے ملاقات ہوئی ہے۔ جیسا کہ دو دن جماعت احمدیہ کا مہمان رہوں گا۔ پھر بیت المقدس جاؤں گا اور

وہاں چند دن ٹھہروں گا تا فلسطین کی حالت خود دیکھ سکوں اور صیہونی جوہر اپنی گندہ انگلستان میں کر رہے ہیں۔ اس کی حقیقت بھی معلوم کر سکوں۔ اس کے بعد میں بیت المقدس سے بذریعہ ہوائی جہاز قاہرہ جاؤں گا اور وہاں سے اپنے ہیڈ کوارٹر دہلی (ہندوستان) سوال: کیا آپ نے اپنے قیام لندن کے ایام میں عرب اور یہودی مشہور اشخاص سے فلسطین کے سلسلہ میں ملاقاتیں کی ہیں؟

جواب: لندن میں (عرب آفس) کے نمائندہ مکرم انور النشاشیبی مجھ سے ملنے کیلئے آئے تھے اور فلسطین کے متعلق انہوں نے مجھے بہت کچھ بتلایا اور مجھے یہودی لیڈر بھی وہاں ملنے کے لیے آئے تھے اور آباد کاری کا وہ کام جو یہودی فلسطین میں کر رہے ہیں۔ اس کا بھی انہوں نے ذکر کیا اور کہا کہ عالم اسلام ہمارے اس کام کو اور یہودیوں کے فلسطین میں آنے کو کیوں ناپسند کر رہا ہے؟

”میری فلسطین میں یہ آمد اپنی نوعیت کی پہلی آمد ہے میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ فلسطین کے حالات کو خود دیکھوں اور ملاحظہ کروں اور یہودیوں کے دعویٰ کی تحقیق کروں۔“۔۔۔۔۔ پھر میں نے آپ سے یہ سوال پوچھا:-

”ہندوستان کے دولت مند مسلمان ارض مقدسہ میں واقعہ زمینیں کیوں خرید نہیں لیتے، جیسے امریکہ اور یورپ کے دولت مند یہودی یہاں خرید رہے ہیں؟“ آپ نے جواب دیا کہ:

”میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں سے فلسطینی مسلمانوں پر مشتمل ایک مشن ہندوستان میں بھیجا جائے۔ اور وہ ہندوستان میں جا کر دولت مند مسلمانوں کو تحریک کریں۔ تو اسے بہت مقبولیت اور کامیابی حاصل

دعوت چائے میں جو انہوں نے آپ کے اعزاز میں دی شریک ہوئے اور اسیں وکلاء اور ارباب کی جماعت بھی شریک ہوئی شام کے وقت آپ سے جناب ڈاکٹر خلیل بدیری عبدالحمد یاسین اور سماحی وقاء الدجانی نے ملاقات کی۔ ان سب ملاقاتوں میں محترم سید سیف الدین زید الکیلانی (اردو میں الجیلانی۔ مترجم) صاحب سیکرٹری عرب نیشنل بینک جناب احمد حلمی پاشا کے ارشاد پر آپ کے ہمراہ رہے۔“

(روزنامہ "فلسطین" (دفاع)، ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

(۳)

اخبار "الوحدة العربية" (بیت المقدس) نے لکھا:-

پریس رپورٹ! ہندوستانی لیڈر کیساتھ

”میں اور جناب مولوی صبری عابدین صاحب جناب جنرل میجر صاحب عرب بینک و پرنسپل عرب نیشنل فنڈ کے حکم پر ان کی طرف سے ہندوستان کے لیڈر

سر ظفر اللہ خان صاحب

جنہوں نے ۱۹۳۷ء میں برطانوی ہاؤس آف لارڈز میں اپنی مشہور تقریر میں فلسطین کے عربوں کی مدد اور نصرت پر بہت زور دیا تھا۔ کی خدمت میں سلام و خوش آمدید کہنے کیلئے گئے۔

وہاں ہم اچانک دیکھتے ہیں کہ ہم قانون کے علامہ کے سامنے ہیں۔ جو یورپین سوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ گندی رنگ ہے۔ اور اپنی عمر کے پانچویں دہاکہ میں ہیں چمکدار آنکھیں ہیں جن سے غیر معمولی ذہانت کی چمک نظر آتی ہے۔ روانی سے انگریزوں کی طرح انگریزی بولتے ہیں

ہوگی اور ہر جگہ حوصلہ افزائی ہوگی اور میں بلحاظ ایک ہندوستانی۔۔۔ ہونے کے اپنے ذمہ واجب کو ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ لیکن ایک مشن کو یہاں سے مسلمانان ہندوستان کے لیے بھیجنا نہایت ضروری ہے اور مسلمانان ہندوستان ارض مقدسہ کے حالات جاننے کے لیے بہت مشتاق ہیں۔

آپ سے جیسا کہ سرکردہ احباب کے ایک وفد نے بھی ملاقات کی۔ جس میں جناب فرید السعد، کالج عبد الرحمن، یوسف صیہونی، حنا نقارة، فؤاد الطیلة اور الحاج حسین الفریق بھی شامل تھے۔

(روزنامہ الدفاع (دفاع)، ۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

(۲)

سر ظفر اللہ خان صاحب کے فلسطین میں پروگرام کا نمونہ

”بیت المقدس۔ ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء از نامہ نگار خصوصی روزنامہ فلسطین۔“

آج صبح سر ظفر اللہ خان صاحب عرب نیشنل بینک میں تشریف لائے۔ یہاں آپ کا استقبال جناب محمد عبدہ حلمی صاحب نے کیا۔ پھر آپ حرم شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کے لیے خلیل تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آنے پر اسلامی مجلس اعلیٰ اور عرب کالج میں تشریف لے گئے اور دوپہر کا کھانا آپ نے ہنریکیلیٹی کمنٹر صاحب فلسطین کے ساتھ تناول فرمایا۔

ظہر کے بعد نمائندگان پریس نے آپ سے ملاقات کی پھر آپ جناب سید محمد یونس الحسینی صاحب کی



اور فصیح عربی زبان، قرآن شریف کی عربی زبان سمجھتے اور وہاں ان کے پاس بڑے بڑے سرکردہ احباب کی بھی ایک جماعت موجود ہے۔ جو انہیں سلام و خوش آمدید کیلئے آئی ہوئی ہے۔ چونکہ جناب لیڈر صاحب کا عرصہ اقامت فلسطین میں بہت متعطل تھا۔ اس لیے آپ نے اپنے زائرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان میں سے کوئی صاحب ان کے رفیق بن جائیں اور آپ جن سرکردہ احباب کو ملنا چاہتے ہیں اور عربوں کی جو سکیمیں ہیں ان کے دیکھنے اور ملاحظہ کرنے اور ملاقاتوں کا پروگرام مرتب کر دیں۔

اس پر تمام بھائیوں نے اتفاق رائے کیا اور یہ ان کا جھیر اعتماد اور نوازش تھی۔ کہا گیا کہ میں یہ کام کروں۔ اس پر میں نے بطیب خاطر یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ میری موجودگی میں جناب لیڈر صاحب نے ایک سوال کے جواب میں جو ان سے کیا گیا تھا۔ کہا تھا کہ:

”مجھے فلسطین کو دیکھنے کا مشورہ دیا گیا تھا، تا میں خود جائزہ لے سکوں کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ کہ ہم فلسطین کو آباد کر رہے ہیں اور فلسطین کو ترقی دے رہے ہیں اور خوبصورت بنا رہے ہیں..... کہاں تک درست ہے“

مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ میرا یہ کام بڑا مشکل ہو گا کہ میں ان متعطل سے ایام میں جو ہندوستانی لیڈر صاحب فلسطین میں گزاریں گے زیادہ سے زیادہ وقت، ان کے وقت میں سے لے سکوں۔ تا آپ فلسطین کے مشکل مسئلہ میں عربوں کے نقطہ نظر سے اچھی طرح اطلاع پا سکیں۔ میرے لیے یہ کام اس لیے بھی مشکل تھا کہ اس کام میں میرے مقابل جیوش ایجنسی ہے... اور بس! اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ جیوش ایجنسی

تو میرا یہ کہنا ہی کافی ہے، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ جیوش ایجنسی کی تنظیم و تیاری اور صرف اس کام کیلئے سپیشل ماہر تنخواہ دار ملازمین اور ایسے ہی مواقع کیلئے خاص ادارے، فرضی اعداد و شمار اور نامکمل اور غرق معلومات جو صیہونیت کی مصلحت کے مطابق ہوں، جیسا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس کے بالمقابل افسوس ہے کہ عربوں کے پاس اس جیسا کوئی انتظام نہیں جو اپنے جائز اور واقعی حق اور سچے دعویٰ کو ایسے بڑے زائرین کے سامنے پیش کر سکیں۔ نہ صرف یہاں بلکہ ہمارے عرب (عرب آفس) لندن میں بھی ایسا انتظام نہیں۔ حالانکہ عرب آفس آج سے ۲۵ سال قبل قائم کیا جانا چاہیے تھا اور اسے وہ تمام حقائق اور صحیح اعداد و شمار اور ٹریڈ ورسائل مہیا کئے جاتے..... اور ہماری قوم (عربوں) کے بہترین مقاصد و اغراض بھی!

میں نے جناب لیڈر صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے خیال میں فلسطین کے عربوں کو بھی ان سکیموں اور منصوبوں سے جنہیں انہوں نے فلسطین میں قائم کیا ہے اور انہوں نے آپ کو بتلائی اور دکھلائی ہیں۔ بحر میت (DEAD SEA)، پوٹاس کمپنی، دیران کی بحری گاہ اور یہودی بستیوں وغیرہ سے کوئی فائدہ حاصل ہوا؟

آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

”میں نے انہیں (یہودیوں کو) بتلادیا تھا کہ میں نے ایک عرب بھی تمہاری ان سکیموں اور منصوبوں میں نہیں دیکھا جو تمہارے ساتھ ان میں شریک ہو اور ان سے فائدہ اٹھا رہا ہو۔ اور جو کچھ تم یہاں آباد کاری کر رہے ہو یا ان کو ترقی دے رہے ہو وہ صرف تمہارے اپنے ہی فائدہ کیلئے ہے! اور میں یقین رکھتا ہوں کہ عرب اس بات کو ترجیح دیں گے کہ ان کی اس زمین کا اس طرح بے آباد رہنا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم عالمگیر صیہونی

پر مسجد اقصیٰ بنی ہوئی ہے۔ کے لیے رو رہے ہیں اور اس کے دوبارہ بنانے کے لیے عاجزانہ دعاؤں کر رہے ہیں۔ اور اس میں جو خطرہ اس ہمیشہ باقی رہنے والے اسلامی ورثہ کیلئے پہنا ہوا ہے اور صیہونیوں کا جو لالچ اور خواہشیں ہیں وہ اس کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہیں۔“

اس پر آپ نے یہی کہا ”نَعُوذُ بِاللّٰهِ“ اس دعوت چائے میں جو آنجناب کے اعزاز میں جناب غوثی عبدالہادی نے دی۔ وکلاء اصحاب ہنری کتن، محمد یونس الحسینی۔ عجاج گوہر، عادل جبر۔ محمد کمال کی بھی آپ سے ملاقات ہوئی۔ جناب ہنری کتن صاحب نے۔ جنہیں اپنے دیگر وکلاء اصحاب کی بھی مدد حاصل تھی۔ آپ کے ساتھ قضیہ فلسطین پر ہر دو لحاظ سے یہودیوں کی فلسطین کی طرف ہجرت اور اراضی فلسطین کی خرید و فروخت کے متعلق مفصل روشنی ڈالی اور جناب لیڈر صاحب نے اس مضبوط قانونی بحث کو سن کر یہ تبصرہ کیا:

”میرے اس دفعہ فلسطین میں پہلی مرتبہ آنے سے پہلے مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ ہے اصل بات یہ نہیں جیسا کہ میں نے خیال کیا تھا کہ اس ملک میں کس قدر یہودی مزید آسکتے ہیں؟ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک اصل اور قدیم قوم کو فنا کیا جا رہا ہے اور ایک اجنبی قوم کو زندہ کیا جا رہا ہے تا وہ انکی جگہ اس ملک میں رہے!“

پھر اس کے بعد آنجناب نے اس طرف توجہ دلائی کہ ”عرب اداروں کو چاہیے کہ وہ فلسطین کے موجودہ اصل حالات ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کو آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد جناب محمد علی جناح کے ذریعہ پیش کریں۔ کیونکہ جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے، اس کا انہیں

اموال سے اسے خرید کر آباد کرو اور ان کے ملک میں یہودیوں کے لیے ایک قومی وطن قائم کر لو!“

اور جناب لیڈر صاحب نے علامہ احمد سامح الحادادی کی اس دعوت کو قبول کر لیا کہ آپ دیر غزو کے اس زعمی فارم پر تشریف لائیں اور دیکھیں جو یقینوں کے لیے قائم کیا گیا ہے۔.....

اس خوبصورت منصوبہ کو دیکھ لینے کے بعد آنجناب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ مکرم خالدی صاحب ایک ”انسائیکلو پیڈیا“ اور یہ فارم (دیر غزو) بتا رہا ہے کہ اگر میرے عرب بھائیوں کی کوششیں متحد اور مضبوط ہوں تو عربی فلسطین کے بہار اور ٹیلوں سے یہاں دوسرا سوئٹزرلینڈ بنایا جاسکتا ہے!“

دوسرے دن آپ کے ہمراہ میں حرم شریف کے زیارت کیلئے گیا۔ حرم شریف میں مولانا ضیاء الدین الخطیب نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ اور مولانا موصوف ایک ہی یونیورسٹی۔ عظیم الشان لندن یونیورسٹی۔ کے فارغ التحصیل ہیں اور آپ نے مولانا صاحب سے

صخرۃ مشرفۃ۔ مسجد اقصیٰ اور حرم شریف کے متعلق صحیح ترین معلومات حاصل کیں اور نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے مولانا محمد علی اور شاہ حسین مغفور لہ کی قبریں دیکھیں اور دونوں صحابہ شہداء ابن ادس اور عبادة بن الصامتؓ کی قبروں پر دعا کرنی تو آپ دیوار براق و گرمیہ دیکھنے لگ گئے۔ اس وقت صیہودیوں کے بعض علماء دین بھی وہاں کھڑے تھے اور گرمیہ وزاری کر رہے تھے۔ اس پر آپ نے دریافت فرمایا: یہ کیوں رو رہے ہیں؟ اس پر آپ کو بتلایا گیا۔ ”یہ یہاں سلیمان۔ جہاں اس کے کھنڈرات



کچھ علم نہیں۔ بس وہ تو صرف یہی جانتے ہیں کہ فلسطین خطرہ میں ہے !

لیکن کیوں خطرہ میں ہے ؟ اور کیسے خطرہ میں ہے ؟ اس کا انہیں کچھ علم نہیں ! . . . . .

اور روز میری عرب ہوٹل کی طرف سے واپس آتے ہوئے جس میں میں نے انہیں "عدن ہوٹل" سے باوجود یہودیوں کی زبردست کوشش کے کہ آپ وہاں ہی ٹھہریں۔ منتقل کیا تھا، مجھے مخاطب کر کے فرمایا "میں اپنے اس عرب بھائی سے اتفاق کرتا ہوں جس نے یہ کہا تھا کہ فلسطین میں یہودیوں کی ہجرت کر کے آنے کی مثال اس موٹر کار سے مشابہ ہے جس میں چھ آدمی بیٹھ سکتے ہیں اگر اس میں تین یا چار اور آدمی بھی جن کا اس موٹر کار سے کوئی تعلق نہیں، ان چھ اصل سواروں کے ساتھ بھر لیے جائیں۔ تو ایسا کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اصل سواروں کو تنگ اور بے آرام کیا جائے اور قانون اور منطق کے بھی یہ کام خلاف ہے !"

اور ڈاکٹر عمری خالدی بھی آپ سے ملاقات کے لیے آئے اور اپنی اس ملاقات میں مسئلہ فلسطین پر سیاست بالاکے لحاظ سے روشنی ڈالی اور حکومت برطانیہ کی طرف سے جو مختلف کمیشن اور کمیٹیاں آتے رہے ہیں ان کی رپورٹوں کا خلاصہ بیان کیا اور (قرطاس ایضاً) ڈائٹ پیپر ۱۹۳۹ء کی بھی نہایت دلچسپ انداز میں تشریح کی . . . . .

اور آپ جب حرم جد الانبیاء خلیل اللہ کی زیارت کے لیے گئے تو وہاں جناب مولوی محمد علی الجعفری صدر ٹاؤن کمیٹی خلیل سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے جناب مولوی صاحب سے یہ سوال کیا کہ فلسطین کے مسلمانوں کو اپنی موجودہ مشکلات سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہیے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ

"دین حنیف اسلام کی طرف رجوع کریں اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کریں۔ جناب لیڈر صاحب نے یہ کہتے ہوئے آپ کے ساتھ اتفاق کیا کہ :

"اس بارہ میں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں لیکنے افسوس یہ ہے کہ مڈل ایسٹ (شرق وسط) کے مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا کہ مغرب کا مغربی تمدن اختیار کرنے سے ہی انکی ترقی ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ وہ موجودہ مشکلات سے نجات پاسکتے ہیں، تب وہ اس میں غرق ہو گئے حالانکہ مشرق اسی وقت نجات پاسکتا ہے جب وہ اپنی پہلی روحانیت کی طرف واپس آجائے اور اسلامی مجلس اعلیٰ کی طرف سے مکرم امین عبد الہادی نے آپ سے ملاقات کی اور جناب مولوی ضیاء الدین الخطیب نے دونوں اصحاب کے درمیان ترجمہ کے فرائض اپنی اعلیٰ تعلیمی مہارت کے ساتھ ادا کئے اور جب مکرم امین عبد الہادی صاحب نے آپ سے دریافت کیا کہ مسلمان ہندوستان اپنے مسلمان عرب فلسطینی بھائیوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں تو آنجناب نے جواب دیا "آپ کے ہندوستانی بھائیوں کو یہ علم نہیں کہ آپ کے پاس وہ کون سے عملی منصوبے ہیں جن سے آپ یہودیوں کے ہاتھ سے اپنی زمینوں کو بچا سکتے ہیں ؟ اور جب وہ آپ کے ملک کے قوانین کی وجہ سے فلسطین کی عرب اراضی بعض معین علاقوں میں خرید نہیں سکتے تو میرے نزدیک یہ بات بعید نہیں کہ ہندوستان کے دو متمند مسلمان آپ کے قومی فنڈ میں چندہ دیدیں اور صرف یہی ایک عملی منصوبہ ہے جس کے ذریعہ آپ اپنی اراضی کو بچا سکتے ہیں اور چھڑا سکتے ہیں ! اگر اس نیشنل فنڈ کے ایڈمنسٹریٹرز اپنا ایک مشن ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف بھیجیں اور وہ اراضی مقدسہ کی موجودہ پوزیشن ان کے سامنے تفصیل کے ساتھ پیش کریں اور

جو خطرات اس وقت ان زمینوں کو لاحق ہیں، ان تک پہنچائیں یا ان سے خط و کتابت کریں اور ان کو اس نیک عمل پر ابھاریں۔ کیونکہ عالم اسلام میں ایک مسلمان بھی یہ بات پسند نہیں کریگا کہ یہ ابدی اسلامی میراث ان کے ہاتھ سے جاتی رہے اور ان کی مسجدیں اور ان کے اولیاء و شہداء اور پہلو اولوں کی قبریں مٹ جائیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔"

اور اس چائے کی دعوت میں جو آپ کے اعزاز میں سید محمد یونس الحسینی پیدر نے دی اور اس میں بھی وہ تمام وکلاء احباب شامل ہوئے جن کا ذکر قبل ازیں مکرم عون صاحب کی دعوت چائے میں ہوا ہے اور ان کے علاوہ سید رجائی الحسینی، نصیب بیکاریوں اور فواد النشاشیبی بھی شامل ہوئے اس دعوت میں جناب لیڈر صاحب نے اس بات پر پھر زور دیا کہ جو آپ نے جناب عون صاحب کی دعوت چائے کے موقع پر کہی تھی کہ پنجاب (ہندوستان) سے انتقال اراضی کا ایک نسخہ منگوایا جائے تا وہ دھاندلیاں جو ایک شخص سے دوسرے شخص کے نام انتقال اراضی میں ہوتی ہیں وہ یہاں بھی نہ ہو سکیں اور عرب ادارے اور جماعتیں اسے یہاں بھی رائج کروائیں کہ کوئی قطع زمین کسی اجنبی کے نام منتقل نہیں ہوگا۔ اور اگر یہاں کی حکومت اس کے مطابق عمل کرے اور فلسطین میں بھی یہی قانون لاگو کر دے، تو موجودہ سخت تریخ صورت کا یہی ایک علاج کافی و شافی ہوگا۔

اور آنجناب سے ملاقات کے لیے ڈاکٹر خلیل بدیزری بھی تشریف لائے اور فلسطین کے عرب اور آزاد و عقلمند نوجوانوں کا نقطہ نظر آنجناب کی خدمت میں پیش کیا اور پھر اس تفاوت و فرق کا بھی ذکر کیا جو عرب مزدوروں اور یہودی مزدوروں کی اجرت

میں ایک ہی کام میں برابر ہونے کے باوجود اجرتوں میں گورنمنٹ فلسطین کے حکمہ جات میں روار کھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ جناب لیڈر صاحب نے اسے عرب اور یہودی مزدوروں میں جانب داری اور طرفدار سے قرار دیا . . . . .

اس بات حیت کے درمیان میں نے جناب لیڈر صاحب سے دریافت کیا کہ آجکل برطانیہ میں مزدوروں (لیبر پارٹی) کی حکومت ہے اس حکومت کا ہمارے قضیہ فلسطین کے متعلق کیا رویہ ہے ؟ آپ نے جواب دیا "میرا خیال ہے کہ لیبر حکومت عنقریب فلسطین کی مشکلات کا گہرا مطالعہ کریگی اور اب جبکہ وہ خود مدد حکومت بن گئی ہے۔ اپنی پہلی رائے پر جبکہ وہ حکومت سے باہر تھی اور غیر ذمہ دار تھی عمل کرنے کی پابند نہ ہوگی"

اس طرح سید رجائی الحسینی، عبد الحمید یاسین اور سامی وفاد الدجانی نے آپ کی ملاقات کیلئے تشریف لائے اور آپ کو بیت المقدس میں تشریف لانے پر خوش آمدید کہا اور مکرم حسینی صاحب اور مکرم عبد الحمید صاحب نے لندن میں "عرب آفس" کے کام اور انے کوششوں کے متعلق آپ سے ذکر کیا جو یہ آفس فلسطین کی آواز مغربی دنیا میں پہنچانے کیلئے کور رہا ہے۔

اس پر آنجناب نے تجویز کیا کہ "عرب آفس ایسے پمفلٹ، رسائل اور رپورٹیں تیار کرے جو فلسطین کے متعلق پوری معلومات پر مشتمل اور صحیح و مکمل اعداد و شمار پر مبنی ہوں اور فلسطینی عربوں کے ثابت شدہ حقوق کا بھی ان میں ذکر ہو۔ پھر یہ برطانوی پارلیمنٹ اور امریکہ کی کانگریس کے ممبروں اور مغربی ممالک کے ممبروں اور مغربی ممالک کے مختلف اخبارات کو عرب نقطہ نگاہ واضح کرنے کے لیے ارسال کئے جائیں۔"



اخبارات کا بھی جناب لیڈر صاحب کے وقت میں حصہ تھا ایسے مقامی اور غیر ملکی اخبارات کے نمائندگان نے بھی آپ سے ملاقات کی اور آپ نے ان کے سوالات کے جواب دیئے تھے اس کا ہر ایک کلمہ وزن کر کے دیتے تھے اور بعض ایسی باتیں بھی بتلائیں جن کے متعلق آپ نے ان سے امید کی کہ وہ ان کو شائع نہ کریں اور جب آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ اپنے فلسطین کے عرب بھائیوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں تو آپ نے پوری صراحت سے جواب دیا کہ:

- ۱۔ وطن کے تمام امور میں افراد اور قائدین تمام کوششیں متحد ہو کر کریں۔
- ۲۔ اقتصادی تنظیم قائم کریں اور صنعت و آبادی کے منصوبے درست اور مضبوط بنیادوں پر قائم کریں
- ۳۔ عرب قوم کے مقاصد پورے کرنے کے لیے متواتر کوشش اور مسلسل کام کریں۔

اور جب میں چوتھے دن۔ آنجناب کے قاہرہ جانے کیلئے سفر پر روانہ ہونے سے چند منٹ پہلے آپ کو الوداع کہنے کے لیے حاضر ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا "کیا آپ دوبارہ فلسطین تشریف لانا پسند کریں گے اور کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے کہ جس قدر وقت آپ نے یہاں گزارا ہے قضیہ فلسطین کو ہر لحاظ سے حل کرنے کیلئے کافی نہیں؟"

اس پر آپ نے ہنستے ہوئے جواب دیا: میں اپنی آئندہ رخصت کے ایام میں شام دیکھنے کے بعد یہاں واپس آؤں گا اور میں امید کرتا ہوں کہ اس وقت تک میرے فلسطین کے عرب بھائیوں نے اپنے قومی اغراض و مقاصد کو حاصل کر لیا ہوگا۔ بے شک میرے یہاں ٹھہرنے کے ایام تھوڑے تھے لیکن قضیہ فلسطین کی جو صورت میرے ذہن میں نقش ہوئی ہے باوجودیکہ میں فلسطین میں بہت تھوڑے دن ٹھہرا ہوں۔ وہ بہت واضح اور ظاہر ہے۔

اور جب میں نے آپ کو الوداع کہتے ہوئے آپ سے مصافحہ کیا تو میں نے کہا کہ:

"میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنے معزز انگریز دوستوں کو جو ہندوستان اور انگلستان میں ہیں جو کچھ آپ نے سنا ہے کہ ہمارا کیس (قضیہ) عدل و انصاف پر مبنی ہے، بتلا دیں گے تا وہ حصول انصاف میں عربوں کی مدد کریں اور ان کے مطالبات کی تائید کریں" اس پر آپ نے میرے ہاتھ کو گرجوشتی سے دباتے ہوئے جواب دیا کہ:

"میں نے جو کچھ اپنے فلسطین کے عرب بھائیوں سے ان کا نقطہ نظر سنا ہے اور اپنے نفس میں محسوس کیا ہے میں اسے امانت و دیانتداری سے پہنچا دوں گا اور اگرچہ میں اپنے نفس میں محسوس کرتا ہوں کہ اس بارہ میں جو کچھ مطالبات کیے جاتے ہیں میرا اثر ایک فیصد یا ایک ہزار فیصد سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن اللہ فرماتا ہے:-

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ.....

"میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ کا مددگار رہوں گا اور بلحاظ ایک نچ ہونے کے میں یقین رکھتا ہوں کہ اس لحاظ سے میں (نصیر الحق) حق کی مدد کرنے والا ہوں گا..... اور آخر میں اے میرے دوست میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں....."

الکیلائی

درجیدہ "الوحدة" بیت المقدس ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء

حفظ ریڈیو اینڈ ساؤنڈ سروس  
ویپال پور روڈ اوکاڑہ

کریں قبول کر کے ہم پر احسان فرمایا۔

حضرت چوہدری صاحب کو اس عرصہ میں میں نے بہت قریب سے دیکھا اور میں علی و جبر البصیرت

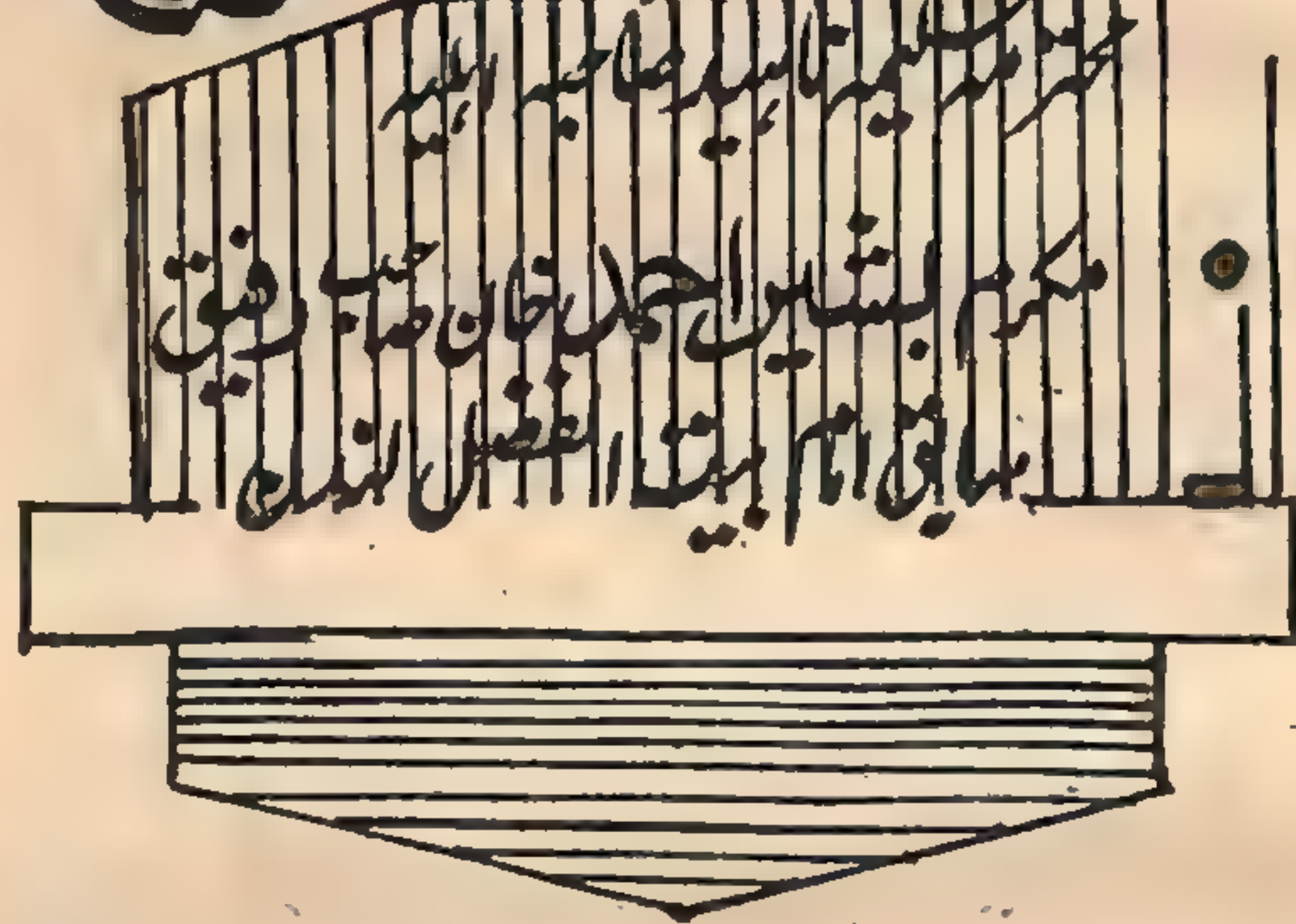
کہہ سکتی ہوں کہ ائمہ احمدیت کے بعد میں نے ان کے بہت سے عظیم پایا ہے۔ آپ مجھ سے اور میرے بچوں سے شفیق باپ کی طرح پیار کرتے تھے۔ ہمارے دنگ سکھ میں برابر کے شریک رہتے تھے۔ میرے بچوں کی تربیت ایسے اعلیٰ رنگ میں فرمائی کہ ان کا یہ احسان بھی میں تا عمر نہ بھلا سکوں گی۔

حضرت چوہدری صاحب کھانے کے معاملہ میں نہایت سادگی پسند تھے۔ ان دس سالوں کے طویل عرصہ میں مجھے ایک دفعہ بھی یاد نہیں کہ انہوں نے کبھی کھانے میں نقص نکالا ہو۔ بس جو بھی ان کے آگے رکھ دیا کھا لیا کرتے تھے۔ میں اکثر باصرار پوچھتی کہ اپنی پسند کوئی چیز بتائیں تو آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ لیکن ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ اس بات کا دھیان رکھ کر کہ میں ذیابیطس کا مریض ہوں آپ جو بھی پکائیں گے میں شوق سے کھا لیا کروں گا۔ وہی اور شہد آپ کو بہت پسند تھے۔ آتش کریم بھی شام کے کھانے میں پسند فرماتے تھے۔ غذا کی مقدار بہت تھوڑی تھی۔

آپ عمر کے لحاظ سے میرے والد صاحب سے بھی زیادہ عمر کے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ میرے خاوندش کے کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے کھانے کے وقت پر گھر نہ پہنچ سکتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب مقررہ وقت پر ڈائیننگ ٹیبل پر تشریف لاتے۔ میں کھانا پیش کرتی۔ آپ سدا وقت نظریں نیچی رکھتے بات بھی کرتے تو نظر ہرگز اوپر نہ اٹھاتے۔ یہی حال میری بچیوں کے ساتھ تھا۔ ان سے بعض اوقات ٹھٹھوسے

کبھی فراموش نہ ہونے والی یادوں کی

مثلاً عزیز



میں اس بات پر جتنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس عاجزہ کو متواتر دس سال حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ یوں تو ۱۹۵۹ء سے ہی حضرت چوہدری صاحب سے اس تعلق کا آغاز ہوا آپ ان دنوں جب بھی لندن تشریف لاتے ہمارے ہاں تشریف لاتے اور ایک وقت کا کھانا ضرور ہمارے ساتھ تناول فرماتے لیکن ۱۹۷۳ء میں جب بیگ سے منتقل نقل مکانی کر کے لندن تشریف لائے تو لندن مشن کے ایک فلیٹ میں جو ہمارے فلیٹ سے ملحق تھا رہائش پذیر ہوئے اور ہماری درخواست کو کہ کھانا ہمارے ساتھ تناول فرمایا



باتیں کرتے رہتے تھے لیکن خیال ہے جو دوران گفتگو نظر اونچی کی ہو۔ مجھے عام طور پر "خاتم" کے لفظ سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی عادت تھی کہ جس کا نام لینا ہوتا تھا تو پورا نام پکارتے تھے۔ ہم اپنے بیٹے کو پیار سے کوکو پکارتے ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو اس کا نام منیر احمد ہے۔ اتنے خوبصورت نام کے ہوتے ہوئے اسے کوکو پکارنا نہ معلوم آپ کو کیوں اچھا لگتا ہے۔ آپ نے باوجود بے تکلفی کے بھی کبھی منیر احمد کو کوکو کے نام سے یاد نہیں کیا۔ یہی حال بچوں کے ناموں کا تھا۔ ہر بچی کو اس کے پورے نام سے یاد فرماتے تھے۔ بچوں کے مسائل میں بالکل گھر کے ایک فرد کی طرح دلچسپی لیتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے انہیں دعا کے لیے عرض کیا تو فرماتے لگے خاتم! آپ کو مجھے دعا کی یاد دہانی نہیں کرانی چاہیے۔ میں بالائزہ آپ کے لیے آپ کے خاوند کیلئے اور بچوں اور آپ کے ماں باپ کیلئے نام بنام روزانہ بلا تاعہ دعا کرتا ہوں۔ جب میری بچی امۃ الجمیل کی شادی ہوئی تو آپ روزانہ ہی شادی کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرماتے۔ شادی سے چند روز قبل فرمایا کہ مجھے نہ تو شادی بیاہ کی رسوم کا علم ہے اور نہ ہی میں ان کا قائل ہوں اس لیے بحیثیت امۃ الجمیل کا بزرگ ہونے کے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اسے کوئی اچھا سا تحفہ پیش کروں کیونکہ اس نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اور ایک چیک مجھے دیا کہ اس سے اس کیلئے جو چاہو اور امۃ الجمیل کو پسند ہو خرید کر امۃ الجمیل کو پیش کر دو۔ ہم نے چیک نہ لینے پر اصرار کیا تو فرمایا کیا آپ امۃ الجمیل کو میری بچی نہیں سمجھتے؟ میری دوسری بیٹی امۃ النصیر کی شادی پاکستان آکر ہوئی چونکہ بارات نے پشاور سے آنا تھا اور رخصتانہ کی تقریب کھاریاں میں منعقد ہونی تھی۔ جہاں میرے

دیور کرنل نذیر احمد اسٹیشن کمانڈر تھے۔ ہم نے حضرت چوہدری صاحب کو دعا کیلئے کہا اور کہا کہ چونکہ آپ کیلئے شادی میں شرکت کے لیے کھاریاں آنا مشکل ہوگا اس لیے آپ صرف دعا سے ہماری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں امۃ النصیر کی شادی میں شرکت نہ کروں میں ضرور آؤں گا اور اس تقریب میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ آپ کھاریاں تشریف لائے اور عزیزہ امۃ الجمیل کی طرح امۃ النصیر کا نکاح بھی خود ہی پڑھا۔ رخصتانہ سے قبل آپ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آپ امۃ النصیر سے الگ ملنا چاہتے ہیں۔ اس کا انتظام کر دیا گیا آپ اندر تشریف لے گئے امۃ النصیر کے سر پر ہاتھ رکھ کر کافی دیر دعا کی اسے بیش قیمت نصائح سے نوازا اور تحفہ کے طور پر اسے کچھ رقم عنایت فرمائی۔ ایک دفعہ میرے بیٹے منیر احمد کو داخلہ کے سلسلہ میں ریفرنس کی ضرورت پیش آگئی آپ کو علم ہوا تو از خود ایک اعلیٰ سرٹیفکیٹ منیر احمد کو دیا اور فرمایا جہاں ضرورت پڑے اسے استعمال کرو اس سرٹیفکیٹ میں منیر احمد کی بہت تعریف فرمائی تھی اور آخر میں اپنے نام کے ساتھ "سابق صدر عالمی عدالت انصاف" تحریر فرمایا تھا۔ یہ خط منیر احمد کے پاس محفوظ ہے۔ اور اب ہم سب کا قیمتی سرمایہ ہے ہمارے پاکستان آنے کے بعد حضرت چوہدری صاحب جب بھی ربوہ تشریف لاتے ہمارے گھر ضرور قدم رنجہ فرماتے۔ میرے خاوند نے کئی بار اصرار بھی کیا کہ آپ کو ہمارے ہاں آنے سے زحمت اٹھانی پڑتی ہو گی اس لیے آپ جب ربوہ تشریف لادیں تو ہمیں اطلاع فرمادیں ہم حاضر ہو جائیں گے لیکن نہ مانتے اور آخر تک یہ التزام رکھا کہ جب بھی ربوہ تشریف لاتے ہمارے گھر ضرور برکت بخشتے۔ ہر بچے کا تفصیل سے حال دریافت کرتے۔ اگر کسی بچے نے باقاعدگی سے خط و کتابت نہ کی ہوتی تو اس کا شکوہ فرماتے

ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا آپ کو پسند نہ تھا۔ بچوں کو بھی اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے اور اکثر انہیں کہا کرتے تھے۔ کہ جب سے ٹیلی ویژن آیا ہے لوگوں میں اعلیٰ ادبی ذوق ختم ہوتا جا رہا ہے اور وقت بالکل ضائع ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک دفعہ میرے بیٹے نے عرض کیا اگر ۲۰۰ کا استعمال صرف خبروں کے لیے ہو تو پھر بھی آپ کو اعتراض ہوگا فرمانے لگے میں تم سے زیادہ باخبر رہتا ہوں اور مجھے دنیا بھر کی خبریں روزانہ اخبارات سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ ان اخبارات کو پڑھنے سے نہ صرف خبریں ہی معلوم ہوتی ہیں بلکہ انگریزی زبان پر بھی قدرت پیدا ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ آپ کو بوجہ ذیابیطس وقت پر کھانے کی عادت تھی اور عین وقت پر آپ ڈائننگ ٹیبل پر تشریف لاتے تھے۔ لیکن جب حضور تشریف لاتے تو مجھے فرمایا کرتے کہ آپ ساری توجہ حضور کے آرام پر دیے میرے اوقات کی فکر نہ کریں۔ میرے پاس بسکٹ وغیرہ ہیں۔ وقت پر کھانا نہ مل سکا تو بسکٹ کھا لیا کروں گا۔ حضور کے دوروں کے دوران میں آپ کے لیے پرہیزی کھانے کا اس طرح اہتمام نہ کر سکتی جو عام طور پر کرتی تھی لیکن کبھی یہ فرمائش نہ کی کہ عام کھانا جو تیار ہوا ہے وہ کیوں بھجوا یا حضور کو بھی حضرت چوہدری صاحب کے آرام کا بوجھ خیال رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضور نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اس بات پر سختی سے کاربند رہو کہ حضرت چوہدری صاحب کو ہم سے پہلے کھانا بھجوا یا جائے۔

جب ہم لندن سے مستقلاً ربوہ آنے والے تھے تو میں نے عرض کیا کہ لندن چھوڑنے کا مجھے کوئی

افسوس نہیں ہے۔ افسوس اور غم صرف اس بات کا ہے کہ آپ کی خدمت سے محروم ہو جاؤں گی۔ آپ میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ بعد میں ایک خط میں میرے خاوند کو لکھا کہ اس دن جب خاتم نے مجھ سے یہ بات کی تھی تو میں جذباتی ہو گیا تھا اس لیے خاتم کو جواب نہ دے سکا۔ اور مجھے اس دن فخر بھی محسوس ہوا کہ ایسا بھی کوئی وجود ہے جو میری خدمت سے محرومی پر اداسی اور افسردگی محسوس کرتا ہے۔

ایک دفعہ ہم جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے پاکستان آئے۔ حضرت چوہدری صاحب ہم سے پہلے لاہور تشریف لے چکے تھے۔ آپ نے خط لکھا اور فرمایا کہ ربوہ جانے سے قبل لاہور میرے گھر آپ کا قیام ہوگا اور ایک دو دن میرے پاس رہنے کے بعد آپ کو ربوہ جانے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ جب ہم لاہور پہنچے تو آپ نے ایئر پورٹ پر اپنی گاڑی نہیں لینے کے لیے بھجوائی ہوئی تھی۔ گھر پہنچے تو آپ نے بہت مسرت سے ہمارا استقبال فرمایا۔ باورچی کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ امام صاحب کو کافی پینے کی عادت ہے۔ ان سے وقتاً فوقتاً دریافت کرتے رہنا۔ اور جب کہیں ان کے لیے کافی تیار کر کے ان کے کمرہ میں لے جانا۔ پھر ہمارے ساتھ جس کمرہ میں ہمیں ٹھہرانا تھا تشریف لے گئے ہمارے آرام کی ایک ایک چیز خود چیک فرمائی اور دو دن قیام کے دوران درجنوں مرتبہ دریافت فرمایا کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ ہمیں شرم آتی تھی کہ آپ کیوں بار بار ہمارے آرام و آسائش کیلئے اتنی تکلیف کرتے ہیں آپ پیار محبت اور شفقت کا ایک مجموعہ تھے آپ کی یادیں ایسی ہیں جو بھلائے نہیں بھول سکتیں میرے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب کی وفات کا غم خدا شاہد ہے مجھے اپنے والدین کے غم سے کم نہیں ہوا۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم بے سہارا رہ گئے ہیں۔



# محنت و تقویٰ

ملک عبدالملک صاحب - لاہور

پر تیار ہو کر جاتے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے حضور بھی سیدہ ریز ہوتے اور فرماتے۔

”اگر انسان دنیاوی افسر کے سامنے گھریلو لباس میں پیش نہیں ہو سکتا تو خدا تعالیٰ کے دربار میں گھریلو لباس میں کیوں حاضر ہوتا ہے جو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے“

حضرت چوہدری صاحب کی اپنے کام میں لگن اور محنت کا یہ حال تھا کہ خاکسار نے دیکھا کہ وہ صبح ناشتہ کے بعد اپنے میز پر تحریری کام میں (جو بھی انہوں نے کرنا ہوتا) منہمک ہو جاتے اور پھر ظہر کی نماز تک بلا وجہ اٹھے بغیر مکمل توجہ اور محنت سے کام کرتے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی ہر کام میں مدد فرمائی حضرت چوہدری صاحب کا معمول تھا کہ جب بھی خاکسار نے ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے بھی خط لکھا، آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے جواب دیا جو بہت بڑی بات ہے بلکہ اگر خط میں مصروفیت کی وجہ سے دیر ہو جاتی تو ساتھ ہی معذرت فرماتے کہ فلاں مصروفیت کی وجہ سے آپ کو جلدی جواب نہیں دے سکا۔ یہ طرز عمل آپکی ذرہ نوازی کے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے آپکو دینی و دنیاوی اعلیٰ ترقیت سے نوازا تھا وہاں ان کی ایک خوبی کثرت سے نظر

کو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان خاکسار صاحب کے قرب کا بہت مختصر موقع ملا مگر میری خواہش اور کوشش یہی رہی کہ جتنی بھی فیض حاصل کر سکوں کر لوں اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے بہت کچھ ان کے قرب سے سیکھا۔ اللہ تعالیٰ انکی روح کو کروٹ کروٹ سکون عطا فرمائے اور ان کی خوبیاں اپنانے کی توفیق دے۔ چند واقعات کا ذکر کرنا اس وقت میرا مقصود ہے جن کا تعلق ان کی ذات سے ہے۔

حضرت چوہدری صاحب نماز باجماعت کے بہت پابند تھے مگر خود امامت سے گریز کرتے تھے خاکسار ان کے ساتھ نمازیں پر مختار رہا۔ کئی دفعہ ان کے امامت کی سعادت ملی۔ ۱۹۷۴ء میں تو علاوہ پنجوقتہ نمازوں کے جمعہ پڑھانے کی توفیق بھی ملی مگر ان میں سے کوئی ایک نماز بھی ایسی نہ تھی جس میں خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب کو مکمل لباس میں نہ دیکھا ہو ورنہ عام طور پر جب انسان اپنے گھر میں ہوتا ہے وہ گھریلو لباس میں ہی نماز پڑھتا ہے اور وہ لباس استعمال نہیں کرتا جو اس نے اپنے دفتر یا کاروباری حلقہ میں پہن کر جانا ہوتا ہے لیکن چوہدری صاحب کا معمول تھا کہ جس طرح باہر جاتے وقت مکمل طور

فون نمبر: 826221، 826269

تار کا پتہ: HONESTMAN

اسلام آباد

جائیداد کی خرید و فروخت اور کرایہ کے لئے آپ کا اپنا ادارہ

ریئل اسٹیٹ سسٹم سرورٹرز

REAL ESTATESMEN SERVICES

متصل امریکن ایکسپریس  
ہسٹل ایکسیسڈ ربلڈنگ۔ آب پارہ  
پروپرائٹرز منصور احمد شاہ

ریشمی سوٹنگ زنانہ و مردانہ  
ہر قسم کی ورائٹری کیلئے تشریف لائیں

وسیم کلاتھ ہاؤس

انارکلی۔ فیصل آباد

پروپرائٹرز: وسیم احمد

انگریزی ادبیات اور ٹیکہ جات ہر قسم کنٹرول ریٹ پر اجازت  
بہتر تشخیصی مناسب علاج  
نعمت میڈیکل ہال  
۷/۵۴ عباس چوک عقب کوہ نور فیصل آباد

۔ ٹرانسفارمر ۔ پینل بورڈ ۔ ڈسٹری بیوشن بورڈ ۔ جزیئر اور دیگر

سامان بجلی کی فراہمی اور تنصیب، نیز ہر قسم موٹر کنٹرول سسٹم۔ آٹومیٹک چلنج اور پینل

کے ڈیزائن ۔ فیبریکیشن اور تنصیب کے ماہر

پاور انجینئرنگ پاکستان (رجسٹرڈ)

۱۔ لنکے میکلورڈ روڈ۔ لاہور

فون: ۲۲۳۲۰۸ - ۲۲۳۳۳۶



آئی اور وہ یہ کہ آپ ہر مہمان کی عزت و تکریم کرتے تھے چنانچہ نومبر ۱۹۴۷ء کی بات ہے خاکسار کسی تقریب میں چوہدری صاحب کے ساتھ کوٹھی سے باہر گیا جب ہم واپس آئے تو کوٹھی کا دروازہ خاکسار نے کھولنا چاہا جس پر فرمایا "مولوی صاحب! آپ میرے مہمان ہیں اور یہ آپ کا کام نہیں ہے" اور پھر اپنے ملازم کو دروازہ کھولنے کا ارشاد فرمایا۔

۱۹۴۷ء کی بات ہے خاکسار نے آپ سے پوچھا کہ انسان ترقی کس طرح کر سکتا ہے اس کا کوئی راز ہو تو بیان فرمائیں جس پر آپ نے فرمایا "ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے ترقی کی صلاحیت رکھی ہے مگر اکثر انسان ترقی اس لیے نہیں کرتے کہ فلاں کام کیا تو لوگ کیا کہیں گے لیکن اگر وہ ہر کام کرنے سے قبل سوچ لیں کہ اس کام سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو پھر دنیا کی بالکل پرواہ نہ کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہی انسان کا مقصود ہے لوگوں کے کہنے سے کیا ہوتا ہے"

۱۹۴۸ء میں جب خاکسار پہلی دفعہ لندن گیا تو وہاں بھی چوہدری صاحب سے ملاقات ہوئی گفتگو کے دوران خاکسار نے عرض کیا کہ یہاں تو لوگ نیند والی گولیاں کھا کر سوتے ہیں اور پھر بھی سکون نہیں ملتا باوجود اس کے کہ اس قدر دنیاوی سہولتیں میسر ہیں کیا آپ پر بھی کوئی ایسی رات آئی کہ آپ کو نیند نہ آئی ہو اس پر فرمایا "میں جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم جو تو نے توفیق دی وہ کب سکا اور صبح اپنے فضل سے اگر زندگی دیگا تو جو توفیق ملے گی وہ کب سکا گا اس لیے کبھی بھی میری زندگی میں ایسی رات نہیں آئی جب بے اطمینانی کی وجہ سے نیند نہ آئی ہو

۱۹۸۰ء کا آخر تھا خاکسار ایک روز مختصر چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران ملاقات بجلی بجلی گئی جس پر ملازم کو آواز دی اور موم بتی جلانے کو کہا۔ ابھی وہ آہی رہا تھا کہ آپ نے فرمایا "مولوی صاحب دیکھو جس جگہ انسان ہر روز رہتا ہے اس گھر کی بابت جانتا ہے کہ فلاں چیز وہاں پڑی ہے مگر پھر بھی ٹول ٹول کر قدم رکھتا ہے تو کیسے انسان خیال کر سکتا ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور روشنی کے بغیر صراطِ مستقیم پر چل سکتا ہے"

آپ کے اوصاف میں ایک بات یہ بھی نمایاں تھی کہ آپ نظامِ جماعت کی مکمل پابندی کرنے پر جہم دینے والا کوئی بھی ہوتا چنانچہ ۱۹۴۷ء کے جلسہ لائے ربوہ کا واقعہ ہے کہ جلسہ گاہ کے راستے کی طرف ریلوے پھاٹک سے آگے ٹریفک کا رخ ریلوے روڈ کی طرف کر دیا گیا اور جلسہ گاہ کی طرف سیدھا راستہ اختیار کرنے کی صرف پیدل چلنے والوں کو اجازت تھی۔ اس چوک میں جو خادم ڈیوٹی پر کھڑا تھا اس نے جب حضرت چوہدری صاحب کو دیکھا تو عرض کیا کہ آپ کی گاڑی آگے نہیں جاسکتی البتہ پیدل جاسکتے ہیں جس پر کسی توقف کے بغیر کار سے نیچے اتر پڑے اور پیدل چل پڑے اور ذرہ برابر بھی برائے مانا۔ آپ کی نہایت درجہ کامیابی کا ایک راز نظام کی مکمل پابندی میں تھا کاش ہم کو بھی ایسی سعادت ملتی رہے۔

مکرم برادرم خالد صاحب جو میاں اصغر علی صاحب آف گلوب ٹبرن لاہور کے صاحبزادے ہیں ایک دفعہ ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ خاکسار آپ کو نبی اچکن تحفہ دینا چاہتا ہے آپ نے فرمایا اچکن میرے پاس ہے۔ مگر انہوں نے اصرار

کیا جس پر فرمایا اگر آپ مجھ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ منہارے پاس کتنی کتنی پرانی چیزیں ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ ٹوپی کس سن کی ہے اور اس طرح باقی ذاتی استعمال کی چیزوں کے بارے میں بتایا اور آخر میں قمیص کے بارے میں فرمایا کہ میری والدہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب تم کوئی قمیص پہنتی ترک کر دیتے ہو تو پھر وہ کسی کام کی نہیں رہتی۔

ایک دفعہ جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب لاہور تشریف لائے ان دنوں حضرت چوہدری صاحب بھی لاہور میں قیام پذیر تھے ایک ملاقات کے دوران میں نے دیکھا کہ آپ حضور کے سامنے اس طرح سے کھڑے ہیں گویا کوئی چیئرمین بے حس و حرکت ہے۔ اس روز خاکسار نے اندازہ لگایا کہ ہم میں اطاعت کی وہ روح تاحال موجود نہیں ہے جو امام کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ضروری ہے اور وہ روح حضرت چوہدری صاحب میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام کی دعاؤں سے بھی ان کو وافر حصہ ملا ہے۔

چند روز ہوئے خاکسار اپنے پرانے کاغذات میں سے ایک کاغذ تلاش کر رہا تھا تو اس میں سے ۱۲ اگست ۱۹۴۲ء کا ایک خط ملا جو خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب کو بذریعہ ڈاک ہیک (ہالینڈ) لکھا تھا جس میں میں نے اپنا ایک خواب جو ایک روز قبل دیکھا تھا درج کیا تھا۔

میں نے دیکھا کہ حضرت چوہدری صاحب مجھے خواب میں ملے ہیں اور فرماتے ہیں میری عمر کا آخری حصہ ہے۔ خدا کو معلوم ہے کہ باقی زندگی کس قدر ہے میں چاہتا ہوں آپ میرے پاس آجائیں تاکہ جب میرا آخری وقت آئے تو آپ موجود ہوں۔

خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جس روز حضرت چوہدری صاحب کا وصال ہوا خاکسار اس وقت کوٹھی میں موجود تھا۔ ۱۳ سال کا پرانا خواب من وعین پورا ہوا۔

تمہیں نصیب ہیں آئی حیاتِ لافانی  
میکیں خلد بریں تیری رفعتوں کو سلام

غلام مصطفیٰ

بیہولرز

چوکے دربارہ

اوکاڑہ

فصل عمر جنرل

ریلے بازار

اوکاڑہ



یہ میرے آفاقی توہین میں حصہ لیتا ہے اور مجھے مسلم کرتا ہے

## ☆ حضرت چوہدری صاحب کی دینی غیرت کا ایک ایمان افروز واقعہ

۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۲ء کی بات ہے۔ دہلی میں کرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے سپرد تھے۔ جس کے متعلق دہلی کے ہر مسلمان کی زبان پر تھا کہ وہ انگریزوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہندوؤں اور سکھوں کی طرف زور رکھتا ہے۔ حضور سرور کائنات کی توہین کے معاملے میں بھی اس نے مخالفین کا ساتھ دیا تھا۔

ان دنوں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان والسرہ کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری سے فارغ ہوئے تھے اور انکو چین میں سفر بنایا گیا تھا۔ جب وہ چین جانے کیلئے دہلی ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ان کو اداعہ کہنے کیلئے بڑی بڑی شخصیتوں کا ہجوم پلیٹ فارم پر تھا۔ اس دن سیشن جج کی عدالت میں مقدمے کی سماعت ہو رہی تھی۔ جسے سنا چھوڑ کر میں بھی ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا۔ حضرت چوہدری صاحب حاضرین میں سے ہر ایک پر توجہ دے رہے تھے۔

شیخ اعجاز احمد صاحب اور چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں اور میں حضرت چوہدری صاحب کے بالکل قریب کھڑے تھے کہ اتنے میں وہ مسلمان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آگیا غایب اس وقت وہاں وہ اپنی ڈیوٹی پر آیا تھا۔ بڑا کٹیل تن دوتوں سر پر بڑے بند طرہ والی نسواری پگڑی، عمر ۵۳ سال کے قریب بہت بارعب آدمی تھا۔

ڈپٹی ایس پی نے حضرت چوہدری صاحب کے سامنے آکر کاشن کے مطابق زمین پر زور سے پاؤں مارا جس سے آواز بلند ہوئی اور حضرت چوہدری صاحب کو سیٹھ کی

شدید ہندو مسلم فساد ہوا جس میں ڈیوٹی پر متعین ایک سکوپ انسپکٹر پولیس بلوے میں مارا گیا۔ یہ تو کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دراصل کس کے ماتحتوں ہلاک ہوا لیکر کارروائی پوری کر کے ہندوؤں اور سکھوں کو مطمئن کرنے کی خاطر چار غریب قصابوں کو ان کے گھر سے گرفتار کر لیا گیا ان پر مقدمہ چلا اور وہ سیشن کے سپرد کر دیئے گئے تاکہ ہندو اور سکھ اپنا بدلہ ہر حالت میں چکا سکیں۔ ایک سکھ نواب سنگھ سیشن جج کو لاہور سے تبدیل کر کے دہلی میں متعین کر دیا گیا اس مقدمے کی دھوم سارے متحدہ ہندوستان میں تھی۔ اس بہانے کہ ہندو سکھ مظالم ہیں انگریزی حکومت اعلانیہ ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ دہلی کے مسلمانوں نے مقدمے کی پیروی کے لئے اس وقت کے فوجداری مقدمات میں کامیاب ترین مسلمان بیرسٹر میاں عبدالعزیز کو لاہور سے پیروی کے لئے مقرر کیا۔ میاں عبدالعزیز مالوہ ایک عظیم لیڈر تھے۔ موتی لال نہرو، جواہر لال نہرو، سرد جی تانیدو اور مولانا ابوالکلام آزاد جب بھی لاہور آتے میاں صاحب کے مہمان ہوتے۔ میاں صاحب اہل حدیث تھے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان سے انکی گہری دوستی تھی۔ مجھے انہوں نے ازراہ شفقت اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اور قیام پاکستان میں ان کا بڑا حصہ تھا دہلی پولیس کی طرف سے مقدمے کی پیروی ایک مسلمان

پی وی سی پائپ۔ جی آئی پائپ اور فلنگ ہارڈ بورڈ۔ پلائی وڈ۔ فاریکا۔ چپ بورڈ الیکٹرک سامان۔ رنگ وروغن نیز ہارڈ ویئر کا معیاری سامان

ارزاں قیمت پر خریدنے کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں

بھٹے برادرز

ہارڈ ویئر اینڈ الیکٹرک سٹور

اقتصادی چوکے ربوہ

ساجد دواخانہ ربوہ کے مشہور مرکبات	اکسیر اعصاب المعون مفید پولیو ایک ماہ ۶۰/-
جنوب اکسیر اطرا مکمل کورس ۳۶/-	جگری ۵/-
گیٹو لین (مفید تخیل) ۶/-	زوجا عشق ۶۰/-
شوگر کنٹرول ۱۵/-	حکیم نصیر احمد منویر سندھیا اول فون نمبر ۷۱۵
SAJID ساجد	

ربوہ میں عوام کی سہولت کے لئے پہلی بار پرائیویٹ

ایکسرے

کلینیکل لیبارٹری۔ اینڈ ای سی جی۔ بلڈ بینک

- ایمرجنسی ۲۴ گھنٹے سروس
- موسم سرما میں صبح نو بجے سے شام سات بجے تک مسلسل کھلا ہے۔
- ہر قسم کا ایکسرے ہو سکتا ہے۔
- ہر قسم کا میٹ، خون، پیشاب، بلغم وغیرہ
- نیز جولیٹ یہاں نہیں ہوں گے وہ باہر سے کروائیے جائیں گے۔
- گودے اور پتے کے ایکسرے کے لئے ایک دن پہلے ہدایات حاصل کریں۔

احمد کلینک

ایمرجنسی کیلئے

کلینک ۸۰۸ PP

فون: ۵۷۸

ایکسرے۔ ای سی جی۔ کلینیکل لیبارٹری

معراج مارکیٹ۔ اقتصادی ڈو۔ ربوہ



حضرت چوہدری صاحب نے اسکے سلیوٹ کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے فاطموں سے بات کرتے رہے۔ ڈی ایس پی نے یہ سمجھ کر کہ حضرت چوہدری صاحب نے غالباً دیکھا نہیں تو اوپر بدل کر اور زیادہ قریب ہو کر پھر سلیوٹ کیا انہوں نے پھر بھی سلیوٹ کی پرواہ نہ کی۔ اب اس نے پھر زانو بدلا اور تیسری دفعہ بالکل سامنے کھڑے ہو کر پورے زور سے زمین پر پاؤں مارا اور سلیوٹ کیا۔ حضرت چوہدری صاحب اس بار بھی توجہ نہ کی۔ اس پر وہ شرمندہ ہو کر ایک طرف ہو گیا۔ اب ایک بڑی شخصیت نے حضرت چوہدری صاحب سے کہا کہ ڈی ایس پی نے آپ کو تین بار سلیوٹ کیا ہے شاید آپ نے دیکھا نہیں۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا۔ ”میرے آقا کی توہین میں یہ حصہ لیتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے اسے شرم آئی چاہیے“ حضرت چوہدری صاحب حضور سرور کائنات کو ”میرے آقا“ کہا کرتے تھے۔

شیخ نذیر احمد اینڈ سنز  
ہول سیل کلاتھ مرچنٹ  
فون نمبر: 2305  
صدر بازار اوکاڑہ

خوبصورت اور جدید زیورات کا مرکز  
دلہن کا سنگھار  
ہمارے زیورات  
طاہر جیولرز  
19- شادمان مین مارکیٹ لاہور  
فون 412471

چرب حضرت چوہدری صاحب کی زندگی کا ایک گوشہ  
پاکستان میں مستقل رہائش کیلئے انگلستان سے آنے والی تین خواتین اور دو لڑکوں کا قصہ  
سرزمین مغرب  
موسم گرما میں رنگینیاں  
بکھر کر رخصت ہو گیا۔ اداس  
اداس راگ الاپتی ہوئی خزاں لندن کی  
بھگی بھگی شاموں کو سوگوار کر دیتی تھی۔ اور  
امسال یہ سوگاری کچھ زیادہ ہی رنجیدہ و سنجیدہ ہے  
اور کیوں نہ ہو۔ آج لندن سے وہ ہستی روانہ ہونے  
والی ہے۔ جس کا وجود باغ و بہار ہے جو اپنی ذات  
میں ایک انجن ہے۔ اس کی ذات والاصفات سے اہل  
علم بھی فیض یاب ہوتے ہیں اور قانون دان بھی اہل  
دانش بھی اور سیاست دان بھی۔ جس کی صحبت سے  
بڑے بھی نائدہ اٹھاتے ہیں، نوجوان بھی راہبر سے  
حاصل کرتے ہیں اور بچے بھی سبق لیتے ہیں۔ دنیا اس  
نابقہ روزگار وجود کو بڑے بڑے القابات سے مخاطب  
کرتی ہے۔ مگر ہم اسے ”باباجی“ اور چوہدری صاحب  
کے نام سے ہی جانتے ہیں۔  
حضرت چوہدری صاحب کا رخت سفر باندھنا کوئی  
نئی بات نہیں تھی۔ وہ تو ہر وقت ہی سفر کے لیے تیار  
رہتے۔ کبھی کہیں سے پیغام آرہے ہیں تو کبھی کہیں  
سے دعوت نامے موصول ہو رہے ہیں۔ کوئی قانون کی  
گتھی سلجھانے کی دعوت دے رہا ہے تو کوئی اللہ

کے گھر کی بنیادی اینٹ رکھنے کی درخواست کر رہا ہے  
الغرض کسی نہ کسی سمت کی تیاری رہتی۔ علاوہ ازیں  
یہ طریق بھی ایک لمبے عرصے سے جاری تھا۔ کہ موسم  
سرمایہ کی آمد کے ساتھ ساتھ وطن روانہ ہونے  
کا پروگرام بننا۔ اور موسم بہار  
کی آمد کے ساتھ وطن سے واپسی  
ہوتی۔ اُن کی شفقت  
کے طفیل اُن کے سفر کی  
تفصیل سے کسی حد  
تک مجھے

آگاہی ہوئی  
گاہے ہوائی جہاز  
کے ٹکٹ کے حصول اور متعلقہ سفری امور کے  
بارے میں خاکسار کی خدمات پر خوشی کا اظہار فرماتے  
اور ہمیں اس طرح اُن کے قریب ہونے کے مواقع پیش  
آتے رہتے۔

واپسی کی تیاری  
نومبر ۱۹۸۲ء کی ایک صبح  
کو حضرت چوہدری صاحب  
کا ارشاد موصول ہوا کہ لاہور جا رہا ہوں ”میں  
تفصیلات سننے حاضر خدمت ہوا تو اوروں کے علاوہ  
یہ بھی معلوم ہوا کہ امسال ٹکٹ یکطرفہ لینا ہے۔ بشکل  
جذبات کو یکجا کیا۔ اور عرض کی۔ کہ ”چوہدری صاحب! یہ  
کیا سن رہا ہوں۔ ہم تو آپ کی واپسی کا انتظار جیسے سالانہ  
کے فوراً بعد ہی شروع کر دیتے تھے مگر آپ آج ہمیں  
لطف انتظار سے بھی محروم کئے دے رہے ہیں؟ آپ



انگریزی میں فرمایا کہ "Man's not in a box"۔ میں تابوت میں بند ہو کر واپس نہیں جانا چاہتا۔

یہ دل ہلا دینے والی غیر متوقع بات سن کر میں سکتے میں آ گیا۔ سخت سے سخت دل بھی ایسے وقت میں بھر آتا ہے اور یہاں تو دل بھی ایسے انسان کا تھا جو کسی کا ذرا سا دکھ سن کر چھلنی ہو جاتا ہے۔ آخر ہمت کر کے میں نے پھر عرض کی چوہدری صاحب آپ کی ذات والا سے تو ہمیں زندگی کے سبق ملتے رہے۔ آج یہ بالیو سی اور یہ تضاد کیسا ہے؟ مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان پر ایسا وقت آ جاتا ہے۔ اب میرے کمزور ہو گیا ہوں۔ مجھے ہر وقت کسی نہ کسی کی موجودگی کی ضرورت رہتی ہے (محترم انور احمد صاحب کا ہوں اور بیگم صاحبہ چوہدری انور احمد صاحب) انور اور امینہ بیگم میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ مجھے بھی تو ان کا خیال چاہیے۔ ادھر (محترمہ) امتہ الحی کی خواہش ہے کہ میں واپس لوٹ آؤں۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔ کچھ احمدی خواتین آج صبح تشریف لائی تھیں میری اس بات پر بہت روئیں۔ آخر مجھے ان کو سمجھانا پڑا "کچھ دیر اور بیٹھا.... اور بیٹھا بھی ایسا تھا کہ باقی وقت نظریں اس پر نور چہرہ پر مرکوز رہیں..... اور آنکھیں اشکبار.... جذبات کا لائق تھا ہی سلسلہ تھا..... وہ تھے.... میں تھا.... اور خاموشی معنی.... اور خاموشی بھی ایسی کہ جس پر ہزار داستانیں قربان۔ میں چلا آیا۔

**اظہار عقیدت** | آخر یہ خبر عام ہو گئی کہ حضرت چوہدری صاحب اس سال واپس نہ آنے کے ارادہ سے وطن لوٹ رہے ہیں۔ جوں جوں یہ خبر جماعت میں پھیلنے لگی احباب کرام

بغرض ملاقات تشریف لانے لگے اور یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ مکرم چوہدری صاحب کو جہاں یہ خیال تھا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو وہاں اس خیال سے بھی ملاقاتوں میں مشکل پیش آرہی تھی کہ ان کے پاس وقت کم ہے۔ مگر پھر بھی ہر کس و ناکس سے بلا امتیاز ملاقات فرماتے رہے اور دعا میں دیتے رہے مگر دوست تھے کہ انڈیٹے چلے آ رہے تھے جتنکے ایکو یہ اعلان کر دانا پڑا کہ ۱۲ نومبر ۱۹۸۳ء کو امام صاحب بیت الفضل لندن نے مجھے "محمود ہال" میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا ہے اس لیے ملاقات اس موقع پر ہو جائے گی اور اس روز کے بعد دوست براہ کرم بغرض ملاقات تشریف نہ لائیں۔ میں معذرت خواہ ہوں وقت کم ہے اور کام زیادہ۔ ابھی بہت سے خطوط کا جواب دینا ہے۔"

چنانچہ وقت مقررہ پر محمود ہال کچا کچھ بھرا ہوا تھا اور تیل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ خواتین کا علیحدہ انتظام تھا مگر وہ بھی جگہ کی تنگی کی نذر ہو رہا تھا۔ کیا بوڑھے اور کیا جوان کیا بچے اور کیا مستورات۔ الغرض ہر شخص اظہار عقیدت کے لیے جمع تھا۔ حضرت چوہدری صاحب کی خدمات جلیلہ کا مختصر مگر جامع الفاظ میں ذکر مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے کیا اور حضرت چوہدری صاحب کی صحت کاملہ اور سفر کے بخیر ہونے کے لیے درخواست دعا کے بعد مکرم مبارک احمد سانی صاحب نے ایک الوداعی سپانامہ پیش کیا اور نہایت رقت بھرے انداز میں یہ بھی فرمایا کہ "تفصیل ارشاد میں یہ بات احباب کے خدمت میں عرض ہے کہ اگر کسی صاحب کو حضرت چوہدری صاحب سے کوئی شکایت، کوئی شکوہ ہو تو اب موقع ہے بیان کرے" شکوہ شکایت کا تو سوال ہی نہ تھا۔ احباب کرام و نور جذبات کے زیر اثر اشکبار آنکھوں سے حضرت چوہدری صاحب کے چہرہ کو دیکھ رہے تھے۔

چوہدری صاحب کے دل کی حالت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ آخر اس سکوت کو ساقی صاحب نے توڑا اور باواز بلند یہ اعلان کیا کہ

حضرت چوہدری صاحب سے کسی کو کوئی شکایت نہیں بلکہ ہم سب کسی نہ کسی رنگ میں ان کے احسانات تلے ہیں لیکن پھر بھی ہم باواز بلند "معافی" کا اعلان کرتے ہیں "چنانچہ ساقی صاحب کی تقلید میں مجمع احباب نے تین بار اونچی آواز میں کہا معاف.... معاف....

درد بھرے دلوں اور کپکپاتے لبوں سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "کہتے ہوئے غمزدہ لوگ بوجھل بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے اس جلیل القدر الشبان سے مصافحہ کرتے ہوئے اشکبار ہو رہے تھے۔ ایسی الوداعی مجلس کبھی لندن میں دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ دل پھٹے جا رہے تھے۔ جذبات انڈیٹے تھے بسکیوں کی مدہم مدہم آوازیں ماحول کو سو گوار کر رہی تھیں

**روتر سفر** | آخر ۱۹ نومبر آہی گیا۔ اس روز مکرم محترم چوہدری صاحب نے وطن روانہ ہونا تھا۔ پرواز کا وقت ایک بجے دوپہر تھا اہل خانہ اور نہایت قریبی احباب گیارہ بجے مطاق کے لیے روانہ ہوئے۔ امام صاحب بیت الفضل لندن اور مربیان کرام اور مجلس عالمہ کے چنیدہ احباب "ہیتھرو" کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ ان تمام احباب کے علاوہ ایک اور ہستی بھی اٹروپورٹ جانے کیلئے بے قرار تھی۔ مگر اس عام اعلان کے پیش نظر کہ "احباب اٹروپورٹ پر تشریف نہ لے جائیں" وہ اپنے آپ کو مجبور پارہی تھی۔ خاکسار کو جہاں اس ہستی کے جذبات کا علم تھا۔ وہاں اس بات سے بھی باخبر تھا کہ چوہدری صاحب خود بھی اس ہستی کو پیار اور محبت سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہستی جس نے

سالہا سال حضرت چوہدری صاحب کی خدمت کی۔ ساری جماعت احمدیہ حضرت چوہدری صاحب سے محبت اور پیار کرتی ہے اور چوہدری صاحب اس ہستی سے پیار کرتے ہیں۔ وہ بزرگ اور دعا گو ہستی ہمارے اپنے "بھائی جی" کی ہستی ہے۔ جسے دنیا شیخ محمد حسن صاحب کے نام سے جانتی ہے۔ چنانچہ انہیں ساتھ لے جانے کے اجازت حاصل کر لی۔ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن کے منیجر سیلنڈر (لندن) مکرم خواجہ سلیم جہانگیر صاحب نے کمال عقیدت سے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے تمام ضروری انتظامات کروا دیے اور تمام متعلقہ احباب نے لندن، اسلام آباد اور لاہور ایئر پورٹ پر جس محبت تندہی اور خلوص دل سے فرائض کی بجا آوری کی۔ اور چوہدری صاحب کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ وہ اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ "شاہکار لاؤنج" میں سب احباب جمع ہوئے۔ اور ہم سب کے علاوہ پی آئی اے کے سرگرم عملیداران بھی حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے جذبات کا اظہار فرماتے رہے۔ اور پھر ساڑھے بارہ بجے ایک لمبی اور پرسوز دعا کے بعد روانگی ہوئی۔ حضرت چوہدری صاحب کو پیسوں والی کرسی (Mandala Chair) پر بٹھایا گیا۔ جسے مکرم علیم الدین صاحب (پی آئی اے) نہایت احتیاط اور محبت سے چلا رہے تھے۔ یہ غار ساٹھ ساٹھ تھا۔ تمام ممبران قافلہ خراماں چلے آ رہے تھے۔ مسافروں کی آرام نگاہ میں داخل ہونے سے قبل مکرم محترم چوہدری صاحب نے سب کو "السلام علیکم" کہا، دناہیں دیے خواتین میں سے بھابی جان (محترمہ امینہ بیگم صاحبہ) میری اہلیہ متین احمد اور بیٹی طاہرہ کے سر پر ماتہ پھیرا عزیزان کرشن محمود۔ طارق محمود۔ خالد صاحب (ابن حسن صاحب) کو پیار سے دیکھا اور لاؤنج میں تشریف لے گئے۔



پی آئی اے کی انتظامیہ نے بہت عمدہ اور احسن انتظام کو رکھا تھا۔ جہاز کے کپتان خود تشریف لائے اور عمان خصوصی کو خوش آمدید کہا اور اپنے نائبین کو ضروری ہدایات دیں۔ راقم الحروف کے بارے میں بھی خاص ہدایات دیں کہ ”انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور جب چوہدری صاحب یاد فرماویں یا یہ خود ان کے پاس جانا چاہیں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے“ جزا اہم اللہ الرحمن الرحیم دوران پرواز بہت سے ہمسفروں نے حضرت چوہدری صاحب سے ملاقات کی خواہش کی۔ میرے دفتر کے دو ساتھی مکرم ملک اسلم حمید صاحب اور مکرم محمد یونس صاحب بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ چوہدری صاحب نے کھانے کے بعد ان سے ملنا پسند فرمایا چنانچہ دونوں حضرات وقت مقررہ پر تشریف لے آئے۔ زیادہ تر یونس صاحب سوالات کرتے رہے۔ کبھی کسی واسطے کا ذکر ہوتا اور کبھی مسلم لیگ اور کانگریس کے متعلق معلومات حاصل ہوتیں۔ چوہدری صاحب بھی بہت خوش تھے۔ پرانے تاریخی واقعات کا ذکر ہوتا۔ عین ممکن ہے کہ یہ گفتگو اور لمبی مہوتی مگر اسٹریسٹس کی مداخلت کہ ”اب چائے کا وقت ہو گیا ہے“ کے باعث دونوں اصحاب نے اجازت چاہی

میں پتھروں پر بھی سویا ہوں کھانے کے بعد

میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ چوہدری صاحب! اگر آپ پسند فرماویں تو کچھ دیر آرام فرمائیں۔ ارشاد ہوا۔ ”روٹی وی کھا لی اے تے نمازاں وی پڑھ لیاں نے، گلاں وی کر لیاں نے سن تیری گل من اسی لیے“ (یعنی روٹی بھی کھالی ہے۔ نمازیں بھی پڑھ لی ہیں۔ باتیں بھی کر لی ہیں اب تمہاری بات بھی مان لینی چاہیے۔) چنانچہ میں نے

سہارا دیکر اٹھایا دو سیٹوں کا ایک پلنگ تیار بنایا خوب کبل اور تکیے رکھے میری اس کارروائی کو آپ بغور دیکھتے رہے۔ پھر جب میں نے یہ عرض کی کہ چوہدری صاحب آئیں میں آپ کو لٹا دوں تو میرے کندھے پر نہایت متفانہ ہاتھ رکھا اور فرمایا

چوہدری صاحب: میرے لیے نرم بستر بنا رہے ہو؟ منصور: کوشش میں ہوں۔ پی آئی اے نے جو کچھ دے رکھا ہے۔ اس وہ سب چیزیں میں نے رکھ دی ہیں اللہ کرے کہ بستر واقعی نرم ہو۔

چوہدری صاحب: تمہیں معلوم ہے کہ میں پتھروں پر بھی سویا ہوں۔

منصور: مجھے یہ خبر ہے کہ آپ کی بہت سی تقریریں میں نے سنی ہیں۔ تقریریں بھی پڑھی ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی یہ بات بیان کی ہو۔

چوہدری صاحب: ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے کہ اس واقعہ کا ذکر نہیں ہوا۔

منصور: تو پھر چوہدری صاحب۔ پتھروں پر سونے کا پس منظر بیان کر دیں؟

چوہدری صاحب: پرانی بات ہے۔ میں نے گوجرانوالہ سے رات کی گاڑی پکڑنی تھی۔ گاڑی کا وقت غالباً بارہ بجے کا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ گاڑی چارپانچ گھنٹے کے بعد آئے گی۔ اب میں نے سوچا کہ رات یہیں گزاروں۔ چنانچہ پلیٹ فارم کی سیٹوں پر لیٹ گیا۔

منصور: آئیں۔ اب پلیٹ فارم پر تو نہیں مگر ان سیٹوں پر لیٹ جائیں۔

میں نے نہایت احتیاط سے انہیں لٹایا۔ خنکی بڑھ رہی تھی اس لیے جسم کے ارد گرد خوب کپل لپیٹے۔ تکیے ٹھیک سے رکھے۔ اس کے بعد میں نے عرض کی کہ چوہدری صاحب!

ایک دفعہ میں نے آپ سے سنا تھا کہ آپ کو لیٹے ہی نیند آجاتی ہے اور تین منٹ کے اندر اندر آپ گہری نیند سو جاتے ہیں کیا اب بھی یہی صورت ہے؟ چوہدری صاحب: ہاں۔ اب بھی مجھے تین منٹ کے اندر نیند آجاتی ہے۔ مگر ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ پہلے جب سوتا تھا تو پوری نیند لے کر اٹھتا تھا مگر اب سونے کے دوران گاہے گاہے بیدار ہو جاتا ہوں اور اب تو یہ حالت ہے کہ بس ایک گھنٹہ سویا پھر آنکھ کھلی۔

منصور: اچھا چوہدری صاحب آج میں دیکھوں گا کہ آپ واقعی تین منٹ میں سو جاتے ہیں کہ نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابھی دو منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ ہستی جس نے سوئی ہوئی قوموں کو بیدار کرنے کیلئے اپنی زندگی گزار دی نیند کے عالم میں چلی گئی اور تین خیالات کی لہروں میں ہلکے کھانے لگا۔

خدمت میں ہے سعادت

ابھی میں اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا ہی تھا کہ ایئر ہوسٹس نے اطلاع دی کہ سر طیف اللہ تمہیں بلا رہے ہیں۔ فوراً حاضر خدمت ہوا تو چوہدری صاحب کو بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے عرض کی کہ چوہدری صاحب نیند نہیں آرہی۔ آپ جلدی اٹھ گئے ہرے فرمایا۔ ”نیند تو آگئی تھی بس اتنا ہی آرام کرنا تھا پھر مجھے کہا کہ میرے موزے بدل دیں اور ایک نئے موزوں کی جوڑی میری طرف بڑھا دی۔ میں چوہدری صاحب کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا اور موزے پہنائے کی خاطر ان کا پاؤں فرش سے اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ انگلیوں پر ہلکے ہلکے زخم تھے اور پٹی بھی بندھی ہوئی تھی۔ مجھے کچھ تو اس خیال سے کہ نئے موزے پہنائے وقت پاؤں میں مزید تکلیف نہ ہو اور پھر کچھ اس خیال سے کہ منصور! آج حضرت بانی مسلم احمدیہ کے ایک جلیل القدر رفیق کے پاؤں چھونے کا

موقع میسر آیا ہے“ میں نے بہت احتیاط سے مگر ہوئے ہوئے موزے پہنانا شروع کیے۔ ممکن ہے کہ میں اپنے خیالات میں کچھ زیادہ ہی گم ہو گیا ہوں کہ چوہدری صاحب کے اس سوال پر کہ کیا موزہ تنگ سے ہیں چونک پڑا۔ عرض کی نہیں چوہدری صاحب تنگ تو نہیں ہے میں خود ہی آہستہ آہستہ پہناتا ہوں۔ علاوہ احتیاط کے یہ خیال بھی میرے ذہن میں تھا کہ اس پاؤں کو زیادہ سے زیادہ دیر تک اپنے ہاتھوں میں رکھوں خدا جانتے پھر کبھی ایسا موقع میسر آئے کہ نہ آئے۔

منزل بہت سرعت سے قریب سے قریب تر آ رہی تھی باؤں باؤں میں چوہدری صاحب نے فرمایا کہ کپتان سے رابطہ قائم کرو اور یہ معلوم کرو

ہمارا جہاز کس وقت ایسے مقام پر پہنچے گا جہاں ہم فجر کی نماز ادا کر سکیں کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ ہوائی جہاز میں پرواز کرتے وقت اس بات کا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے کہ صبح صادق شروع ہوتے ہی روشنی دلی میں بدل جاتی ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہمیں صبح وقت کا علم ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل بفضل خدا احسن طور پر ہو گئی اور نماز فجر ادا کی گئی۔ ہماری رفتار پرواز عین وقت کے مطابق تھی بلکہ موافق ہوا ہونے کی وجہ سے ہم قدرے وقت مقررہ سے پہلے پہنچنے والے تھے۔ ہمیں اسلام آباد کے ہوائی مستقر پر صبح کے چار بج کر پچاس منٹ پر پہنچنا تھا۔ مگر غالب خیال یہی تھا کہ ہم شاید دس منٹ پہلے ہی پہنچ جائیں گے چنانچہ حضرت چوہدری صاحب فرماتے لگے کہ ہماری لاہور کی پرواز کا وقت صبح کے ۹ بجے ہے۔ لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں اسلام آباد چار گھنٹے انتظار کرنا ہوگا میں نے تجویز پیش کی کہ اگر چوہدری صاحب پسند فرماویں تو صبح چھ بجے جو جہاز لاہور کیلئے جاتا ہے اس سے چلیں اس پرواز سے جانے کا یہ فائدہ ہوگا کہ ہم جلد لاہور پہنچ جائیں گے۔ مگر اس میں ایک بات یہ ہے کہ اس



ہوائی مستقر کا ہر شخص نہایت ادب اور احترام سے کھڑا رہا۔ یوں بھی مشرقی لوگ اپنے جذبات کے اظہار میں کنجوسی نہیں کرتے اور پھر اہل پنجاب تو جب تک اونچی آواز میں خوشی ادا نہیں کرتے کہہ لیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اغلباً محبت ذرا کم ہوگئی ہے مگر اس وقت جبکہ حضرت چوہدری صاحب کا وجود ان میں تھا مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پاکستان اپنے ایک بزرگ لیڈر کو مرحبا کہہ رہا ہے۔ جو ساری دنیا میں اپنے وطن کا نام روشن کر کے گھر واپس آیا ہے۔ کیا خاموشی تھی سب کچھ نگاہیں ایک وجود پر مرکوز تھیں۔ اور وہ وجود تمام ہنگاموں سے بے نیاز خزاں خزاں چلا جا رہا تھا۔

**تصویر سچی ہے** | سیر میوں سے نیچے اترے تو پی آئی اے کے پینٹل پیئر بیڈلنگ آفیسر کے علاوہ مکرم جناب حمید نصر اللہ خان صاحب اور مکرم جناب عبدالوہاب صاحب کو موجود پایا مصافحہ و معافہ کے بعد ہم اسلام آباد کے نہایت خوبصورت وی آئی پی لاؤنج میں پہنچے۔ حسن اتفاق ہے کہ وہاں پر کوئی صوبائی وزیر پنجاب کے اعلیٰ پولیس افسران کے ساتھ نہایت اطمینان سے مصروف گفتگو تھے مگر جوہنی حضرت چوہدری صاحب پر ان کی نظر پڑی تو وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور پھر چوہدری صاحب تشریف فرما ہوئے تو ایک طرف مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب بیٹھ گئے۔ دوسری طرف مکرم وہاب صاحب خاکسار ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کہ اتنے میں وزیر موصوف تشریف لائے نہایت ادب اور احترام سے چوہدری صاحب کو السلام علیکم کہا۔ اور سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور ان کے پیچھے وہ تمام پولیس آفیسر بھی نہایت ادب سے کھڑے ہو گئے پندھوں کے بعد وزیر موصوف نے خاموشی کو توڑا اور غرض کی کہ ہمارے لائق کوئی خدمت؟ حضرت چوہدری صاحب نے "جزاکم اللہ" کہا اور شکریہ ادا کیا۔ جس پر وہ اجازت لے کر چلے گئے۔

میں فرسٹ کلاس نہیں ہوتی۔ چھوٹا (Fokkor) جہاز ہے۔ فرمانے لگے کہ "فرسٹ کلاس کے نہ ہونے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہاری رائے بہتر ہے۔ مگر ہماری ریزرویشن تو ۹ بجے والی پرواز سے ہے جمید (مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب) کو بھی میں نے یہی کہا تھا کہ اسی پر اپنی سیٹ بک کر لو گے۔ اب اگر پروگرام بدلا تو ممکن ہے دقت ہو۔ مگر میرے اصرار پر فرمایا کہ "تجویز معقول ہے۔ اسی سے چلیں گے۔ اب ایک کام کرو کہ کسی طرح حمید کو بھی اطلاع ہو جائے۔" سو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جہاز کے کپتان صاحب کے توسط سے بغیر کسی دقت کے ہو گیا اور کپتان صاحب نے خود آکر یہ اطلاع دی کہ "صبح والی پرواز پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا انتظام ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہم اسلام آباد کے بین الاقوامی ہوائی مستقر پر اتر رہے تھے۔ جہاز کے انجن جب بند ہوئے تو اس وقت صبح کے چار بجکر چالیس منٹ تھے۔ چوہدری صاحب کی روانگی سے قبل جہاز کے کپتان اور دیگر ارکان فرسٹ کلاس کے لاؤنج میں آئے اور نہایت ادب اور وقار کے ساتھ ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ میں نے چوہدری صاحب کو کوٹ پہنایا۔ ساتھ والا سامان لیا اور آہستہ آہستہ ان کے ساتھ چل دیا چوہدری صاحب کا ایک ہاتھ میرے کندھے پر تھا اور دائیں ہاتھ سے تمام لوگوں سے مصافحہ کیا۔ کپتان کا شکریہ ادا کیا اب سیرھی لگ چکی تھی۔ جو نہی ہم جہاز کے دروازے سے نکل کر باہر آئے تو اسلام آباد کی پیاری صبح کا سماں آنکھوں کے سامنے تھا۔ دل لہجا دینے والی لطیف ہوا چل رہی تھی۔ اس نے چوہدری صاحب کے چہرے کو اور منور کر دیا۔ ہم آہستہ آہستہ سیر میوں سے اتر رہے تھے۔ جب جہاز کی سیر میوں سے اترنے وقت کم از کم سات آٹھ منٹ لگ گئے ہوں گے۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ جب تک چوہدری صاحب نہیں اتر گئے

لندن سے ساتھ آیا ہوں۔ کوئی خاص ضرورت تو نہیں اس پر نہیں نے انہیں روپوں کی صورت میں کچھ دینا چاہا تو وہ بزرگ روپے کہنے لگے کہ "صاحب۔ اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ میں روپوں کے لیے سامان نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ بلکہ اس غرض سے سامان کو چھوٹا چاہتا ہوں کہ یہ پاک اور بزرگ انسان کا سامان ہے۔ اور میں اپنے بچوں اور آنے والی نسوں سے کہہ سکوں کہ چوہدری صاحب کا سامان میں نے اٹھایا تھا۔ چنانچہ اس پر میں نے انہیں اجازت دے دی اور ہم لاؤنج سے باہر آ گئے۔ اس شخص کی خوشی اور مسرت قابل دید تھی۔

**جذبہ محبت کے کرشمے** | چوہدری صاحب اور

خان صاحب کو چھ بجے والی فلائیٹ پر رخصت کرنے کے بعد وہاب صاحب کی قیادت میں میں اپنی خالہ جان کے گھر پہنچا۔ وہ بیچارے مجھے صبح صبح دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ مگر اپنی روایتی محبت اور پیار سے انہوں نے جلدی جلدی ناشتہ تیار کیا۔ کیونکہ مجھے پھر واپس ایرپورٹ پر جانا تھا۔ تاکہ صبح ۹ بجے والی فلائیٹ سے میں لاہور پہنچ سکوں۔ لیکن ابھی ناشتہ ہو ہی رہا تھا کہ برادر مرزا نصیر احمد صاحب تشریف لائے اور کہا کہ منصور! فوراً ایرپورٹ پر پہنچو۔ کیونکہ جس جہاز سے چوہدری صاحب لاہور گئے تھے وہ پھر واپس اسلام آباد آ گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ خیریت تو ہے کہنے لگے مجھے کچھ معلوم نہیں۔ وہیں چل کر معلوم ہو گا۔ چنانچہ ہم فوراً ایرپورٹ پہنچے۔ وی آئی پی لاؤنج میں جب دونوں چوہدری صاحبان کو بخیریت دیکھا تو اطمینان ہوا۔ اور مکرم چوہدری صاحب نے مجھے دیکھتے ہی زور سے فرمایا کہ۔

"Mamsoov! we could not go

without you."

میں نے غرض کی کہ چوہدری صاحب واپسی کیسے ہو گئی

مگر بوجہ ادب کے انہوں نے قدم پیچھے اٹھانے شروع کئے اور سر جھکا کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے گئے اب مجھے چوہدری صاحب کے سامان کی وصولی کے لیے جانا پڑا۔ پی آئی اے کے ایک نوجوان اور متعدد صاحب میرے ساتھ چلے۔ سامان کے "Tag" انہی کے پاس تھے۔ میں تو محض سامان کی وصولی کیلئے ساتھ گیا۔ تھوڑی دیر میں ہمارا سامان آ گیا۔ تو ہم نے اسے چیک کروانے کیلئے کسٹم آفیسر کے سامنے لے جانا تھا کہ اتنے میں خیال آیا کہ اگر کسٹم آفیسر نے کھول کر سامان دیکھنا چاہا تو چابی کی ضرورت ہوگی اور چابی حضرت چوہدری صاحب کے پاس ہے چنانچہ وہ نوجوان دوڑتے ہوئے وی آئی پی لاؤنج پہنچے اور مدعا بیان کیا چوہدری صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ سامان کو تالا نہیں لگا ہوا۔ بلکہ بکس کھلا ہی ہے "اس چابی کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ واپس آئے تو مجھے کہا اور بہت حیرانی کا اظہار کیا۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ پی آئی اے کے ایک نہایت بزرگ صورت ملازم جنہوں نے ادنیٰ سی وردی پہن رکھی تھی۔ مجھ سے یوں مخاطب ہوئے کہ "صاحب آپ چوہدری صاحب کے ساتھ آئے ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ کہنے لگے کہ کل کے ایک اخبار میں ایک مضمون چھپا تھا۔ اس میں چوہدری صاحب کی تصویر بھی تھی مگر مضمون کسی مخالف نے لکھا ہوا تھا کیونکہ اس نے چوہدری صاحب پر بہت جھوٹے الزامات لگائے ہوئے تھے۔ مگر جب میں اس تصویر کو دیکھتا تھا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ مضمون نگار نے سچ بولا ہے کیونکہ تصویر سچی تھی اور مضمون جھوٹا اور آج جبکہ میں نے خود چوہدری صاحب کو دیکھ لیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ جو باتیں مضمون نگار نے مخالفانہ انداز میں تحریر کی ہیں وہ بالکل غلط ہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ صاحب اگر اجازت دیں تو اس (چوہدری صاحب) کے سامان کو میں اٹھاؤں۔ میں نے کہا کہ اس کام کیلئے تو میں



فرمانے لگے کہ ”لاہور ایئر پورٹ پر بہت دھند تھی جہاز کا اترنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے واپسی ہو گئی پھر ہم سب نوبے والی فلائیٹ سے اپنے پہلے پروگرام کے مطابق روانہ ہوئے اور نہایت اطمینان سے قریباً ساڑھے دس بجے چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔ جس کے بعد چوہدری صاحب سے اجازت لی۔ انہوں نے بہت محبت اور پیار سے رخصت کیا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ اور میں بوجھل قدموں اور اشکبار آنکھوں سے وہاں سے روانہ ہوا۔

شام کو ربوہ پہنچ گیا۔ اگلے دن حضور نے ملاقات کا شرف بخشا۔ میرے پیارے آقا نے باوجود اس کے کہ اس روز ملاقات کا دن نہ تھا مجھے نہایت محبت اور پیار سے گلے لگایا۔ غالباً میرے آنے کی اطلاع تھی۔ کیونکہ مجھے دیکھتے ہی فرمایا ”خیریت سے پہنچ گئے“ میں نے عرض کیا حضور! آپ کے دوست کو لایا ہوں۔ دریافت فرمایا کہ وہ خیریت سے ہیں، اختصار سے عرض کر دیا۔ اور پھر حضور اقدس کی اجازت اور دعائیں لیتا ہوا اسی شام ربوہ سے کراچی اور پھر کراچی سے لندن پہنچا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

اور اب ۱۹ نومبر کا دن میری زندگی کا ناقابل فراموش دن بن چکا ہے۔ اور اس کا ایک ایک لمحہ میرے لیے باعث برکت بھی ہے اور باعث رحمت بھی پس ”میرا جذبہ محبت میرے کام آگیا ہے“

اشرف درمی ہاؤس

حق بازار اوکاڑہ

ہر قسم کے کپڑے کا مرکز

آپ کی اپنی دکان

فون نمبر  
۲۳۰۵

کلا تھ  
پریس ہاؤس

صدر بازار اوکاڑہ

علامہ رسول  
جیولر

چوک دربارہ اوکاڑہ

فون : 4124

کریسٹل جینرل سٹور

ریل بازار اوکاڑہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری صاحب کے زیر مطبوعہ خطوط

حضرت مصلح موعود کے نام

۱۹۲۳ء میں جب حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کے افغانستان میں قتل کی اطلاع پہنچی تو حضرت مصلح موعود نے کابل میں احمدیت کے نام پھیلانے کا ذکر کیا حضرت چوہدری صاحب نے اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے حضور کی خدمت میں تحریر کیا:

بسم ربہ الرحمن ربیع

6 Chesham Place,

Belgravia,

S.W.1.

3. 12. 24

لبیک درویش - دوسم علیکم ورحمۃ ربکم ربہ ربانہ

میری زندگی ایک ایسی جگہ گذری ہے کہ سو دنے اندوہ و اندویش

اور کچھ حاصل نہیں۔ میں اکثر غور کرتا ہوں کہ یہ جہی میں زندگی ہے کہ

سو دنے روزیں گمانے کے کس اور کام کہ فرست نہ ملے اور دنیا کے

دھندوں میں میں گناہوں میں گم ہوں میں مبتلا

Telephone:

Victoria 1841.



ہے۔ ۲۰۱ جو ایک خوش قسمت کے محبوب حقیقی کی تو وہاں  
 کی خوش آئی تو جہاں دل میں ایک شدید درد پیدا ہوا وہاں یہ بھی  
 تکریب و محبت کے تہا سے لے کر یہ موقع ہے کہ اپنی نامورہ زندگی اور  
 کام میں دو۔ اور اپنے تئیں انفلتات کی سرزنش میں  
 حقانیت کے لئے پیش کر دے۔ ہم میں ایک ایک  
 یہ کہ ممکن میرے نفس کی خواہش کا نفس تو نہیں کر  
 یقیناً ہر کچھ جمع نہیں کیا جائے گا اپنے تئیں پیش کرنا ہے  
 اور میں نے اپنے ذہن میں وہ عذاب اور مشکلات کا اندازہ  
 کیا جو اس رکتہ میں پیش آئیں اور اپنے تئیں سمجھا دے  
 خورس شہادت کی ایک ایسی سعادت ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں  
 ہوتی اور کیا تم بھی اس لئے اپنے تئیں پیش کرتے ہو کہ جان  
 شہادت کا درجہ حاصل کرو اور دنیا کے انکار کے ثبات حاصل کرو  
 یہ ثبات ہے اندر یہ بہت ہے کہ ایک لمحہ زندہ رہو کہ ہر روز  
 اللہ تعالیٰ کے رکتہ میں جان دو اور متواتر شہادت کے عندہ نہ  
 ہو۔ حضور انور میں کمزور ہیں سبست ہوں آرام اللہ

ہوں۔ لیکن عمار کے بعد میرے نفس نے یہی جواب دیا ہے  
 کہ جسے غنائت کے لئے نہیں۔ خودی شہادت کے لئے نہیں۔  
 دنیا کے انکار کے ثبات کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے ناموں  
 کے لئے تو یہ ماقوقہ میرے کرنے کے لئے۔ ابھی عاقبت کے  
 لئے ذخیرہ جمع کرنے کے لئے اور تھائی کی اٹھانے حصول کے لئے  
 اپنے تئیں اس حدت میں پیش کرنا ہوں۔ اگرچہ  
 جیسے نے نگار گئے ہمارے اس وقت کا یہ حدت ہے اور  
 جسے یہ توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنی زندگی بقیہ  
 ربح اور اس رحمانے حصول پس عرو کہ ہوں تو  
 دوسرے ہر طرح کی سائنس کی اور کس خوش کامیابی  
 نہیں۔

حضور میں معذور ہو میں نہیں اور حضور انور بارگاہ  
 میں تو نہ زبان یا اس دین ہے نہ قلم جسے کرنے  
 ہا



بے زبان تر جان تو قابے جو زجر  
 ورنہ بیش یار نام آکا جس تقریر میں کہیں  
 رکالتے آکا پر لیں کہہ جوں کہ میں جس وقت  
 حضور مع خرم میں افغانیوں کے لئے در اندہ ہوں  
 گویا رہوں اور فقط حضور کا دعا دل اند  
 رہو شان کا ارضاء ملے گا رہوں۔

والسلام  
 حضور کا ادل ترین  
 خادم خاں، لکھنؤ



حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نام  
 لے السلام علیہم والرحمہ

۱۱/۱۲/۱۳۵۴ھ

مکرم بیجا صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔  
 خاک رانہ آکا کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا۔ دربارہ یہی انجام کہ حضور  
 اقدس کی خدمت و عاہدیت کے متعلق فقرائے اعلیٰ میں رہنے کا تکلیف  
 اور اس کی خوش ازمنہ ہونا چاہیے۔ ہم سب دعا دل میں لے رہے ہیں۔

والسلام

بیمہ صحت و برکت  
 و دیگر کافیات  
 خیر و برکت و شفا  
 و دیگر کافیات  
 کل کار و باجی  
 و دیگر کافیات



محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود کے نام

لندن - ۲۴ ستمبر ۱۹۷۵  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزہ محترمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا تار ملکہ - جزا لہ - میں بفضل اللہ بخیریت ہوں۔ جو حصہ سے ڈاکٹر صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھائی کرنے پر پابندی عائد کر دی ہوئی ہے۔ میری طبی علم کا تقاضہ ہے۔ آپ کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی بفضل اللہ تواتر توصیف ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

خاکہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے خاتمہ بالیکر کرے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام  
فان  
طفر الدخان

محترم عبد الباری ملک صاحب (انگلستان) کے نام

لندن - ۶ ستمبر ۱۹۷۹  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے باری - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا م ستر کا بیٹا جو خط کل لک گیا تھا۔ جزا لہ -

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اور آپ کے رزق میں اللہ فضل عطا فرمائے۔ اور آپ کے لئے اور جماعت کے لئے ہر کی مسامحہ کو برآورد فرمائے۔ آمین۔ اس عافیت کو قبول کرنا آپ کے لئے دعا کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

آپ ہر وقت اس جہتوں میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال فضل سے اللہ کے لئے اور نافع الناس زیادہ سے زیادہ نفع دے۔ اما ما یقع الناس فیہ من اللہ کے لئے اور آپ اللہ تعالیٰ سے خواستگار ہوں تو اپنے میں بھی اللہ کے لئے اور اللہ کے لئے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور بخششوں میں سے کوئی حصہ نہ لیں۔ اور میرا دل ہے کہ تو جو اس کی عطا ہے توئی۔ غنیمت و نعم۔ ہر وقت اللہ کے سب کا مجمع اس سے اعمال کرتے رہیں۔ بشارت کو شہار بنائیں۔ رخ اور غصہ بنناہ مانتے رہیں۔ خدا کے بندوں کے لئے ہر بلور سے باعث برکت اور راحت ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو راحت اور خوشیوں سے معمور دے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم بہت بزرگ صوفی گذرے ہیں۔ حصول رضا الہی کے خاطر یاد ثابت ترک فرمیں۔ انہی تعلق انگریز شاعر مہاراجہ صاحب نے ایک واقعہ نظم کیا ہے۔ آج سے ستر سال قبل طالب علمی کے زمانے میں میں نے میرا اور میرے دل نے اس سے بہت سرور حاصل کیا۔ اب بھی یاد آتا ہے تو آخری الفاظ سے انہیں میر غم ہو جاتی ہیں۔ جتنا یاد رہ گیا ہے شاعر نے الفاظ میں لکھا ہوں۔ کہیں ہے کہ جو لذت اس سے مجھے حاصل ہوئی ہے آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں۔ میں تو کہو آپ کو لکھتا ہوں اس سے غرض محض و غلط و لغیت ہیں۔ آپ کے دل میں جگہ بنا جاتا ہوں۔



پرس مینوٹک سنٹر  
ویپالپر روڈ اوکاڑہ

سنگھار مرکز  
ریل بازار اوکاڑہ

ہوزری کی تمام مصنوعات و  
بچوں کے گارمنٹس بازار سے  
بارعایت خرید فرمائیں  
چوہدری ہوزری سٹور  
چوک گھنٹہ گھر چنگ بازار فیصل آباد  
پروپرائٹر: منور احمد سہاسی

انٹرنیشنل خوبصورت خوشنما لکھنے کیلئے طلباء و طالبات کیلئے

ABC DEFGHIJK  
LMNO

ظفر و شنائی

تیار کردہ: ملک ممتاز اینڈ برادر فیصل آباد

سپیشل نیو چائنا رو شنائی

سپیشل کوالٹی نیو چائنا رو شنائی نہایت طاقتور و شنائی

Bou ben Adhem, may his tribe increase,  
Awoke one night from a deep dream of peace,  
And in the moonlight of his room saw  
An angel writing in a book of gold.  
Exceeding peace had made Ben Adhem bold,  
And to the Presence in the room he cried,  
What writest thou? The angel raised his head,  
And with a look made all of sweet accord,  
Replied: The names of those who love the Lord.  
And is mine one? Nay not so,  
Replied the angel. Abou spoke more low,  
But cheerily still, and said: I pray thee then,  
Write me down as one who loves his fellow-men.  
The angel wrote and vanished; and the next bright  
Appeared with a great wakening light;  
And showed Abou the names of those whom Love of God  
And lo! Ben Adhem's name led all the rest!!

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے آپ کا حافظہ و نام برہادر اور ایسی  
روحانی کتابیں برکات میں رہنے کی توفیق بخلا دے۔ آمین

والدہ  
ڈاکٹر  
ظفر العرفان

ہر قسم سامان نیاری، کاسٹیکس اور گراکری وغیرہ  
تھیلے ایک خوبصورت نام  
حق بازار  
یونیورسٹی کارڈ  
اوکاڑہ

مشاق جبریل سٹور  
حق بازار اوکاڑہ



فون  
۳۸۶۰

(ڈولبر ستارہ کیمیکل انڈسٹریز فیصل آباد)

اعلیٰ معیار کا سوڈا کاسٹک لیکوڈ اور پینچنگ پاؤڈر  
کی تھوک خریداری کیلئے ہم سے رجوع کریں  
A-۷۰ صدر بازار اوکاڑہ

سہول سیل پیاری کی دکان

کوششیں

ریل بازار  
اوکارٹھ

قول نمبر  
۳۱۱۹

بیکار مت بیٹھے داخلہ جاری ہے کوئی سہز سیکھے

واد کینٹ، لاہور اور راولپنڈی کے بعد کراچی کے وسط میں

شاہراہ قائدین پر

نویسنده: ۴۴۴۴۴۴

طیک فی طست طرد طست طرینک طر (حیرت) ط

سندھ پورڈاؤف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے منظور شدہ

طلباء و طالبات کیلئے مندرجہ ذیل ٹیکنالوجی میں 6 ماہ (500) گھنٹے کے سپیشل ورک شو کو کورسز میں

داغی چار دیوے

واٹر مین ، الیکٹریشن ، ریفریجریشن ، پلمبر - ہم ٹریننگ دینے کے علاوہ پاکستان کی مختلف ریکورڈنگ ایجنسیوں کے لیے ٹریڈ ٹیننگ کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں نیز اچھے پوزیشن لینے والے طلباء کیلئے ملازمت میں بھی تعاون کرتے ہیں

ولے طلباء کیلئے ملازمت میں بھی تعاون کرتے ہیں

(نشتیں محدود ہیں) مزید تفصیلات کیلئے آفس سے رابطہ قائم کریں

ط بیک فی بیست ط برید بیست ط ایند کریننگ ستمبر ط A-239 بیاک II شماره قانڈیض  
نزد نرسری کراسنگ P.E.C.H.S

نزد نرسری کرامتنگ P.E.C.H.S

کراچی

مجلس خدام الادعزیه کراچی کے تعاون کے ساتھ

ہماری پیشکش  
ایئر کنڈیشنر، ریفریجریٹر، ٹیلی ویژن، سینٹری فینگ، لوہے کے  
کیٹ، جالی وگرن، موٹر کمینک، بجلی کی وائرنگ، بجلی کے جملہ آلات  
کی مرمت نیز بدنگ پینٹ کے لئے اگر آپ غرضانہ تعاون کے منتہی ہیں تو ہم سے فون پر رابطہ قائم فرمائیں  
ہم آپ کو مناسبہ دام پر تسلی بخش سروس کی ضمانت دیتے ہیں۔

## ہماری پیشکش

کی مرمت نیز بڈنگ پینٹنگ کے لئے اگر آپ نڈصانہ تعاون کے متنبی میں تو ہم سے فون پر رابطہ قائم فرمائیں  
ہم آپکو مناسبے دام پر تسلی بخش سروس کی ضمانت دیتے ہیں۔

درست کلام ماوس

مؤلف

صدر بازار اوکاره ۴۳۱۴

عرفان و امی سلم

انار کے پتے اور اوکڑہ



کراچی میں

ٹی وی۔ وی سی آر۔ ٹیپ ڈیک اور دیگر گھریلو الیکٹرانکس کی  
خرید و فروخت، سروس اور مرمت کے لئے قابل اعتماد ادارہ

Emjees Video Electronics

25-C کمرشل ایریاے - ڈیفنس سوسائٹی

مسعود احمد طاہر

فون: ۵۲۲۳۸۲

**CHAUDHRY  
AND COMPANY**



OFF 306111

RES 855314

CABLE: "ATTRACTIVE"

TLX:

IMPORTERS EXPORTERS  
AND MANUFACTURERS OF  
TEXTILE AND CARPETS  
AND GENERAL ORDER  
SUPPLIERS

BASEMENT:

VENUS PLAZA

7/E EGERTON ROAD, LAHORE.

44344 DEENS PK

ATTN CHAUDHRY

لیڈر آف فیشن فیرس

کریسٹل کلاٹھ ہاؤس

فون نمبر ۴۳۶۰

صدر بازار اوکاڑہ

تھو کے وپرونے میاری کی مشہور دکان

مسلم جرنل سٹور

۳۱۸۰  
رہائش: ۲۲۶

صدر بازار اوکاڑہ



# AL-FURQAN MOTORS LIMITED

47, TIBET CENTRE

M. A. JINNAH ROAD

**KARACHI**

PH. 72 46 06-7-9

**TOYOTA GENUINE PARTS**

## AL-HILAL MOTOR STORES

48-Tibet Centre

M. A. JINNAH ROAD, KARACHI

PH. 72 37 57 - 72 88 92

**HONDA ACCORD-CIVIC**

**DATSUN NISSAN**

**GENUINE PARTS**

## AL-NASIR MOTORS

1-A AL-HAYAT AUTO MARKET

M. A. JINNAH ROAD, KARACHI.

Phones: 720344-45

**TOYOTA**  
**DAIHATSU** } **GENUINE PARTS**

**F. J. CORPORATION AGENTS**  
**LIMITED, KARACHI.**




**S. M. JAFFER & Co.**  
**KARACHI**

**GLOBE MOTOR COMPANY**

67, PRINCE CENTRE

**Preedy Street, KARACHI**

 72 31 47

**SUZUKI GENUINE PARTS**

**SS-80 SJ-410 ST-308**

Digitized By Khilafat Library Rabwah

**MEHR LIMITED**  
**KARACHI**



# بطنِ حلیل



چوہدری ظفر اللہ خان - میرے وطن کا رہنما اس کو بھی پیغامِ ربّ مقتدر ہے آگیا  
اک وکیل بے بدل تھا اک خطیب بے مثل کائناتِ عدل پر جو بے طرح تھا چھا گیا  
مجلسِ وزرائے وائسرائے میں با صد وقار  
اک وزیرِ مقتدر بن کر وہ سالوں تک رہا

حسبِ حکمِ قائدِ اعظم بہ سرحدی کیشن  
جب قیامِ ارضِ پاکستاں ہوا اے ہمنشین  
قائدِ اعظم نے اسکو بر ملا کونسل میں خود  
ازراہِ لطف و نوازش اپنا بیٹا تک کہا  
اس کی فطنت اور ذہانت کی بہت تعریف کی  
اور فرمایا دماغ اس کا ہے مولیٰ کی عطا

قضیہ کشمیر میں کچھ یوں وکالت اس نے کی  
اس کی تقریریں فنِ تقریر کا شہ کار تھیں  
اسکی تقریروں سے یو۔ این۔ او کی گونج اٹھی فضا  
ہر کوئی اس کی خطابت کا ہوا نغمہ سرا

اس نے عربوں کی ویاں کچھ اس طرح تائید کی  
اس طرح سینہ سپر ان کے لیے ویاں پر تھایہ  
انکی آزادی کی خاطر اس نے ویاں پر جنگ کی  
سب کے سب ممنون اس کے ہیں بہ جان و دل ایم  
پاگیا اقوامِ عالم میں وہ قدر و منزلت  
وہ گیا ارضِ وطن سے .... اور بہ صد عز و شرف  
کچھ برس کے بعد ہی یہ اپنے حسنِ کار سے  
بعد میں یہ مجلسِ اقوام میں بھی ہمنشین

تھی ملی اسکو صدارت، دونوں ایوانوں کی، دست

منفرد سارے جہاں میں اس کا یہ اعزاز تھا

چوہدری ظفر اللہ خان اے میرے ربّ مقتدر  
احمدیت کا یہ خادم جان و دل سے تھا مدام  
میرزا کے واسطے تھے وقف اس کے جان و دل  
تیری رحمت سے مرے پیارے یہ مردِ ذی وقار  
ساتھ ہو فضلِ عمر کا اسکو حاصلِ خلد میں  
والدہ کے قرب میں تو اس کو جادے خلد میں  
تیری خدمت میں، تیری طلبی پہ حاضر ہو گیا  
ذرّہ ذرّہ احمدیت کے لیے اسکا قدا  
اس کا ہر ذرّہ قدا ہے احمد مختار تھا  
پائے جنت میں مدارج برتر اے ربّ علما  
کہ یہ تھا فضلِ عمر کا اک محبِ باصفا  
باعثِ تسکین ہوا اب بھی "جی اوپنٹر" کی صدا  
اے خدا برترت او ابر رحمت ہا ببار  
داخلش کن از کمالِ فضلِ در بیتِ انعم



دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء

۲۰۰

**CURATIVE COURSES**خالد ربوہ  
کیو رٹھو کورسز

INTERNATIONAL NAME	COURSE	مختصر	مکمل	آرڈو نام
DWARFISHNESS	COURSE	15/-	80/-	چھوٹا قد کورس
ASTHMA	COURSE	15/-	60/-	دیمہ کورس
PILES	COURSE	15/-	40/-	بواسیر کورس
URINATION	COURSE	15/-	40/-	زیادتی پیشاب کورس
DIABETES	COURSE	15/-	80/-	ذیابیطس کورس
OBESITY	COURSE	15/-	60/-	موٹاپا کورس
HYPERTENTION	COURSE	15/-	180/-	ہائی بلڈ پریشر کورس
FLATULENCE	COURSE	15/-	40/-	گیس کورس
FALLING HAIR	COURSE	15/-	40/-	گرہنے ہال کورس
BED URINE	COURSE	15/-	30/-	بول بستی کورس
EYESIGHT	COURSE	15/-	60/-	کمزوری نظر کورس
LEUCODERMA	COURSE	15/-	100/-	پھلہری کورس
KIDNEY PAIN	COURSE	15/-	150/-	درد گردہ کورس
T. B.	COURSE	15/-	50/-	ٹی بی کورس
CARIES	COURSE	15/-	45/-	کیڑی کورس
PYORRHEA	COURSE	15/-	45/-	پائیسوریہ کورس
BILIARY COLIC	COURSE	15/-	150/-	درد پتہ کورس
DEAFNESS	COURSE	15/-	45/-	بہرہ پن کورس
BABY GROWTH	COURSE	15/-	20/-	بے بی گروتھ کورس
BODY BUILDING	COURSE	15/-	30/-	بادی بلڈنگ کورس
FALSE HAIR	COURSE	15/-	60/-	زائد ہال کورس
URINE RETENTION	COURSE	15/-	40/-	بندش پیشاب کورس
URINE DRIBBLING	COURSE	15/-	40/-	نقطہ پیشاب کورس
INVOLUNTARY URINATION	COURSE	15/-	40/-	بے اختیار پیشاب کورس
HOT URINE	COURSE	15/-	40/-	جلن دار پیشاب کورس
HEMATURIA	COURSE	15/-	40/-	خونی پیشاب کورس
SLOW URINATION	COURSE	15/-	40/-	آہستہ پیشاب کورس
DYSURIA	COURSE	15/-	40/-	درد و وقت پیشاب کورس
MEMORY	COURSE	15/-	40/-	کمزوری حافظہ کورس
MITTI CHOUR	COURSE	15/-	15/-	مٹی چھوڑ کورس
HEAD ECZEMA	COURSE	15/-	110/-	ایگزیماس کورس
GOUT	COURSE	15/-	60/-	گٹھیا کورس

تفصیلی لٹریچر مفت

کیو رٹھو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ پاکستان میڈیسن گولڈ بازار ربوہ  
 فون آفس ۷۷، فون کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷  
 لاہور آفس: 33/م نیو پورجی پارک  
 کراچی آفس: ۶-۲/25-۲ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس





OUR SPECIALTIES

- GEOHYDROLOGICAL AND SUBSOIL INVESTIGATIONS
- TUBEWELLS
- ROTARY AND PERCUSSION DRILLING
- GROUTING
- DEWATERING
- PILING
- FOUNDATIONS
- SLIP FORMING
- SILOS
- GUNITING
- VIBROFLOTATION
- TUNNELLING
- MINING
- SHAFT SINKING
- STEEL FABRICATION AND ERECTION
- OTHER SPECIALIST WORKS
- SUPPLY OF DRILLING, MINING AND CONSTRUCTION EQUIPMENT
- SUPPLY OF PORTABLE AIR COMPRESSORS

**LAHORE** 18-G Gulberg III, Lahore-11. Phones 801253. 801553. 801454. 801654 Telex 44595 IVCCCL PK  
**KARACHI** 251-B, Block 6, PECHS, Karachi-29. Phone 435024. Telex 25449 IVCC PK  
**RAWALPINDI** 114 Race Course Road, Rawalpindi Cantt. Phone 64391  
**BAGHDAD** P.O.Box 15139, Al-Yarmouk, Baghdad, Iraq. Phone 555-5975 Telex 213294 ESI IK  
**DUBAI** C/o Khoory - Hill, P.O. Box 11944, Dubai. Phones 431517. 435317. Telex 45717 BIRD EM

Works Km. 17 18, Ferozepur Road, Lahore. Pakistan



**Indus Valley  
Construction  
Company Limited**

**28 Years Engineering Excellence**



Digitized By Khilafat Library Rabwah

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L5830

EDITOR ABDUL SAMEE KHAN

DECEMBER 1985 — JANUARY 1986



**The Largest Processors of  
Fresh Fruit Products**



Fruit Juices & Squashes, Jams, Jellies, Marmalades, Pickles, Ketchup, Garden Peas, Vegetables etc.

**Shezan International Limited**, BUND ROAD, LAHORE.